# سیرت

# امام زین العابدین علیہ السلام

(مجالس عشرہ اربعین 2005ء لاہور)

﴿مجموعہ تقاریر﴾

## سید حسن ظفر نقوی

مختلف ممالک میں رہنے والے اپنے بچوں کے لئے
یہ کتاب scan کی ہے جسے دیگر حضرات
بھی استعمال کر سکتے ہیں۔
طالب دعاء
سید نذر عباس رضوی

# انتساب

ان اسیروں کے نام جو ضمیر کے

مجرم قرار دیئے گئے ہیں اور ہر دور میں

سنت سجادؑ

ادا

کرنے والوں

کے نام

# فہرست

## پیش گفتار

کچھ عرصے قبل جب میں نے لاہور میں پہلی مرتبہ مجالس پڑھنے کی سعادت حاصل کی (یہ غالباً 1996 کی بات ہے) تو سخت امتحان سے دوچار ہوا۔ پہلی مجلس کے بعد سننے والے صرف تکلفاً رہ گئے۔ اور مجھے یقین ہو چلا تھا کہ اب آئندہ سال میرے میزبان نہ مجھے دعوت دیں گے اور نہ خود زحمت میں مبتلا ہونگے۔ مگر صاحب انہوں نے بھی خوب استقامت دکھائی اور آئندہ سال بھی یہ ''رسک'' لینے کی ٹھان لی۔ اس کے بعد کچھ یوں ہوا کہ آہستہ آہستہ لوگوں کو یہ یقین ہو چلا کہ اب اس ''ناگہانی'' سے رہائی ملنے والی نہیں ہے اس لیے لاہور کی میزبانی کی لاج رکھتے ہوئے مجھ پر مہربان ہو گئے اور مجالس میں ملائکہ اور دیگر مقدس ہستیوں کے ساتھ ساتھ عوام الناس کا مجمع بھی شامل ہونے لگا۔

یہ وہ خطرناک دور تھا۔ بلکہ اب تک یہ دور جاری ہے جب مکتب تشیع کے خلاف بھیانک سازشوں کا جال بچھایا جا چکا تھا اور افراط و تفریط کی آڑ میں مکتب اہل بیت کا اتباع کرنے والوں کو مختلف مسائل میں الجھایا جا رہا تھا۔ نوبت فرقے بننے تک آ چکی ہے۔ عقائد کو منبر سے مسخ کر کے پیش کرنے والے دلیرانہ انداز میں بلا روک ٹوک من مانے انداز میں دین میں تحریفات کر رہے تھے اور اب تک یہ کوششیں جاری ہیں۔ کہیں مرجعیت کے خلاف ہرزہ سرائی ہو رہی ہے، کہیں عزاداری میں تحریفات اور کہیں اس کے بالکل برخلاف یعنی عزاداری ہی کا انکار، کہیں امام زمانہ عَجَّ اللّٰہ تعالیٰ کے ظہور

کی تاریخ کا اعلان، اوران سے چند منٹ ملاقات کا مژدہ، امام عَجَّ اللّٰہ تعلیٰ کی امامت میں پانچوں وقت کی نماز کی ادائیگی کا حسین تصور، نماز جیسی عبادت میں اپنی مرضی کے اضافے، اور صرف مذہبی حوالے سے نہیں بلکہ سیاسی حوالے سے بھی انتشار، قیادتوں کی بہتات، ایسی قیادتیں جن کا ملت جعفریہ سے کوئی تعلق اور رابطہ نہیں بلکہ بعض قیادتوں کو تو اپنا وجود برقرار رکھنے کے لیے دوسری جماعتوں کا سہارا لینا پڑ رہا ہے۔

یہ وہ مختصر سا پس منظر ہے جس میں مجھے لاہور نے خوش آمدید کہا۔ ویسے یہ حالات صرف لاہور کے لیے نہیں لکھے بلکہ بہت معمولی سے فرق کے ساتھ یہی صورت حال پورے پاکستان کی ہے۔ بہرحال کیونکہ کام کا آغاز اخلاص پر کیا گیا تھا۔ لہذا اللہ نے مدد کی، معصومین کی تائید حاصل رہی اور صورتحال یہ بنی کہ

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
ہمسفر ملتے رہے اور کارواں بنتا گیا

ویسے میں اتنا اکیلا بھی نہیں چلا تھا۔ B-6 ماڈل ٹاؤن لاہور کے بدر بھائی نے واقعی پہلا معرکہ بدر سر کیا اور میں نے لاہور میں سب سے پہلے بدر بھائی کے گھر مجالس پڑھیں اور اسی ہراول دستے میں ماڈل ٹاؤن لاہور ہی کے صباحسن بھائی۔ ذیشان حیدر بھائی (بشمول ان کا پورا خاندان) شامل ہیں۔ خیر بات آگے بڑھاتے ہیں۔ جوں ہی کچھ لوگ متوجہ ہونا شروع ہوئے۔ ردعمل کا بھی آغاز ہوگیا۔ لیکن کراچی میں حاصل ہونے والے سابقہ تجربات کی بنیاد پر میں پہلے سے اس ردعمل کے لیے ذہنی طور پر تیار تھا۔ وہ جو ہمیشہ ہوتا ہے یعنی مختلف الزامات، تہمتیں، میرے بیان کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا سب کچھ شروع ہوگیا اور حسب توقع کچھ نام نہاد اہل علم بھی پیچھے نہ رہے اور بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں شامل ہوگئے۔ ہمیشہ کی طرح یہ زیادہ خطرناک رہے کیونکہ یہ آستین کے تھے۔

لیکن سفر جاری رہا اور بہت جلدی بلکہ میری توقع سے کہیں جلدی گُل کھلنا شروع ہو گئے۔ اور گلستان زہرا مہک اٹھا۔ اپنے اجداد کی نیکیوں کا حاصل اور ان کے لگائے ہوئے گلشن کی حفاظت کرنے والے کیوں پیچھے رہتے۔ خلیفہ سید حیدر مہدی صاحب کے صاحبزادے سید عقیل عباس جو اپنی ذات میں خود ایک انجمن ہیں میرے بازو بن گئے۔ خلیفہ سید حسن مہدی نے بھی مورچہ سنبھال لیا۔ ان کے بیمار صاحبزادے (خدا بحق بیمار کربلاؑ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے) شبر مہدی اور حسین مہدی صاحب کے صاحبزادے اکبر اور زین، خلاصہ یہ کہ یہ سارا خاندان بچوں بڑوں سمیت عزاداری کی اصل روح کی حفاظت کے لیے نکل پڑا اور یہ سفر اب تک جاری ہے۔

سیرت امام زین العابدینؑ کے عنوان سے جو عشرہ میں نے پڑھا ہے یہ اسی سفر کا ایک سنگ میل ہے۔ یہ میری اکیلے کی کاوش نہیں ہے بلکہ میں، عقیل عباس، صبا حسن بھائی اور کچھ دیگر احباب گھنٹوں بیٹھ کر موضوعات کا انتخاب کرتے ہیں اور نئے نئے عنوانات کا ''رسک'' لیتے ہیں اور ہمیشہ نتیجہ اطمینان بخش رہا ہے بلکہ ہماری توقعات سے کہیں بڑھ کر رہا ہے۔

سفر جاری ہے۔ کب تک جاری رہے گا کوئی نہیں جانتا۔ لیکن ہمیں تو چلتے رہنا ہے۔ آیئے! کیا آپ اس سفر میں شریک نہیں ہونگے۔ وہ سفر جو مشکل تو ہے مگر خوشنودی محمدؐ و آل محمدؐ ساتھ رکھتا ہے۔ اس میں مخالفتیں اور مصائب اور دل آزار قسم کے الزامات تو ہیں مگر امام زمانہ عَجّ اللہ تعلیٰ کی رضا بھی شامل ہے۔

آیئے! آج مذہب و ملت کو آپ کی ضرورت ہے۔ اپنا سب کچھ اپنے دین کی نظریاتی سرحدوں کے دفاع کے لیے وقف کر دیجیے۔ اور اپنی آنے والی نسلوں کو ورثہ میں جدوجہد، شجاعت، صبر، حوصلہ اور عزم دے کر جایئے۔

ایک اور درخواست قارئین سے یہ ہے کہ مصائب پڑھتے وقت یہ بات ذہن میں رکھیں کہ میں مصائب کی روایات کو لفظ بہ لفظ نقل نہیں کرتا بلکہ بہت ہی احتیاط سے اپنے الفاظ میں نقل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس لیے یہی مصائب کسی اور جگہ میری کتاب میں صرف الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ مل جائیں تو اسے روایت کا فرق نہیں سمجھے گا۔ روایت وہی ہے۔ واقعہ وہی ہے۔ صرف بیان کے دوران کچھ الفاظ کی تبدیلی ایک فطری تقاضہ ہے۔ جو چیز اہم ہے وہ یہ ہے کہ روایت یا واقعہ اپنی طرف سے نہ بنایا گیا ہو۔

اہل لاہور! آپ کا شکریہ! میری دعا ہے کہ پاکستان کے سینے میں دھڑکتا ہوا یہ دل تشیع کے دل میں بھی دھڑکن بن جائے۔

والسلام

احقر العباد

حسن ظفر نقوی

# عرض ناشر

مولانا سید حسن ظفر نقوی صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ اس سے پہلے ان کی تقاریر کا مجموعہ ولایت معصومینؑ کے عنوان سے پیش کیا جا چکا ہے۔ مولانا سید حسن ظفر نقوی صاحب قبلہ نے اپنی تمام کتابوں میں معصومین علیہ السلام اور ان کے برگزیدہ اصحاب کو موضوع بنایا۔ وہ روایتی مجالس سے ہٹ کر بات کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے سننے اور پڑھنے والے ان کی تقریروں اور تحریروں کا انتظار کرتے ہیں۔

ان تقاریر میں مولانا نے امام زین العابدین علیہ السلام کی زندگی کے ان محاسن سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی ہے جن پر ابھی تک کسی نے اس انداز میں ہمت نہیں کی کہ چوتھے امام زین العابدین علیہ السلام نے دعاؤں کے ذریعے سے سید الشھدا امام حسین علیہ السلام کی قربانی کو دین اسلام کی سربلندی کے لیے کس طرح تبلیغ فرمایا اور اس پر خطر اور پر آشوب دور میں دین اسلام کی آبیاری کیلئے امام حسین علیہ السلام کی قربانی کو منزل عروج پر پہچانے کے لیے اپنا مشن صبر و استقلال کے ساتھ جاری رکھا۔ مولانا نے اپنے مخصوص انداز میں تاریخی حوالوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

گلستان زہرا، ۲۶۔ ایبٹ روڈ لاہور کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ عشرہ یہاں پڑھا گیا اور مولانا نے ہمیں اس کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جس کے لئے

ہم ان کے انتہائی ممنون ہیں۔ معصومین علیہ السلام ہماری اس کاوش کو قبول فرمائیں اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائیں کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے اور معصومینؑ کی خوشنودی کا باعث ہو۔ کوشش کی ہے کہ کتابت میں غلطیاں نہ ہوں۔ سہواً کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ضرور نشاندہی کیجئے گا آپ لوگوں کی آراء کا انتظار رہے گا۔

آپ سے ملتمس ہوں کہ اپنی دعاؤں میں اس ناچیز کو فراموش نہ فرمائیں اور دعا فرمائیں کہ پروردگار عالم بحق محمدؐ و آل محمدؑ علیہ السلام نعمت عزاداری امام مظلوم ہماری آیندہ نسلوں کو بھی عطا فرمائے اور وہ خلوص دل سے یہ خدمت سرانجام دیں۔

محتاج دعا

خاکپائے اہل بیتؑ

خلیفہ سید حسن مہدی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَآ
اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ
الْمَعْصُوْمِیْنَ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰٓی اَعْدَآئِهِمْ
اَجْمَعِیْنَ مِنَ الْاٰنِ اِلٰی قِیَامِ یَوْمِ الدِّیْنِ
اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِهِ الْمُبِیْنِ
وَهُوَ اَصْدَقُ الْقَآئِلِیْنَ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ۔

# مجلس اوّل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ الۡحٰمِدُوۡنَ السَّآئِحُوۡنَ الرّٰکِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ النَّاہُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ الۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰہِ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (التوبۃ ۱۱۲)

صلوات بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

عزیزان محترم! آج اربعین کی، روز چہلم کی یہ مخصوص مجلس ہے۔ اس میں زیادہ وقت مصائب کو دینا ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ موضوع کا اعلان ہوا ہے اس موضوع کا تعارف کرانا بہت ضروری ہے اور میں تعارف کی حد تک ہی موضوع کو رکھوں گا تا کہ آئندہ تفصیل سے انشاء اللہ اگر زندگی رہی تو بات کی جائے گی۔

موضوع کا اعلان ہو چکا ہے جن لوگوں کو علم نہیں ان کے لیے عرض ہے کہ یہ پورا عشرہ ہم نے رکھا ہے۔ ''سیرت جناب سجاد علیہ الصلوٰۃ والسلام'' کے بیان پر۔ عنوان ہم نے سیرت قرار دیا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھیئے کہ اس کی کچھ وجوہات ہیں عنوان کو قرار دینے کی۔ کہ چوتھے امام کی جو ذات گرامی ہے اسے ہم نے محدود کر دیا ہے۔ جبکہ ایسا تاریخ میں نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کے ذکر کو صرف کربلا کے مصائب میں بیان کرتے ہیں اس بناء پہ صرف بیمار کربلا تک محدود ہو کر رہ گیا ہے کردار چوتھے امام کا۔ حالانکہ آپ

بیمار صرف کربلا میں تھے نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد...... چلیں اس زمانے میں بیمار کا ایک لقب اردو میں بھی پڑ گیا۔ بیمار کربلا کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ آئندہ نہ کہا جائے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ آپ نے واقعہ کربلا کے بعد پینتیس سال کی زندگی گذاری ہے وہ کیا ہے......؟ بس ہمیں اتنا تو معلوم ہے کہ خون کے آنسو روتے زندگی گزر گئی...... اور چند واقعات مصائب...... بہت معذرت کے ساتھ ایسے ہی ہے ناں...... اچھا اور پھر ہمارا المیہ کیا ہے......؟ کہ اس کے بعد تو اور ہمارا لیول نیچے چلا آتا ہے۔

چوتھے امام کا تو اس لئے بھی ذکر ہے کیونکہ آپ واقعہ کربلا میں شریک تھے۔ کیونکہ رونے کے حوالے سے...... گریے کے حوالے...... عزاداری کے حوالے سے...... آپ کا ذکر ہے۔لیکن پانچویں امام کے بارے میں تو کہتے ہیں کہ وہ باقر العلوم تھے۔مگر تفصیلات نہیں معلوم۔

چھٹے امام پہ جا کر اور لیول نیچے...... ساتویں امام کی معلومات اس سے بھی کم...... ہوتے ہوتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری مجالس میں کبھی کہیں ذکر ہو جائے تو ہو جائے وگرنہ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ کسی بھی امامؑ کی مجلس یا محفل ہو ذکر کسی اور کا ہی ہو رہا ہوتا ہے۔یعنی اس امامؑ کا بھی ذکر نہیں کیا جاتا جس امامؑ سے منسوب کر دیا جاتا ہے اس مجلس کو۔تو میں نے یہ ادنیٰ سی کوشش کی ہے۔ یہ اپنی کوشش بتا رہا ہوں علماء کی نہیں کہ یہ پوری دس مجلسیں مخصوص ہو جائیں صرف اور صرف چوتھے امامؑ کے ذکر سے...... فضائل چوتھے امام کے ہوں اور مصائب کربلا کے...... ہاں وہ تو ٹھیک ہے جہاں جیسے مصائب کا ذکر آتا چلا جائے گا مصائب کو ہم اپنے حساب سے پڑھتے جاتے ہیں اور

مصائب کے لئے کہا بھی جاتا ہے کہ امام سجادؑ کے مصائب کا آغاز وہاں سے ہے جہاں شہدائے کربلا کے مصائب کی انتہاء ہے۔

لیکن فضائل کا باب پوری زندگی، تین پہلو...... امام کی زندگی کے تین پہلوؤں پہ ہمیں بات کرنی ہے۔ واقعہ کربلا کے بعد...... واقعہ کربلا سے پہلے...... کیوں نہیں اس کی بھی وجہ عرض کر دیں کوئی سوال کر سکتا ہے کہ پہلے کے تو بائیس سال بتایئے...... آپ لیکن یاد رکھیئے یہ قاعدہ ہے...... یہ اصول ہے...... جس کو آپ الٰہی اصول کہہ دیجئے...... امامی اصول کہہ دیجئے...... اسلامی اصول کہہ دیجئے...... اور بتایا ہوا جو قاعدہ ہے اس قاعدے کے تحت کہہ لیجئے جب تک ایک امام اپنے فرائض منصبی کو انجام دے رہا ہے دوسرا امام تائید میں اس کی خاموش رہے گا۔ الگ سے اس کا کوئی حکم نظر نہیں آئے گا۔

اب ایک وقت میں چار امام تھے۔ ایک وقت میں پہلا امام مولا متقیان علی ابن ابی طالب علیہ السلام امام ہیں۔ دوسرا امام...... تیسرا امام...... اور چوتھے امام کی ولادت بھی پہلے امام ہی کی زندگی میں ہوئی۔ لیکن آپ کو نظر نہیں آئے گا کہ پہلے امام کی موجودگی میں دوسرے امام نے کوئی حکم صادر کیا ہو۔ کیا دوسرے اماموں نے کچھ نہیں کیا...... نہیں بات یہ نہیں ہے...... بات ہے فرائض منصبی کی...... جب ایک امام فرائض منصبی انجام دے رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا امام جو کہہ رہا ہے وہی حکم امامت ہے۔ تو وہ کوئی فعل الگ تھوڑی ہوا کسی امام کا...... جب دوسرا امام اپنے فرائض منصبی انجام دے رہا ہے۔ چالیس ہجری سے پچاس ہجری تک تو جناب سید الشہداءؑ جیسا امام...... تیسرا امام آپ کو دس سال میں صرف اپنے بھائی کی حمایت کرتے نظر آئیں گے۔ اپنے بھائی کے ساتھ ساتھ نظر آئیں گے۔ الگ سے کوئی حکم

نہیں دیں گے۔ کہ میں یہ کہتا ہوں...... میں یہ کرتا ہوں ......کبھی نہیں ملے گا کیوں کہ کچھ اصول ہیں......فرائض منصبی کے لٰہذا چوتھے امام کی زندگی کے بائیس سال چونکہ ان تین اماموں کے سائے میں ہیں کچھ عرصہ تین امام سر پر موجود ہیں...... کچھ عرصہ دو امام......یعنی والد اور چچا اور پچاس ہجری سے اکسٹھ ہجری تک جناب سید الشھد اءؑ آپ کے بابا لٰہذا عبادت کے سوا کچھ اور اس لیے ہمیں نظر نہیں آئے گا کہ تیسرا امام اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ ہاں امام کی امامت کا آغاز کہاں سے ہوا فرائض منصبی کا ......کہ جب رخصت ہوئے جناب سید الشھد اء کربلا میں، وہاں سے امامت کا آغاز ہوا بس ایک جملہ ضرور کہوں گا۔ مصائب کی منزل پہ نہیں جا رہا بس اس بات کو مکمل کرنے کے لئے......کہ فرق یہ ہے کہ کسی امام کو امامت ایسے ماحول میں سنبھالنی نہ پڑی جیسے ہمارے چوتھے امام کو...... یہ امتیاز ...... یہ اعزاز ہے۔ ہر دور کے امام کو ایک ایک اعزاز دیا ہے۔ پروردگار نے ایک ایک انعام دیا ہے۔ یہ اعزاز اس امام کا ہے کہ جس صورت حال میں، جس ماحول میں چوتھے امام نے امامت کا آغاز کیا ہے دنیا میں کائنات میں......وہ آپ کے سامنے ہے۔

تین پہلوؤں پہ ہمیں بات کرنی ہے۔ لٰہذا اب تو آپ بھی عادی ہوں گے ہمارے انداز بیان کے......تاریخ بھی اس میں آئے گی...... سیرت بھی......وہ پس منظر بھی آئے گا...... وہ زمانہ بھی...... کہ کون کون سے خلفاء کی حکومت تھی چوتھے امام کے دور میں۔ اور امام کی زندگی میں کیا کیا واقعات ظہور پذیر ہوتے رہے حکومت اسلامی میں......تا کہ پورا خاکہ زندگی کا آپ کے سامنے آجائے۔ کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ امام کی زندگی الگ ہے اور اس دور کے حالات الگ ہیں ......نہیں...... اس دور کے حالات......اس دور میں کیا کیا ہوا......کون کون سا ظالم خلیفہ کیا کیا کرتا رہا...... جناب

مختار کے قیام کی طرف بھی اشارہ ہو گا۔ ابابیل کے گروہ کی طرف بھی اشارہ ہو گا۔ جتنی تحریکیں تشیع کی چلتی رہیں ان کی طرف بھی اشارہ ہو گا کہ یہ سب تحریکیں چلتی رہیں امام خاموش کیوں تھے۔ وہ تحریکیں جو امام کی حمایت میں چلیں...... وہ تحریکیں جو امام کی نصرت کے لیے چلیں...... کربلا والوں کے دفاع کے لیے اہل بیت محمدؐ کے حق کے لیے چلیں...... بظاہر امام خاموش کیوں نظر آتا ہے۔ جبکہ وہ امام کی نصرت کر رہے ہیں۔ ان تمام تحریکوں پر بات ہو گی کہ امام خاموش تھے یا نہیں...... امام بھی تحریک چلا رہے تھے۔

تو ایک امام کی زندگی کا جہادی پہلو بظاہر جس کے لیے کہا جاتا ہے کہ امام نے جہاد کیا ہی نہیں۔ امام نے جہاد کیا ہے۔ اس پر بھی بحث ہو گی...... ایک امام کی زندگی کا عبادی پہلو کہ جس کی بنیاد پر آپ کا لقب زین العابدینؑ اور سید ساجدین قرار پایا ہے۔ امام زین العابدینؑ، امام سید سجاد، امام سید الساجدین یہ سارے القابات یہ عبادی پہلو اور تیسرا پہلو جو ہے وہ تبلیغی پہلو امام کی زندگی کے پینتیس سال یہ تین پہلو کا احاطہ کرنا ہے۔ ہمیں چوتھے امام کی زندگی کا کہ کس طرح سے دین کی تبلیغ کی کس طرح سے عبادت کو معراج عطا کی ہر امام عبادت گذار ہے کسی کی عبادت میں کوئی شک ہے اور مولا متقیان علی ابن ابیطالبؑ کی ذات گرامی کے بارنے میں تو آپ جانتے ہیں۔ لیکن یہ القابات یاد رکھئے گا کہ کوئی شخص نہیں دیتا تھا...... ایک امام دوسرے امام کو نہیں دیتا تھا...... یہ یاد رکھئے گا کہ ہر امام کا لقب الٰہی لقب ہوتا تھا۔ اللہ کی طرف سے یہ لقب دیا جاتا تھا۔ ظاہری وجود امامؑ بعد میں آیا ہے۔ رسول نے یہ سارے القابات پہلے بتا دیے تھے لوگوں کو۔ رسول نے اپنی زندگی میں جتنے بھی القابات تھے ہر امام کے بتا دیئے تھے۔ بارہ اماموں کے سب لقب......

مہدی نام نہیں ہے۔ لقب ہے۔ یاد رکھیئے گا عسکری نام نہیں ہے...... لقب ہے۔ رضا نام نہیں ہے...... لقب ہے۔ باقر العلوم...... جواد...... تقی...... ہادی...... یہ سب کے سب القابات ہیں۔ یہ سب اللہ کی طرف سے دیے جاتے تھے۔

کیوں......! ایسا کیوں ہوا کہ چوتھے امام کا لقب سید ساجدین پڑ گیا۔ چوتھے امام کا لقب زین العابدین پڑ گیا۔ یہیں سے آج آغاز کروں گا۔ آج کیونکہ چہلم کا دن ہے اور میں نہیں چاہتا کہ زیادہ دیر پڑھا جائے۔ کیونکہ مصائب کی منزل تک مجھے آنا ہے۔ لیکن پہلے اس آیت کے بارے میں بتا دوں سورہ توبہ **112** آیت ہے جسے میں نے سرنامہ کلام قرار دیا ہے۔

انشاء اللہ ان دس مجالس کے لیے اس آیت کی تلاوت ہوگی۔ ادر بعد میں اس کے سائے میں آگے بڑھیں گے۔ اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْن اور لوگ جو توبہ کرنے والے ہیں۔ یہ لوگ جو عبادت کرنے والے ہیں۔ اَلْحَامِدُونَ السَّائِحُون اللہ کی حمد کرنے والے ہیں۔ ہر حال میں اور اللہ کی راہ میں سفر کرنے والے ہیں۔ السَّائِحُون اللّٰه کی راہ میں سفر کرنے والے ہیں۔ اَلرَّاکِعُون اَلسَّاجِدُون رکوع کرنے والے ہیں۔ رکوع کی حالت میں ملیں گے...... سجدے کی حالت میں تمہیں ملیں گے۔ الاٰمِرُون بِالْمَعْرُوف امر بالمعروف کرتے ہوئے ملیں گے۔ یہ نیکیوں کا حکم دیتے ہوئے ملیں گے۔ وَالنَّاھُونَ عَنِ الْمُنْکَر اور برائیوں سے روکتے ہوئے ملیں گے۔ وَالْحَافِظُونَ لَحُدُدُاللّٰه اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرتے ہوئے ملیں گے۔ پس یہی وہ لوگ ہیں وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْن اے حبیب اے رسول ان مومنین کو جنت کی بشارت دے دو۔ ان کے سب کام اللہ کے لیے ہوا کرتے ہیں۔

صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمدؐ پر۔

یہ وہ آیت ہے۔ کیونکہ سید الساجدین لقب ہے۔ بس یہی مناسبت مناسب معلوم ہوئی...... الگ الگ آپ یہ تمام باتیں مختلف مجالس میں سن چکے ہیں۔ ہمیں بات کو جمع کرنا ہے ایک جگہ لے کر آنا ہے۔ سید ساجدین کا فخر کیا ہے......؟ جانتے ہیں۔ آپ جیسے مولا کائنات کا یہ فخر تھا کہ میں روئے زمین پر پہلا نجیب الطَّرفَین ہاشمی ہوں۔ یہی فخر کرتا تھا زین العابدین...... یہی فخر کرتا تھا سید الساجدین...... کہ نہ میرے جیسا دادا کسی کا ہے نہ میرے جیسا نانا کسی کا ہے نوشیروان عادل کی نسل سے تھے ناں۔

آپ جناب شہر بانو جناب شاہ زنان تو یہ میرا شجرہ ہے۔ اس سے کہ جس کی عدالت ضرب المثل بن گئی۔ حالانکہ آپ دیکھئے اتنے نبی گزرے نبیوں کی عدالت میں کوئی کمی ہے۔ لیکن کیونکہ نبی نہیں تھا ایک صفت الٰہی تھی اور یہ رسول کی حدیث ہے کہ اگر کسی شخص میں ایک بھی صفت ایسی پائی جائے گی تو اسے اللہ اس صفت کی بناء پہ شرف و بزرگی عطا کرے گا۔

اس طرف اگر کوئی میرا شجرہ دیکھے گا تو نوشیرواں عادل میرا نانا قرار پائے گا اور جب کوئی ادھر سے یعنی باپ کی طرف سے شجرہ دیکھے گا تو جواب نہ دے پائے گا۔ کیونکہ اس طرف سے میرا جد خدا کا رسولؐ...... میرا جد ہاشم...... میرا جد عبدالمطلب...... میرا جد علیؑ...... یعنی دونوں طرف سے اس شجرے پر خود سید الساجدین فخر کیا کرتے تھے اپنے آپ پر۔

ایک غلطی کا اور بھی ازالہ کرتے جائیے آپ کہ جو کہا جاتا ہے کہ جب مدائن فتح ہوا اور یزجرد ابن شہریار کو شکست ہوئی۔ اور جو قیدی آئے ان میں اس کی بیٹیاں بھی آئیں یہ غلط فہمی بھی دور کر لیجئے اب ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ مدائن فتح ہوا ہے سترہ ہجری میں اور جب جناب سید الشہداء کا سن مبارک ہے بارہ یا تیرہ سال اور محمد ابن ابی

بکر تو ان سے بھی چھوٹے ہیں۔ان کی عمر بھی چھ سال...... یہ کہا جاتا ہے کہ دوسرے دور میں فتح ہوا مدائن۔ وہاں سے وہ کنیزیں لائیں گئیں اور حضرت علی کو ان کا اختیار دیا گیا۔ اور حضرت علی نے ان کو اختیار دیا کہ تم جن سے چاہو عقد کرو اتنا واقعہ درست ہے۔لیکن سترہ ہجری کا واقعہ صحیح نہیں ہے...... سترہ ہجری میں کسی کی عقل میں یہ بات نہیں آتی کہ چھ اور سات سال کے بچے اور دس اور بارہ سال کے بچے یہ روایت ہمارے یہاں بھی پڑھتے چلے جاتے ہیں ذاکر وخطیب بالکل اسی انداز میں۔ ایسا نہیں ہے اگر تاریخ میں آپ دیکھیں تو بات واضح ہو جائے گی کہ واقعہ یہ نہیں ہے۔

واقعہ ہے...... پینتیس ہجری کا۔ جب بغاوت ہوتی ہے۔خراسان کے صوبے میں مولا نے لشکر بھیجا ہے۔ پھر یہ گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں ہیں۔عزت و احترام سے لایا گیا ہے شاہ ایران کے خاندان کے باقی افراد کو...... جو باقی خاندان تھا ایران کے بادشاہ کا...... اس میں یہ بچیاں ساتھ آئی ہیں۔ اور جب قیمتیں لگنا شروع ہوئیں تو مولائے کائنات نے منع کیا کہ ان کی قیمت نہیں لگے گی۔ کیونکہ یہ شاہی خاندان سے ہیں۔ اور یہ رسولؐ کی حدیث ہے کہ ہر قوم کے سردار کا احترام کیا کرو۔

لہٰذا ہر قوم، چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو لیکن اپنی قوم کا سردار ہے اپنی قوم کا سربراہ ہے تو محترم ہونا چاہئے۔ لہٰذا ان دونوں بچیوں کو الگ کیا گیا انہیں اختیار دیا گیا تو جناب شہر بانو نے بغیر دیکھے یہ نام لیا کہ میں آپ کے بیٹے حسینؑ کے عقد میں جانا چاہتی ہوں۔ کیوں طریقہ وہی تھا جو بعد میں بتایا کہ خواب میں آپ کے جد رسول خداؐ نے مجھے آپ کے بیٹے کے عقد میں پہلے ہی دے دیا ہے۔ یعنی وہی اسی طرح سے جس طرح امام زمانہ عَجَّلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِيف یہ تو ہے طریقہ ظاہری اور مولا بھی جانتے ہیں لیکن اختیار دیا تھا اور دوسری بہن کا عقد کیا جناب محمد ابن ابی بکر سے۔

جناب محمد ابن ابی بکر سے کون سا بیٹا ہوا، قاسم ابن محمد قاسم ابن محمد اور میں اب یہ شجرہ بیان کرتا چلا جاؤں گا جیسے جیسے آج بات بڑھ گئی کہ کس طرح پیوند ہوا جناب محمد ابن ابی بکر کے خاندان کا اور امام زین العابدین کے خاندان سے ہوگا۔

صلوٰت پڑھیے محمد وآل محمد پر اور انہی کی بیٹی سے شادی ہوئی تھی پانچویں امام کی۔ یہ تعارف امام کا ضروری ہے کیونکہ عام مجالس میں نہیں ہوتا اور میں نے عرض کر دیا کہ اب آپ عادی ہو گئے ہیں اور بیان کی خشکی تری کا مسئلہ نہیں ہے...... مسئلہ ہے...... تاریخ (انفارمیشن (اطلاعات) کو آپ تک پہنچانے کا...... تو اتنا سا تعارف ضروری تھا کہ پتہ چل جائے کہ ہیں کون!...... سید سجادؑ...... ماں کی طرف سے کیا شجرہ ہے۔ اور باپ کی طرف سے مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ بائیس سال امام کے سائے میں گزر گئے بس اب آغاز ہوتا ہے امام کی تبلیغی زندگی کا...... جہادی زندگی کا...... عبادی زندگی کا...... عاشور کے بعد عبادت پہلے بھی کرتے تھے۔ لیکن غلط فہمیاں دور کرنے کے لئے اس امام کو لقب دیا گیا زین العابدینؑ ...... اس امام کو لقب دیا گیا سید ساجدینؑ......

ہر امام عبادت کرتا ہے لیکن یہی غلط فہمی دور کرنے کے لیے...... سمجھانے کے لیے...... کہ جتنا بڑا عزادار ہوگا اتنا ہی بڑا اللہ کا عبادت گذار بھی ہوگا...... جتنا زیادہ ماتم کرنے والا ہوگا اتنے زیادہ سجدے کرنے والا ہوگا...... جتنا زیادہ ذکر حسین کرنے والا ہوگا اتنا ہی زیادہ ذکر خدا کرنے والا ہوگا...... یہ بتانے کیلئے کیونکہ کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ چوتھے امام سے بڑا عزادار ہے۔ وہ چوتھے امام سے زیادہ ماتم کرنے والا ہے۔ کوئی کر سکتا ہے؟ اور کوئی یہ بھی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ عبادت میں سید ساجدینؑ کے برابر پہنچ جائے گا کہ عبادت میں زین العابدینؑ کے برابر پہنچ جائے گا۔ یہ مصلحت الٰہی

کہ حسینؑ کا بیٹا...... جس حسینؑ کا ذکر قیامت تک رہے گا عزاداری کی صورت میں۔ تو حسینؑ نے اہتمام کر دیا امام زین العابدین کی صورت میں کہ کبھی بھی ان دو ذکر کو الگ الگ نہیں کیا جا سکے گا۔ تو جو پہچان بنائی کہ جو عبادت گذار ہے تو یہ دیکھنا کہ عزادار کیسا ہے۔ عبادت کا اعتبار نہیں اگر عزادار نہ ہو...... اگر عبادت گذار ہو تو یہ دیکھنا کہ حسین سے اس کا تعلق کیسا ہے...... عبادت گذار ہو تو یہ دیکھنا کہ علی سے اس کا تعلق کیسا ہے...... اگر عبادت گذار ہو تو یہ دیکھا کہ اہل بیت سے اس کی معرفت کا کیا حال ہے۔ اور اگر عزادار ہو تو یہ دیکھنا کہ اللہ سے اس کا تعلق کیسا ہے۔

اگر اہل بیتؑ کی معرفت نہیں تو عبادت کا اعتبار نہ کرنا...... سجدوں کا اعتبار نہ کرنا...... رکوع کا اعتبار نہ کرنا...... قیام کا اعتبار نہ کرنا...... عبادت عبادت کا میزان...... عبادت کا معیار عبادت کا مزاج ہی یہ بنا دیا کہ یہ دیکھنا کہ جتنا بڑا عبادت گذار ہے ویسا ہی عزادار ہے کہ نہیں۔ دونوں کو ساتھ رکھ دیا اعتبار نہ کرنا عبادت کا کہ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ سوگوار ہے کہ نہیں حسین کے غم میں۔ بس یہی معیار بنا دیا سید ساجدین نے...... وہ حسین نے معیار بنایا کہ عبادت پہ اعتبار نہ کرنا...... میرا رشتہ دیکھنا کہ میرا عزادار ہے کہ نہیں اور یہ معیار بنایا سید سجاد نے کہ ماتم دار ہو...... عزادار ہو...... یہ دیکھنا کہ اپنی عزاداری کو اعتبار دے رہا ہے کہ نہیں۔ عزاداری کو اعتبار کیسے ہو گا یہ دیکھنا کہ جتنا بڑا عزادار ہے اتنا بڑا عبادت گذار بھی ہے کہ نہیں۔

تو یہ اعتبار دیا دونوں نے کہ ہم انہیں ساتھ ساتھ رکھ کے جا رہے ہیں...... دو امامؑ ملا کے جا رہے ہیں۔ دو چیزوں کو اگر عزادار ہو تو یہ دیکھنا کہ اس کی عبادت کا کیا حال ہے رات بھر عزاداری کرتے کے بعد صبح کی نماز کے وقت میٹھی نیند کر لی...... ساری رات عبادت بیشک عبادت تھی لیکن عبادت کا اعتبار تو وہی تھا ناں سجدہ حسین کا عبادت کا

اعتبار تو سجدہ ہے عبادت تو مکمل نہیں ہوتی جب تک اس سجدے کی شبیہہ نہ بنالی جائے۔ رات بھر ماتم ہوتا رہا شبیہہ بنتی رہی...... تابوت کی شبیہہ...... علم کی شبیہہ...... ذوالجناح کی شبیہہ...... اور وہ جو صبح عاشور کی اذان تھی اور وہ جو حسینؑ کا سجدہ تھا...... یعنی جس نے کمال عطا کیا عزاداری کو۔ کیا کیا تم نے کہ اب وہی عبادت کرتے چلے گئے عبادت کرتے چلے گئے اور آخر میں نتیجہ کیا نکلا کہ وضو تو تھا ہی نہیں۔تو وضو سے کیا ہوتا ہے......؟ اتنے سجدے کیے...... اتنی عبادت کی...... تو یاد رکھنا کہ اگر مقدمہ ہی درست نہ ہو تو پوری کتاب غلط ہو جاتی ہے۔یعنی جو شرط ہے عبادت کی اگر وہ شرط ہی پوری نہ کی جائے اسی لیے سیدالساجدینؑ ......زین العابدینؑ چوتھے امام کو ہی یہ لقب دیا گیا کہ اعتبار اسی وقت ملے گا آنسوؤں کو...... نہ سید سجاد سے بڑا کوئی رونے والا ملے گا...... نہ سید سجاد سے بڑا کوئی عبادت گذار ملے گا...... کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ سید سجاد عبادت کو بھول گیا ہو...... اپنے بابا کے گریہ میں یا گریے کے دوران نماز بھول گئی ہو...... عبادت بھول گئی ہو۔

اب یہ میری مجبوری ہے...... موضوع مجھے ایسا دے دیا گیا ہے...... اب تو اسی طرح بات چلے گی۔موضوع کا تعارف کرا رہا ہوں آپ کے سامنے تو اس لیے یہ ساری چیزیں مجھے پیش کرنا پڑ گیں۔تو عزیزو......! اب مسئلہ صرف اتنا ہے کہ صرف گریہ نہیں ہے...... سید سجاد کی زندگی میں صرف عبادت نہیں ہے...... گریہ بھی تبلیغ کا پہلو ہے...... عبادت میں بھی تبلیغ کا پہلو ہے...... رونے میں بھی تبلیغ کا پہلو ہے...... اور ہدایت کرنے سے کسی لمحے کے لیے سید سجادؑ غافل نہیں ہوتے۔ اور تبلیغ ہے کیسی بس ایک دو مثالیں دے کر منزل کی طرف آجاؤں گا۔صلوٰت بھیجیے محمد وآل محمد پر۔

محمد ابن مسلم ابن شہاب زہری یہ ابن شہاب زہری کے نام سے ہی مشہور

ہے۔ ایسا بھی کریکٹر موجود ہے کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ ہمارا ہے اور اہل تشیع کہتے ہیں کہ ہمارا ہے۔ یعنی ایسا کریکٹر تھا کہ اس پر جھگڑا ہے کہ ہمارا ہے۔ کبھی تو جھگڑا ہوتا ہے ناں کہ تمہارا ہے۔ ہمارا نہیں ہے۔ اپنے پاس رکھو اس کو...... ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہی جھگڑا ہوتا ہے ناں سارا۔ کہ وہ تمہارا...... یہ ہمارا اور ایسے بھی کریکٹر گذرے ہیں کہ وہ کہتے ہیں ہمارا...... یہ کہتے ہیں ہمارا کیا وجہ تھی؟ محمد ابن مسلم ابن شہاب زہری کی ابن شہاب زہری نے اہل بیت سے محبت کی جب اسے کوئی وہاں مسئلے کا حل نہ بتا سکا۔

مسئلہ کیا تھا اپنے زمانے کا بہت بڑا عالم۔ بنی امیہ نے اسے قاضی بنایا۔ قاضی القضاۃ کا اسے عہدہ دیا عبدالملک ابن مروان کے دور میں اس کو قاضی بنایا گیا۔ اپنی قضاوت کے دوران ایک مجرم کو تنبیہہ کی......اس دوران وہ مجرم مر گیا، یعنی مجرم نہ کہنا چاہئے ،ملزم تفتیش کے دوران مر گیا...... جب مر گیا تو کیونکہ اندر سے یہ مجرم نہیں تھا اندر سے اس کا دل بنی امیہ کی طرح نہیں تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے ضمیر نے ملامت کی عہدہ چھوڑا جنگلوں میں نکل گیا اور ہر وقت روتا کہ میں نے اتنا بڑا گناہ کیا۔ وحشیوں کی طرح غاروں میں رہنا شروع کر دیا اور شہرت ہوگئی کہ ابن شہاب زہری دیوانہ ہو گیا۔ تو کئی سال اس حالت میں گذارے امام مکے پہنچے...... چوتھا امام مکہ آیا۔ تو مکہ والوں انہوں نے بتایا کہ ابن شہاب زہری کا یہ عالم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے بلا کر میرے پاس لاؤ جب اس کو بلایا گیا تو عجیب حالت تھی۔ پوچھا امام نے کیوں تو نے یہ اپنی حالت بنائی ہے۔ کہا مولا! بے گناہ آدمی میرے ہاتھ سے مر گیا......کیا اس سے بڑا کوئی گناہ ہے......؟ کہا ہاں۔ اس سے بڑا گناہ ہے۔ ابن شہاب زہری کہتا ہے کہ بے گناہ آدمی میرے ہاتھ سے مر گیا کیا اس سے بڑا کوئی گناہ ہوسکتا ہے......؟ تو میں یہ اپنی حالت نہ

بتاؤں تو کیا کروں کہ اللہ مجھے بخشے کہ نہ بخشے۔ فرمایا اس سے بڑا ایک گناہ ہے تو جو آپ کر رہا ہے۔ حیران ہو کے کہتا ہے مولا میں تو صرف توبہ کر رہا ہوں گناہ کون سا کر رہا ہوں۔ فرمایا نہیں اس سے بڑا گناہ رحمت خدا سے مایوسی ہے۔ اس سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تو رحمت خدا سے مایوس ہو گیا...... وہ گناہ معاف ہونے والا ہے۔ رحمت خدا سے مایوسی کا گناہ کبھی معاف نہیں ہو گا۔ ابن شہاب ہوش کے ناخن لے...... جا ابن شہاب مرنے والے کی دیت ادا کر اور توبہ کر...... کام کر اپنے ......اور کبھی خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

اگر اللہ نے تجھے علم دیا ہے تو اس لئے دیا ہے کہ لوگوں کو فائدہ پہنچا۔ اس لیے نہیں دیا کہ پہاڑوں میں دیوانہ بن کے رہ اور اپنی شہرت پر خوش ہو۔ واپس جا...... یاد...... رکھ ہر گناہ معاف کر دے گا پروردگار۔ لیکن اگر کوئی بندہ اس کی رحمت سے مایوس ہو جائے تو اللہ اس گناہ کو کبھی معاف نہیں کرتا۔

یہ ابن شہاب زہری پہ امام کی نصیحت کا اثر تھا کہ اس کے بعد بنو امیہ یہی کہتے تھے کہ تو کھاتا تو ہماری ہے اور گاتا ان کی ہے۔ اس نے کہا مجبوری ہے کیا کیا جائے تمہارے پاس دولت ہے ان کے پاس کردار ہے...... تمہارے پاس دنیا کی حکومت ہے ان کے پاس دین کی حکومت ہے...... تمہارے پاس دنیا کی ولایت ہے ان کے پاس دین کی ولایت ہے...... اگر وہ مجھے راہ نہ دکھاتے تو ابن شہاب زہری ابن شہاب زہری نہ رہتا۔ اور اس کے بعد اہل بیتؑ کی حمایت میں تو لکھ کر چلا گیا مگر کبھی اہل بیت کی مخالفت میں اس نے ایک لفظ بھی نہیں لکھا اور بعض باتیں تو ایسی لکھ گیا کہ جس کی بناء پہ یہ اعتراض کھڑا ہو گیا کہ شیعہ تھا یا سنی تھا۔ لیکن تھا یہ محب اہل بیت اور یہ کس کی وجہ سے ہوا کہ اموی دربار کا قاضی سیدھی راہ پر آ گیا۔ یہ سب چوتھے امام کی تبلیغ کی وجہ سے ہوا۔

ایک مسئلے کی وجہ سے...... تو مہر نہیں لگائیے کسی پر، اگر مہر لگا دیں تو دروازے بند کر دیے جائیں گے۔ یہ نہ سمجھو کہ ہدایت کے دروازے بند ہو گئے بلکہ امام تو یہاں تک کوشش کرتے تھے کہ بیشک ٹھیک نہ ہو لیکن احسان کرتے چلے جاؤ کہ تاریخ میں محفوظ ہو جائے کہ ہم اہل بیتؑ اپنے دشمنوں پر بھی احسان کا وقت آئے تو احسان کرتے ہیں بدلے نہیں لیتے۔ بدلے کا وقت ملا بہت سارے مقامات ایسے آئے جب چوتھے امام کو بدلے کا وقت ملا...... میں پڑھوں گا واقعہ حرہ کے بارے میں کہ واقعہ حرہ میں یہ ہوا تھا کہ خود بنو امیہ کا فرد ہے مروان بن حکم، لیکن مروان کی جان خطرے میں تھی۔ مدینے والے اسے بنو امیہ سے ہونے کے سبب سے قتل کرنا چاہتے تھے۔

جب مسلم ابن عقبہ نے حملہ کیا ہے یزید کے حکم پر۔ مدینے کو تاراج کیا نو ہزار مدینے کے لوگوں کا قتل عام کیا سات سو حفاظ تین سو صحابی قتل کیے۔ یزید نے صرف ایک حکم دے کر بھیجا تھا...... ایک حکم! آپ دیکھیں عجیب بات وہ یزید...... جو کل تک یہ چاہتا تھا کہ سید سجادؑ کو بھی قتل کر دیا جائے ہر جگہ کوشش کی گئی قتل کرنے کی وہ یزید حکم دے کر بھیج رہا تھا مسلم ابن عقبہ کو کہ پورے مدینے کو تاراج کر دینا لیکن خبردار علیؑ ابن حسینؑ سے کوئی سروکار نہ رکھنا زین العابدینؑ سے کوئی سروکار نہ رکھنا...... انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے کیونکہ کربلا کا سبق یاد تھا۔ یزید کو کہ اگر علیؑ ابن حسینؑ کو چھیڑا گیا تو جو میری فتح ہے وہ شکست میں تبدیل ہو جائے گی۔ یہاں فتح و شکست سے اشارہ واقعہ کربلا کی طرف نہیں بلکہ واقعہ حرہ کی طرف ہے۔ کربلا میں تو یزید کو ظاہری...... باطنی دونوں شکست ہوئیں تھیں۔ مجھے کچھ بھی نہیں ملے گا سب وہ لے جائیں گے کیوں کہ یہ عجیب لوگ ہیں یہ مر کر بھی فتح مند ہی رہتے ہیں۔ تم ان کو مار بھی دو گے...... فتح ان کی ہو گی یہ دنیا کی کسی قوم کا خاصا نہیں ہے۔ یہ صرف اور صرف حسینؑ اور حسینؑ کے

چاہنے والوں کا خاصا ہے کہ مر کر بھی فتح ہماری ہوا کرتی ہے۔

تو اس ماحول میں مروان کو کوئی پناہ دینے والا نہ تھا۔ کیونکہ مروان کے جرائم سارا مدینہ جانتا تھا اور مدینے کی بغاوت کا سربراہ کون تھا؟ عبداللہ ابن حنزلہ غسیل الملائکہ وہ کہ جنگ احدؔ میں رسول نے جن کے بارے میں حکم دیا کہ ملائکہ نے ان کو غسل دیا ہے۔ان کا بیٹا عبداللہ بغاوت کا سردار تھا۔ یزید کے خلاف اس کے جملے تھے کہ ہم نے اس وقت یزید کے خلاف قیام کیا کہ جب ہمیں یقین ہو گیا کہ اب اگر ہم اس کے خلاف نہ کھڑے ہوئے تو آسمان سے ہم پر پتھر برسنا شروع ہو جائیں گے۔

تاریخ طبری میں یہ جملے لکھے...... ابن خلدون نے ملتے جلتے جملے لکھے......تو ایسے وقت میں مروان کو حتیٰ کہ بنو امیہ کے جو لوگ تھے وہ بھی مروان کو پناہ دینے پر تیار نہ تھے۔ مروان کے پاس کوئی پناہ نہ تھی۔ جب مروان کے پاس کوئی دروازہ نہ بچا...... تو اس کا یقین دیکھئے اتنا بڑا دشمن مروان جس نے قتل حسینؑ پر آمادہ کیا تھا یزید کو...... جس نے یزید کی بیعت لینے کے لئے راستہ ہموار کیا تھا۔ امیر شام کے لئے وہ مروان اب پہنچا ہے چوتھے امام کے دروازے پہ اپنے پورے اہل و عیال کے ساتھ اپنی بیوی، بچوں، بیٹیوں کے ساتھ پہنچا ہے۔ اتنا یقین ہے اسے بھی کہ یہ فرزند رسولؐ ہے مجھے دھتکارے گا نہیں۔

واقعہ کربلا ہو چکا۔ ہر چیز کی ذمہ داری مروان کی گردن پر اتنا بڑا ذمہ دار ہے۔لیکن چوتھے امام کے دروازے پر پہنچا کہ اب میرے لئے کوئی پناہ نہیں ہے...... پورے مدینے میں کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے...... اور یزید نے کیا کہا تھا کہ سوائے ایک گھر کے کسی گھر کا احترام نہ کرنا...... کسی گھر کا اور جانتے ہیں آپ کہ کیسی بے احترامی کی گئی تھی مسجد نبوی کو گھوڑوں کا اصطبل بنایا گیا تھا۔ یہ تاریخ ہے کسی شیعہ کے

لفظ نہیں ہیں کہ برا مان جائیں۔ یزید کا حکم تھا کہ کسی گھر کا...... نبی کے گھر کا بھی احترام نہیں کرنا یہ حکم دے کر بھیجا گیا تھا۔ نبی کے گھر یعنی مسجد نبوی میں گھوڑوں کی لید سے صحن بھر گیا تھا۔ اتنی بے حرمتی کی گئی تھی...... مگر...... ایک گھر...... صرف ایک گھر محفوظ تھا...... اور...... وہ گھر تھا...... جناب زین العابدینؑ کا...... مروان سوالی بن کر آیا کہ فرزند رسولؐ صرف آپ کا گھر محفوظ ہے۔ میرے لئے مدینے میں کوئی پناہ نہیں...... جانتے ہو کہ فرزند رسولؐ نے...... چوتھے امامؑ نے...... اپنے گھر کے دروازے کھول دیئے اور کہا کہ تجھے بھی امان ہے اور تیرے خاندان کو بھی امان ہے۔

یہ تھا کردار امام کا...... وہ ٹھیک ہونے والا نہیں تھا نہ بعد میں ٹھیک ہوا...... اس نے بعد میں بھی کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ لیکن امام یہ بتا رہا ہے کہ اگر امان لینے کے لئے...... پناہ لینے کے لئے...... ہمارا قاتل بھی ہمارے گھر میں آجائے گا تو ہم اس کو پناہ دینگے...... بھگائیں گے نہیں۔ بس باقی کل۔ اب آیئے چہلم کی طرف...... آج امام کا چہلم ہے۔

یہ بھی تاکید ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ چہلم کے لئے بالکل عاشورہ کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ بلکہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ جو مومن اتنی استطاعت رکھتا ہو...... چہلم کربلا میں جا کے منائے۔ اسی لئے ستر اسی لاکھ مومنین کسی بھی صورت کربلا پہنچتے ضرور ہیں۔ آپ نہیں جا سکتے۔ لیکن پورے عراق کے لوگ اربعین کی زیارت کے لئے پہنچتے ہیں۔ کربلا میں کیوں کربلا میں تاکید ہے...... کیوں اس لئے کہ عزیزو یاد رکھو...... عاشورا تو کربلا میں ہو گیا تھا ناں۔ یوم عاشورہ تو ہر آدمی اپنی اپنی جگہ مناتا ہے۔ اصل میں جو عزاداری ہوئی تھی وہ چہلم کے دن ہوئی تھی۔ کربلا میں جو عزاداری ہوئی تھی...... وہ اربعین منایا گیا تھا...... اربعین کی زیارت کی تھی۔ جناب زین العابدین نے بھی اور

زینب نے بھی۔ اس لئے عزیزو......! اربعین کی اہمیت بہت ہے...... جو نہیں جا سکتا یہاں تک کہا گیا کہ اپنے مکان پر کھڑا ہو کر زیارت اربعین ضرور پڑھے۔

عزادارو......! تو میری تم سے گذارش ہے کہ دن کے کسی بھی حصے میں جو پڑھ چکے وہ پڑھ چکے...... جنہوں نے نہیں پڑھی کیوں کہ یہ زینبؑ کی سنت ہے...... یہ سید سجادؑ کی سنت ہے...... یہ زین العابدینؑ کی سنت ہے...... کہ اربعین کے دن زیارت ضرور پڑھنا۔ بس تمہید کے طور پر دو جملے اور...... میں نے عرض کیا چہلم کے دن وہاں بھی...... یہاں بھی...... پوری دنیا میں دستور ہے کہ زیادہ وقت صرف مصائب کو دو! کیونکہ یہ قیامت کا دن ہے اربعین کا دن...... اسی لئے میں نے مختصراً موضوع کا تعارف کرایا۔ یہ تعارف ہو چکا کہ ہمیں پڑھنا کیا ہے۔

لیکن عزیزوں! بس ایک اور سہارا لوں گا...... واقعہ کا کہ...... امام ہوتا کیا ہے...... کس بلندی پر ہوتا ہے...... کہ جب واقعہ حرہ سے مسلم بن عقبہ آگے بڑھا ہے اور اس نے مدینے سے بڑھ کر مکے پر حملہ کرنا چاہا تو یہ ملعون وباء کا شکار ہو کر راستے میں مر گیا اور اس نے نیابت دے دی تھی۔ حصین ابن نمیر کو...... حصین ابن نمیر نے کعبے کا محاصرہ کیا تھا۔ اسی دوران یزید واصل جہنم ہو گیا تو اسے محاصرہ توڑ کر بے سر و سامانی کے عالم میں بھاگنا پڑا تو جب وہ واپس بھاگ رہا تھا۔ تو ادھر سے امام حج بیت اللہ کے لئے جا رہے تھے۔

اب دیکھیں کردار کی بات ہے ایک امام نے حر کو پانی پلایا تھا...... لیکن کیونکہ حر کے دل میں ایمان کی شمع روشن تھی حر اس طرف آ گیا۔ لیکن یہ ملعون پہلے چونکہ خون میں ہاتھ رنگ چکا تھا...... فرق یاد رکھئے گا...... حر نے جب حسینؑ کے ہاتھوں سے پانی پیا ہے تو حر نے اس وقت تک اہل بیت میں سے کسی کا خون نہیں بہایا تھا۔ لہٰذا

امکان موجود تھا کہ ہدایت ہو جائے۔ اگر کوئی یہ غلط فہمی میں رہتا ہے کہ کسی ظالم اور اہل بیت کے کسی چاہنے والے کے قاتل کی ہدایت ہو سکتی ہے تو اپنی غلط فہمی دور کر لے...... جب تک قتل نہیں کرتا جب تک خون سے ہاتھ رنگین نہیں کرتا...... امکان موجود ہے...... لیکن جب قتل کر بیٹھے جب خون سے ہاتھ رنگین کر بیٹھے تو...... پھر عدل الٰہی کے خلاف ہے کہ وہ مومن کے قاتل کو بخش دے۔ تو جب مومن کے قاتل کو بخشا نہیں جا سکتا......تو...... جو امام اور اماموں کی اولادوں کا قاتل ہو یاد رکھنا یہ مثال موجود ہے ناں...... کسی ظالم کو لوگ ہیرو سمجھنے لگتے تھے تو میں اس وقت بھی یہی کہتا تھا لاکھوں مومنین کا قاتل ایسے گمان بھی مت کرنا کہ اس کی ہدایت ہو سکتی ہے۔ ہدایت کا راستہ اس وقت تک کھلا ہوتا ہے۔ جب تک کسی بے گناہ کے خون سے ہاتھ رنگین نہ کریں اگر کسی مومن کو قتل کر بیٹھا تو بھول جا...... کیونکہ عدل الٰہی کے خلاف ہے کہ مومن کے قاتل کو معاف کر دے پھر تو مومن کہے گا قیامت کے دن کہ پروردگار! تو نے ہی تو وعدہ کیا تھا کہ ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچاؤں گا مجھ پر ظلم ہوا ہے۔ میں بے دردی سے قتل کیا گیا ہوں۔ بے گناہ قتل کیا گیا ہوں۔

آخر کس جرم میں قتل کیا گیا تھا انہیں اور ان ظالموں اور قاتلوں کو معاف کر دیا جائے تو حر اور حصین ابن نمیر کا فرق مٹ جائے گا۔ دونوں میں یہ فرق...... یاد رکھنا...... کہ حر جب آیا ہے تو اس کے ہاتھ ابھی خون سے رنگین نہیں ہوئے۔ حصین ابن نمیر جب آیا ہے علی اکبر کے کلیجے میں برچھی مار چکا تھا...... قتل حسین میں شریک ہو چکا تھا...... حصین ابن نمیر جب سامنے آیا ہے...... لیکن امام ہے ناں...... حصین ابن نمیر نے اپنا تعارف نہیں کرایا صرف معلوم ہوا کہ یہ قافلہ جو آ رہا ہے یہ فرزند رسول کا قافلہ

---

عراق کے سابق صدر صدام ملعون کی طرف اشارہ ہے۔

ہے۔ یہ علی ابن حسین کا قافلہ ہے۔ بس آگے بڑھ کر اتنی بات کہی تھی کہ..... فرزند رسول بہت پیاسا ہوں میں اور میرے ساتھی پیاس سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔ امام نے منہ پھیر لیا اور حکم دیا کہ پانی پلاؤ ان سب کو سیراب کرو..... غذا بھی دو ان کو..... بھوکے بھی ہیں۔ ان کی بھوک بھی مٹاؤ ان کو پانی بھی پلاؤ۔ امام ہے ناں..... منصب کا مسئلہ ہے..... مشکل کشائی کا مسئلہ ہے..... اگر آپ ہوتے ایسے موقعے پہ دشمن سے بدلہ لینے کا سوچتے۔ امام نے کیوں یاد رکھا اس لئے کہ مرضی الٰہی امام کے پاس ہے۔ جیسے اللہ کو انتقام کی جلدی نہیں ہوتی امام کو بھی انتقام کی کوئی جلدی نہیں ہوتی..... امام جانتا ہے کہ وقت پر ہر انتقام لے لیا جائے گا..... لیکن مشکل کشائی کا مسئلہ ہے ناں۔ اب کوئی بھی سوال کرے..... امام نے پانی بھی پلوایا..... امام نے کھانا بھی کھلوایا..... جب سیراب ہو چکا حصین ابن نمیر تو اب کہا امام سے ابن نمیر نے کہ فرزند رسول آپ نے مجھے پہچانا نہیں امام نے پوچھا کیوں.....؟ کہا اس لیے کہ اگر آپ مجھے پہچان لیتے تو پانی نہ پلاتے ابھی نام نہیں بتایا حصین ابن نمیر نے اپنا بس یہ جملہ کہا تو امام نے پلٹ کر اس سے کہا او حصین ابن نمیر تو کیا سمجھتا ہے کہ میں نے تجھے پہچانا نہیں..... او حصین ابن نمیر مجھے اپنے بھائی اکبر کے سینے میں لگی ہوئی برچھی کا زخم آج تک یاد ہے..... کہ تو نے کیا کچھ کیا ہے کہ کس کس کا قاتل ہے۔ تو تو میرے بابا کے قتل میں شریک ہے۔ او حصین ابن نمبر یہ نہ سمجھنا کہ میں نے تجھے پہچانا نہیں لیکن وہ تمہارا کردار تھا یہ ہمارے منصب کا تقاضا ہے کہ ہمارا قاتل بھی ہمارے سامنے آجائے دست سوال پھیلا کر..... تو ہم اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹا سکتے۔ یہ ہمارے منصب کا تقاضا ہے۔

امام اس قدر اپنے کردار کے نقوش چھوڑ کر جا رہا ہے تو کیا غم ہے۔ امام کو پینتیس سال جہاں سے بات کو شروع کیا تھا وہی پہ ختم کرنا چاہ رہا ہوں کہ سید الساجدین

بھی یہی امام ہے اور حسینؑ کا سب سے بڑا ماتم کرنے والا بھی یہی ہے..... پینتیس سال کی امامت..... پینتیس سال خون کے آنسو روتا رہا..... کبھی اپنے بابا کی پیاس کو یاد کرکے..... کبھی شام کے بازار کو یاد کرکے..... کیسے کیسے دکھ ہیں..... جب گیارہویں امام کی نماز جنازہ پڑھانے کیلئے جعفر تو اب آگے بڑھے تھے تو امام آگے آیا..... بارہواں امام ہاتھ پکڑ کے الگ ہٹا دیا تھا کہ ہٹ جاؤ امام کی نماز صرف امام پڑھاتا ہے۔ امام کی تجہیز و تکفین صرف امام کرتا ہے۔ بس عزیزو! جب یہ روایت پڑھتا ہوں مجھے سید سجادؑ کی مظلومیت یاد آجاتی ہے۔ یہی تو کہتا تھا سید سجادؑ کہ میں کیسا بیٹا تھا جو میں اپنے بابا کو کفن بھی نہ دے سکا..... میں کیسا بیٹا تھا..... جو میں اپنے بابا کو دفنا بھی نہ سکا..... میں کیسا بیٹا تھا..... جسے اپنے بابا کے لاشے کو جلتی ریت پر چھوڑ کر جانا پڑا۔

کیسا امتحان تھا سید سجاد کا..... میں کیسا بیٹا تھا کہ جسے اپنے بابا کے لاشے پہ دو آنسو بہانے کی مہلت بھی نہ دی گئی..... ایک ایک منظر یاد کرتا تھا۔ میرا امام اور خون کے آنسو بہایا کرتا تھا۔ بازار سے نہیں گزر سکتا تھا سید سجاد اگر کبھی بازار سے گزرا گوشت پر نگاہ پڑ جاتی تھی تو پوچھ لیتا تھا اسے ذبح کرنے سے پہلے پانی پلایا تھا۔ جواب ملتا مولا میں مسلمان ہوں بھلا ہوسکتا ہے جانور کو ذبح کروں اور اسے پانی نہ پلاؤں۔

عزادارو! سید سجادؑ جانتا ہے کہ میرا بابا کتنا پیاسا تھا..... کتنا پیاسا تھا..... پیاس کا عالم یہ تھا کہ جب تک میدان میں نہیں گیا تھا حسین نے کسی سے پیاس کا گلہ نہ کیا..... ہاں جب میدان جنگ میں حسین تلوار کو نیام میں رکھ چکا تھا۔ چاروں طرف سے صرف برچھیاں..... تیر..... تلوار..... سینکڑوں زخم اور بعض روایات میں تو..... ایک ہزار نو سو زخم سے زیادہ زخم..... اتنے زخم..... حسین کو جب لگ چکے تھے اب جب ذوالجناح پر ڈگمگا رہا تھا..... تو اب اپنی پیاس کا اعلان کرتا تھا..... العطش..... العطش

......ہائے پیاس......ہائے پیاس......ظالموں تم میں کوئی ایسا نہیں جو فرزند رسول کو دو گھونٹ پانی کے پلائے...... یہی پیاس ہے...... جسے ہر امام نے یاد کیا......یہی پیاس ہے...... جو زینب نہ بھلا سکی......یہی پیاس ہے......جو سکینہ نہ بھلا سکی......یہی پیاس ہے...... جسے رباب نے قسم کھائی تھی والی تجھے پیاسا شہید کیا گیا میں جب تک زندہ ہوں ٹھنڈا پانی نہیں پیوں گی۔ یہ وعدہ رہا تجھ سے......یہی پیاس ہے......جس کے لئے تم سے حسین نے کہا تھا! شیعوں جب ٹھنڈا پانی پینا میری پیاس کو یاد کرنا......جب ٹھنڈا پانی پینا اپنے حسین کی پیاس کو یاد کرنا...... میں پیاسا تھا......جس کی پیاس اہل بیت کا کوئی فرد بھلا نہ سکا۔

آپ کتنے اطمینان سے اربعین منا رہے ہیں۔کوئی پابندی ہے آپ پر اتنے سخت ماحول کے باوجود ساری دنیا میں دو مہینے سے زیادہ گذر گئے...... دو مہینے کے قریب پچاس روز ہو گئے ہر جگہ جس کا جتنا جی چاہے پرسہ دے رہا ہے امام کا......حسین کو بھی پرسہ دے رہا ہے......سید سجادؑ کو بھی پرسہ دے رہا ہے......رسول خدا کو بھی پرسہ دے رہا ہے......کوئی پابندی تو نہیں ہے رونے میں لیکن زینب...... یہی تو اذیت ہے......یہی تو تکلیف ہے کہ میرا گھر اجڑ گیا...... مجھے رونے بھی نہ دیا گیا......اسی لئے جب رہائی کی خبر ملی تو زینب نے خوشی نہیں منائی تھی......غم منایا تھا......آج زینب کو بہت جلدی ہے...... مدینے کی نہیں کربلا جانے کی...... کہ اپنے بھائی کو رو تو لوں جا کے...... بہت جلدی ہے...... زینب کو دمشق سے باہر نکلنے کی......دمشق میں ماتم ہو گیا......دمشق میں مجلس ہو گئی......اب زینب کو جلدی ہے حالانکہ کربلا راستے میں نہیں ہے مدینے کا جو راستہ دمشق سے مدینے جاتا ہے اس میں کربلا نہیں ہے۔لیکن زینب کا حکم یہی ہے کہ پہلے کربلا اور وہی اس کی بنیاد ڈال رہی ہے۔آج اسی لئے تو......

حالانکہ چہلم کربلا میں منانے کی تاکید کی گئی ہے لیکن دنیا نے اگر راستے بند کر دیے تو کیا ہوا...... یہ حسین کو چاہنے والے زینب کو پرسہ دینے شام پہنچ جاتے ہیں۔ تم کربلا کے راستے بند کر دو...... جگہ جگہ زینب نے کربلا بنا دی ہے...... اگرچہ تاکید کربلا کی ہے کہ چہلم پہ کربلا جاؤ...... لیکن راستے مسدود کر دیے گئے...... حسین کا ماتم کرنے والے شام پہنچ گئے کہا زینب کو جلدی ہے کربلا پہنچنے کی بیٹا سید سجاد مدینہ کیسا...... پہلے کربلا ایک سال سے زیادہ کا عرصہ گزرا قید میں یا دو سال کا لیکن دن یہیں ہیں۔ جب سفر شروع کیا ہے زینب نے پہلے کربلا پہنچی ہے۔ دوستو! صفر کی بیس تاریخ یعنی زینب نے بھی حساب لگا لیا تھا۔

کہ اے قافلے کو چلانے والے...... اے قافلے کو آگے بڑھانے والو میرے بھائی کا چہلم نہ نکل جائے ذرا جلدی کرو ذرا جلدی آگے بڑھو مجھے اپنے بھائی کا چہلم منانا ہے مجھے اپنے بھائی کا ماتم کرنا ہے ادھر سے یہ قافلہ چلا ادھر سے ایک اور قافلہ چلا رسول کا چہیتا صحابی جس نے جھولا بھی جھولایا ہے حسین کا...... جو گلیوں میں کھیلتا بھی تھا حسین کے ساتھ...... جابر ابن عبداللہ انصاری...... بینائی جا چکی...... ضعیفی کا عالم ہے واقعہ کربلا ختم ہوا تب اسے پتہ چلا جب ذرا سی صحت سنبھلی اپنے غلام عطیہ کو ساتھ لیا اور کہا چل کربلا چلنا ہے عراق جانا ہے رسول کا یہ صحابی سفر کرتا ہوا منزلیں طے کرتا ہوا کوفے پہنچا کوفے سے نینوا کا پتہ پوچھا...... کربلا کا پتہ پوچھا...... کربلا پہنچا بنی اسد کے لوگوں سے گنج شہیداں کا پتہ معلوم کیا۔ جونہی کربلا کی زمین کے نزدیک پہنچا ناقے سے اپنے آپ کو گرا دیا۔ اپنے غلام سے کہا سواری سے نیچے اتر یہ سواری پر جانے کا مقام نہیں...... یہ سواریوں کے جانے کا مقام نہیں ہے...... نعلین اتار دے...... اپنی جوتیاں اتار دے...... جلتی ریت پر پاپیادا چلنا شروع کیا۔ جابر نے کہا جب قبریں نظر

آ جائیں تو مجھے بتا دینا...... گنج شہیداں قریب آیا......اب اور گر گیا بازوون کے بل چلنا شروع کیا روتا جاتا ہے گنج شہیداں میں پہنچا اپنے غلام سے کہا مجھے میرے مولا کی قبر پہ پہنچا دے......بس مجھے میرے مولا حسین کی قبر پہ پہنچا دے...... غلام حیرت سے کہتا ہے مولا...... یہاں کی قبر پہ نہ کوئی نام ہے...... نہ نشانی...... مولا مجھے کیا معلوم کہ حسین کی قبر کون سی ہے اچھا بس اتنا کر مجھے قبروں کے درمیان میں کھڑا کر دے۔غلام نے جابر کا ہاتھ تھاما جابر کو ساتھ لیکر آیا قبروں کے درمیان میں جابر نے کھڑے ہو کر کہا

**اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدُاللّٰہ۔**

اے ابا عبداللہ اپنے نوکر کا سلام قبول کر...... اپنے غلام کا سلام قبول کر...... اپنے نانا کے صحابی کا سلام قبول کر......سلام کرنے والا جابر تھا کوئی اور نہ تھا قبر ابا عبداللہ سے جواب آیا اے میری قبر کے پہلے زائر تیرا آنا مبارک کتنا انتظار تھا حسین کو......کہ کب میرے زائر آنا شروع ہوں گے...... کتنا انتظار تھا حسین کو......کہ کب میرا پہلا زیارت کرنے والا آئے گا...... کتنا خوش ہوا ہو گا حسین کہ میرا پہلا زائر آ گیا تو اے زائرین قبر حسین اطمینان رکھو جتنا تم حسین کا ذکر کر کے خوش ہوتے ہو اتنا ہی حسین اپنا ذکر سن کر خوش ہوتا ہے ۔تم کربلا کی زمین پر پہنچتے نہیں ہو حسین کیا معلوم کس کس کو استقبال کیلئے بھیجتا ہو گا...... جب حبیب آیا تھا حسین نے استقبال کے لئے بھیجا تھا یا نہیں تو اتنے سارے مہمان جب جاتے ہوں گے حسین کی زیارت کیلئے تو اتنا خیال ضرور رکھا کرو کہ ایک ایک قدم سوچ کر اٹھاؤ کیا معلوم کہ حسین نے کس کس کو استقبال کے لئے بھیجا ہو میرے زائر آ رہے ہیں میرے چاہنے والے آ رہے ہیں میرا ماتم کرنے والے آ رہے ہیں آؤ ان کا استقبال کرو بس جابر نے دوڑ کر اپنے آپ کو حسین کی قبر پر گرا دیا...... پرسہ دیتا رہا...... روتا رہا...... ماتم کرتا رہا...... ماتم کرتے کرتے بے ہوش ہو گیا۔

جابر اچانک غلام نے شانہ پکڑ کے چلانا شروع کیا آقا جلدی اٹھو ایسا لگتا ہے کہ جیسے ابن زیاد کو تمہارے آنے کی خبر ہو گئی کوفے کی طرف سے گرد و غبار اٹھتا ہوا دیکھ رہا ہوں جابر نے ہاتھ جھٹک دیا چھوڑ اب زندگی میں مزا کیا رہ گیا مجھے بھی قتل ہو جانے دے پھر بھی عطیہ نے ہاتھ تھاما کھینچتا ہوا جابر کو ایک پتھر کی آڑ میں لے گیا کچھ دیر خاموش رہا۔ غلام پھر کہتا ہے آقا یہ ابن زیاد کے سپاہی تو نہیں ہیں۔

عزادارو یہ معجزہ نہیں ذکر حسین کا...... میں وہی مصائب پڑھ رہا ہوں تم وہی مصائب سن رہے ہو۔ ساڑھے تیرہ سو سال ہو گئے وہی مصائب سنتے ہوئے لیکن کیا کیا جائے جب مصیبت بیان کی جاتی ہے تو کربلا تازہ ہو جاتی ہے...... کربلا نئے انداز میں سامنے آجاتی ہے...... پوچھا جابر نے غور سے دیکھ کر بتا کون لوگ ہیں آنے والا قافلہ اور نزدیک ہوا تو عطیہ نے کہا کچھ ناقے ہیں ان پر سیاہ عماریاں رکھی ہوئی ہیں۔ کچھ سپاہی ان کے گرد ہیں مگر ان کے ہاتھوں میں بھی سیاہ پرچم ہیں۔ جابر کہتا ہے دیکھتا جا مجھے بتاتا جا۔ لیکن کچھ دیر کے بعد غلام کو بتانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ غلام نے تو بس اتنا کہا آقا تجھے کیا بتاؤں ان قبروں کے پاس آکر عماریوں میں کچھ بیبیاں ہیں جو اپنے آپ کو ناقوں سے نیچے گرا رہی ہیں کچھ بیبیاں...... کچھ بچے اپنے آپ کو اونٹوں سے نیچے پھینک رہے ہیں۔ اب کچھ بتانے کے لیے نہ رہا اب جابر سن رہا ہے کہ کسی بی بی کی آواز آتی تھی ہائے میرا ماں جایا حسین...... ہائے میرا بھائی حسین...... کوئی بی بی کہتی ہے ہائے میرا علی اکبر...... کوئی ماں کہتی ہے ہائے میرا علی اصغر...... کوئی قاسم...... ہر بی بی اپنے اپنے وارث کو پکار رہی تھی۔ سمجھ گیا جابر سر پیٹنا شروع کیا غلام سے کہا خبردار آگے مت جانا یہ آل رسولؐ ہیں۔ بغیر اجازت کے آگے مت جانا ارے دیکھ ان میں کوئی مرد ہے...... کہا کہ ہاں ایک جوان ہے۔ ضعیف و لاغر جوان ہے۔ اسی قبر پر جس پر تو تھا۔ عجیب

انداز میں ماتم کر رہا ہے۔ کہا اسے میرا سلام کہہ......بس ابھی سلام پہنچا نہ تھا کہ سید سجاد نے جواب دیا اے جد کے صحابی مبارک ہو......اے جابر آپ کو مبارک ہو یہ اعزاز آپ کو مل گیا آپ میرے بابا کے پہلے زائرین گئے۔

آج ارے سید سجاد کو بھی تو انتظار ہے عاشور سے لیکر آج تک کسی نے سید سجاد کو پرسہ نہیں دیا...... کسی نے تعزیت پیش نہیں کی...... جابر آیئے...... جابر آیئے دوڑتا ہوا جابر آگے بڑھا قدموں پہ سر رکھ دیا...... امام نے گلے سے لگایا...... جابر گلے سے لپٹ کر روتا رہا۔ اے سید سجاد اپنے بابا کا پرسہ قبول کیجئے۔ بیبیوں کو خبر ملی نانا کا صحابی آیا ہے۔ ثانی زہرا سلام بھیجتی ہے۔ اے میرے نانا کے صحابی آپ کا آنا مبارک ہو۔ جابر نے منہ پیٹ لیا جابر نے جن بیبیوں کی کبھی آواز نہ سنی تھی وہ آج سلام بھجوا رہی ہیں دیر تک جابر روتا رہا...... سید سجاد کو پرسہ دیتا رہا......ایک ایک کی قبر کا نشان بتایا نام بتایا سید سجاد نے۔ آخر میں جابر سوال کرتا ہے۔ مولا ام البنین کے بیٹے کی قبر کہاں ہے......عباس کی قبر کہاں ہے۔ سید سجاد کہتے ہیں ارے جابر...... عباس یہاں نہیں ہے۔ عباس گنج شہیداں میں نہیں ہے۔ عباس تک پہنچنے کے لیے کچھ فاصلہ طے کرنا پڑے گا...... ایک بازو جابر کا امام نے تھاما ایک بازو غلام عطیہ نے تھاما اس طرح سے اس ضعیف صحابی کو لیکر بڑھے۔ پوچھا جابر نے کیا عباس بہت دور ہے...... کہا ہاں...... اس کی وجہ کیا ہے۔ وجہ صرف اتنی ہے کہ جب قبضہ کیا تھا عباس نے گھاٹ پر...... اپنے مولا سے کہہ دیا تھا مولا میری لاش کو خیمے میں نہ لیکر جانا کتنی وجوہات تھیں مجھے نہیں معلوم۔ انہیں مجالس کے دوران ایک مجلس ہے تفصیل سے مولا کی شہادت پڑھوں گا۔ عباس کی قبر پہ گرا دیا جابر نے اپنے آپ کو دیر تک روتا رہا۔ سید سجاد بھی اپنے چچا کا ماتم کرتا رہا...... ابھی یہیں پر تھے کہ بنی اسد کے ایک شخص کا گزر ہو رہا تھا حیرت سے کھڑا ہو کر دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ آج تک

ان کا کوئی رونے والا نہیں آیا جب سے یہ قتل کیے گئے جب سے یہ مارے گئے آج تک ان کا کوئی رونے والا نہیں آیا۔

تم ان کے خاندان کے لوگ لگتے ہو۔ ایسے لگتا ہے بہت دیر بعد تمہیں پتہ چلا۔ اب سید سجاد کیا جواب دیتا..... کہا کہ ہاں ہم ہی ان بے کسوں کے وارث ہیں..... آج ماتم کرنے آئے ہیں..... آج رونے کا موقع ملا ہے.....ادھر بیبیاں رو رہی تھی.....ادھر سید سجاد..... اب وہ کہتا ہے کہ تمہیں نہیں معلوم کہ ان پر کیا گزر گئی ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا.....اگر تم چاہو تو میں بتاؤں کہ ان پر گزری کیا؟ سید سجادؑ تو خاموش رہا..... وہ کیسے بتاتا کہ کسے بتا رہا ہے..... سید سجادؑ اس لیے خاموش رہے کہ چلو ذکر ہو جائے گا۔ لیکن جابر نے بے تاب ہو کر کہا ہاں بتا بتا تو نے کیا دیکھا تھا۔ اب وہ کہتا ہے کہ سنو..... میں یوں کہوں کہ واقعہ کربلا کے بعد پہلی باضابطہ مجلس ہو رہی ہے۔ امامؑ بھی بیٹھا ہے.....رسولؐ کا صحابی بھی بیٹھا ہے.....اور ایک ذاکر ذکر کرنے کے لئے کھڑا ہوا کہتا ہے کہ تمہیں کیا بتاؤں محرم کی دو تاریخ تھی کہ ایک مختصر سا کارواں اس صحرا میں آ کر ٹھہرا تھا۔ ان کے مقابلے میں ایک کثیر لشکر آیا تھا اور اس چھوٹے سے قافلے میں ایسے ایسے حسین جوان تھے کہ نگاہیں جم کر رہ جائیں ایسے نورانی چہرے تھے کہ جن کے نور کی قسمیں کھائی جائیں۔ پانچ محرم کو اس چھوٹے سے قافلے کے خیمے ساحل سے ہٹا دیے گئے تھے۔ سات محرم کو ان کا پانی بند کر دیا گیا تھا۔ دس محرم کو شامیوں اور کوفیوں کے لشکر پہ لشکر چلے آرہے تھے اس چھوٹے سے لشکر کو محاصرہ میں لیا۔ دس محرم کا دن تھا جب جنگ کا آغاز ہوا..... ارے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک ایک جوان نکلتا تھا اور بے شمار شامیوں کو مار کر شہید ہو جاتا تھا۔ ہم نے ایک شخص کو دیکھا تھا کہ صبح کے وقت جس کی ریش سیاہ تھی۔ وہ کسی کو لاشہ اٹھانے نہیں دیتا تھا..... ہر لاشہ خود اٹھا کر لاتا

تھا...... لاشے اٹھاتے اٹھاتے اس کی ریش سفید ہو گئی تھی۔ جب کوئی نہ رہا تھا...... مختصر سے فرد رہ گئے تھے میں نے ایک جوان کو نکلتے دیکھا کہ جب وہ جنگ کے لیے میدان میں آیا تو لوگوں نے کہا کہ شبیہ پیغمبر ہے...... یہ شبیہہ پیغمبر ہے...... یہ شکل میں ہمارے رسول کے مشابہ ہے۔ میں نے جس طرح اس بوڑھے کو اس جوان کے لاشے پر جاتے دیکھا کسی کے لاشے پر ایسے نہیں گیا...... کبھی ادھر ٹھوکر کھا کر گرتا تھا کبھی ادھر ٹھوکر کھا کر گرتا تھا۔ جابر نے منہ پیٹنا شروع کیا سید سجاد کے آنسوؤں کی لڑی رکتی نہیں...... غش میں آ گیا جابر...... پھر ہوش میں آیا اور بتا کہا اور جانتے ہو یہ کس کی قبر ہے یہ اس مختصر سے لشکر کا سالار تھا۔ ہم نے ایسا دلیر...... ایسا شجاع کبھی نہیں دیکھا...... کبھی نہیں سنا...... کہ جس نے صرف نیزے سے گھاٹ پر قبضہ کر لیا ہو۔ ارے اس نے پانی بھی بھر لیا تھا مشکیزے میں...... لیکن ظالموں نے چاروں طرف سے تیروں کا ایسا مینہ برسایا تھا اس کے بازو بھی قلم ہو گئے تھے مشکیزے کا پانی بھی بہہ گیا تھا جب تک اس کے بازو سلامت تھے کسی کی مجال تھی قریب آ جاتا...... بس اس کا گھوڑے سے گرنا تھا کہ میں نے اس شخص کو کہتے ہوئے سنا۔ عباس اب میری کمر ٹوٹ گئی ہاں یہ وہ علمدار ہے کہ جس نے گوارہ نہ کیا کہ اس کا مولا اس کے لاشے کو اٹھا کر لے جاتا...... عباس کا ماتم کیا جابر نے سید سجاد نے...... روتے رہے پھر ہوش میں آئے کہا اور بتا...... کہا کہ اب جو سنانے جا رہا ہوں واقعہ وہ تم سن نہیں سکو گے۔ لیکن سنو آخر میں جب اس کے پاس کچھ نہ بچا تو...... ایک ننھے سے بچے کو لیکر آ گیا...... جب کچھ نہ بچا...... ایک شیر خوار کو لے کر آ گیا اس کو ہاتھوں پہ اٹھا کے کہتا تھا اگر میں گنہگار ہوں تمہارے لئے...... اگر میں قصور وار ہوں تمہارے سامنے...... میرے معصوم بچے کی کیا خطا ہے۔ اس کی ماں کا دودھ بھی خشک ہو گیا اسے تھوڑا سا پانی پلا دو۔ اس نے ریت پر رکھا ارے عجیب انداز میں بچے نے اپنی

پیاس کا اظہار کیا میں بتا نہیں سکتا کہ کس طرح اس معصوم بچے نے اپنی خشک زبان کو ہونٹوں پہ پھرایا تھا۔ لیکن جانتے ہو ان ظالموں نے کیا کیا اس لشکر میں حرملہ نامی آدمی تھا اس نے زہر میں بجھا ہوا تیر کمان میں جوڑا تھا بچے کی گردن کا نشانہ لیکر تیر چلایا......بس یہاں تک پہنچا تھا وہ شخص کہ جابر گھبرا کے کھڑا ہوا بس آگے مت بتانا کیا ہوا تھا...... آگے مت بتانا کیا ہوا تھا......

روایت ختم ہوئی مجھے یقین ہے کہ سید سجادؑ نے کہا ہوگا اے نانا کے صحابی کیوں کیا ہوا......جابر کہتے ہیں اے مولا...... اے فرزند رسول...... علی اصغر کی شہادت سننا آسان نہیں ......میں نہیں سن سکتا...... میں نہیں سن سکتا ......بس سید سجادؑ نے کہا اے نانا کے صحابی نہیں سن سکتا ناں علی اصغر کی شہادت......مجھ سے پوچھ......علی اصغر کی گردن میں تیر لگتے بھی دیکھا...... اپنے بابا کو گھوڑے سے گرتے بھی دیکھا...... حسین کے گلے پر شمر کا خنجر چلتے بھی دیکھا......اپنے بابا کے سر کو نوک نیزہ پر بھی دیکھا...... ہائے نانا کے صحابی...... خیمے لٹتے دیکھے...... بہنوں کے سروں سے چادریں چھنتی دیکھیں...... کوفے اور شام کے بازاروں میں رسول زادیوں کا سر برہنہ جانا بھی دیکھا۔

# مجلس دوّم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلتَّآئِبُوْنَ اَلْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السّٰٓئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (التوبة ۱۱۲)

صلوات بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

جیسا کہ خبریں سن لیں ہوں گی آپ نے۔ معلوم ہو گیا ہو گا آپ کو۔ علامہ غلام حسین نجفی صاحب کو سپاہ یزید کے کارندوں نے آج صبح شہید کر دیا[۲] آپ سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ بار الہا انہیں شہداء کربلا کے ساتھ شمار کرے۔ پھر آپ سے درخواست ہے کہ ان کے ایصال ثواب کیلئے سورہ فاتحہ پڑھ کر ان کو بخش دیں۔

صلوٰت بھیجیں محمد وآل محمد پر۔

دو چار جملے ضرور عرض کروں گا۔ اپنا فریضہ اور شہید کا حق سمجھتے ہوئے۔ کہ یہ وہ حالات ہیں جو تبدیل ہونے والے نہیں ہیں۔ اور میں اس پر مستقل ہر مجلس میں اگر آپ کے ذہنوں میں ہے۔ یہی اشارہ کرتا رہتا ہوں کہ اگر کوئی غلط فہمی یا خوش فہمی میں ہے تو وہ

---

۲ 21 صفر 1426ھ کو صبح کے وقت لاہور میں علامہ غلام حسین نجفی ایک قاتلانہ حملے میں شہید ہو گئے تھے اور ان کی صاحبزادی زخمی ہو گئیں تھیں۔

اس خوش فہمی کی جنت سے نکل آئے کہ حالات ٹھیک ہونگیں بلکہ یہ اور بدتری کی طرف جا رہے ہیں۔ اس سے بھی زیادہ خرابی کی طرف...... بات یہ ہے کہ دشمن تو تیاری کرتا ہے ہمیں جب مہلت ملتی ہے تو ہم آرام کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بس ٹھیک ہے۔ سب کچھ ہو جائے گا۔ مولا خود ذمہ دار ہیں...... مولا خود سنبھال لیں گے۔

ایسا نہیں ہوتا میں بالکل صاف الفاظ میں آپ سے کہہ رہا ہوں جب تک آپ متحد ہو کر آپ اپنے اندرونی اختلافات کو ختم کر کے...... اندرونی انتشار کو ختم کر کے ایک زبان ہو کر جدوجہد نہیں کریں گے مسائل حل نہیں ہونگے۔ مختلف قسم کے جو آپ کے ہاں خواہ مخواہ مسائل ہیں...... اختلافات ہیں۔ ان کو ختم کر کے جب تک آپ ایک نہیں ہونگے یہی ہوتا رہے گا۔ دشمن کے لئے آپ سب ایک ہیں۔ چاہے مولوی ہو...... خطیب ہو...... انجینئر ہو...... ڈاکٹر ہو...... ماتمی ہو...... نمازی ہو...... اس کے لئے آپ سب برابر ہیں کہ بس آپ شیعہ ہیں۔

اس کے لئے خود اگر آپ نے اپنی پہچانیں الگ بنا لیں ہوں۔ تو وہ اور بات ہے لہٰذا پھر میری یہی گذارش ہے میں ہر جگہ یہی پیغام دیتا ہوں! کہ جب تک قوم کے سب طبقات مل کر سر جوڑ کر نہیں بیٹھیں گے تو مسائل حل نہیں ہونگے۔ اور دشمن جو ہے منظم ہو کر کاروائیاں کر رہا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ظاہر ہے کہ اس ملک کو بھی خطرہ ہے...... اس قوم کو بھی خطرہ ہے۔ اور دعا یہی ہے کہ بار الٰہا! اس قوم کو اس ملت کو ان دشمنوں کے شر سے محفوظ کر دے اور علماء اور جو صاحب اختیار ہیں ان کو صحیح وقت پر صحیح فیصلے کرنے کی توفیق دے دے۔

تمام مصلحتوں سے بالاتر ہو کر فیصلے کریں۔ اب حکمرانوں کی سمجھ میں آ جانا چاہیے کہ کون اس ملک کا دشمن ہے...... کون اس ملک کو ختم کرنا چاہتا ہے...... کون اس

ملک کی سالمیت کے در پے ہے..... اب تو ایک ایک چیز کھل کر واضح ہو کر سامنے آ گئی ہے۔ پھر بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتا تو پھر بھائی جو کچھ ہونا ہے وہ ایک کو نہیں سب کو..... ساری قوم کو..... سارے ملک کو..... سب کو ہی بھگتنا پڑتا ہے۔ جب گیہوں پستا ہے تو گیہوں کے ساتھ گھن بھی پستا چلا جاتا ہے۔

علامہ غلام حسین نجفی کی شہادت پر میں امام زمانہؑ کے حضور تعزیت پیش کرتا ہوں۔ امام زمانہ کے حضور بھی اور ملت کے حضور بھی کہ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ وَمِنْهُم۔

مومنین میں کچھ لوگ وہ ہیں جو اپنے وعدہ کو پورا کر کے چلے جاتے ہیں..... سچا کر دکھاتے ہیں..... وعدہ تو سب کرتے ہیں کچھ ایسے ہیں جو اپنے وعدے کو سچا کر دکھاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ اپنا وعدہ کر کے جا چکے ہیں اور کچھ اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر یہ سنت الٰہی ہے جس میں کوئی تبدیلی آنے والی نہیں۔ قیامت تک یہ سلسلہ جب تک حق پورے طور پر غالب نہیں آ جاتا ان قربانیوں کیلئے مومنین کو آمادہ رہنا پڑے گا۔

اب آتے ہیں موضوع کی طرف۔ کل موضوع کا تعارف کرایا تھا آج بات کو تھوڑا سا اور لے کر آگے چلیں گے۔ ہمیں تین پہلوؤں سے بات کرنی ہے اور یہ تینوں ساتھ ساتھ چلیں گے۔ چونکہ یاد رکھئے گا کہ وہ جو تین پہلو میں نے بتائے ہیں۔ چوتھے امامؑ کی زندگی کا تبلیغی پہلو..... چوتھے امامؑ کی زندگی کا عبادی پہلو..... اور چوتھے امامؑ کی زندگی کا جہادی پہلو۔

یہ تینوں ایک دوسرے کیلئے لازم ہیں۔ کیسے.....؟ جیسے جو مولا کی زندگی کا عبادی پہلو ہے۔ کیونکہ عبادت کے ذریعے بھی تبلیغ ہے..... خود عبادت کے ذریعے بھی جہاد ہے..... جو مولا کی زندگی کا تبلیغی پہلو ہے..... تبلیغ خود ایک عبادت ہے..... یعنی اس

تبلیغ میں بھی عبادی پہلو شامل ہے۔تبلیغ میں بھی جہادی پہلو شامل ہے..... جو مولا کی زندگی کا جہادی پہلو ہے..... خود ایک تبلیغی پہلو بھی ہے..... اور عبادی پہلو بھی..... یعنی یہ تینوں لازم ملزوم ہیں۔لیکن ان میں الگ الگ تمیز بھی ضروری ہے۔کیوں ضروری ہے؟

یہ دیکھتے ہیں۔ہم عبادت کو ذکر کر دیں گے کہ جناب ٹھیک ہے..... زین العابدینؑ تھے..... سید الساجدین تھے..... تو تب ہی تو ہوں گے..... جب اتنی عبادت کی ہے۔ بھائی تب ہی تو سید الساجدین ہیں..... تب ہی تو زین العابدین ہیں..... آپؑ کے عبادی تبلیغ کا ایک مظہر صحیفہ سجادیہ جسے زبور آل محمد کہا جاتا ہے..... جسے انجیل اہل بیت کہا جاتا ہے..... اس کلام میں معجزہ یہ ہے کہ حدیثوں میں اختلاف موجود ہیپر اس میں ہمارے برادران جو دوسرے مکتب کے ہیں ان میں بھی کسی کو اختلاف نہیں۔ سب کو اتفاق ہے کہ یہ امام کا کلام ہے۔

یہ صحیفہ سجادیہ کا پہلے معجزہ تو سن لیجئے آپ کہ صحیفہ سجادیہ کا اعجاز یہ ہے..... صحیفہ کاملہ کا معجزہ یہ ہے کہ..... اس کو کسی نے بھی نہیں جھٹلایا..... کیوں نہیں جھٹلایا..... حتیٰ کہ نہج البلاغہ کے بھی کچھ خطبات جن میں دکھتی رگ دبتی ہے۔ان کے لئے یہ تو کہا گیا کہ یہ علی کے نہیں ہو سکتے۔ بھائی کیوں نہیں ہو سکتے؟لیکن علی نے بھی وہی احتیاط کی ہے جو ہم سب کو کرنا چاہیئے۔؟ کہ جب نہ اللہ نے نام لئے..... نہ رسول نے نام لئے..... نہ علی نے نام لئے..... تو بھائی ہمیں نام لینے کی کیا ضرورت ہے.....؟ نام تو نہیں لئے ناں مولائے کائناتؑ نے..... کہاں نام لئے..... اشارے کئے ہیں..... کیونکہ وہ ضروری ہیں۔ اگر وہ بھی نہ کئے جائیں تو لوگوں کو حق و باطل کا پتہ کیسے چلے گا۔ تو دہاں بھی اعتراض ہے دو چار میں کہ یہ حضرت علیؑ کے خطبات نہیں ہو سکتے۔لیکن زبور آل محمد کا کمال یہ ہے..... صحیفہ کاملہ کا کمال یہ ہے کہ..... دوست..... دشمن..... مخالف

......موافق...... کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ سب کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ یہ سارے کا سارا کلام چوتھے امام علی ابن الحسین زین العابدینؑ کا ہے۔ ہم اس پہ بھی بات کریں گے کہ یہاں یہ تبلیغی پہلو بھی نکل آیا۔

لیکن امام نے ساری زندگی جہاد کب کیا؟ اگر جہاد ہی کرانا ہوتا تو اللہ انہیں کربلا کے میدان میں مریض کیوں کر دیتا۔ ہے ناں سوال......؟ اگر جہاد ہی کرانا ہوتا تو آپ مریض کیوں ہو جاتے ہیں۔ جب کربلا میں جہاد نہیں کیا تو پھر اکسٹھ ہجری سے پچانوے ہجری تک شہادت تک کتنا عرصہ...... پینتیس سال...... پینتیس سال میں کون سی جنگ کی امامؑ نے...... کہاں جنگ کی امام نے...... کہاں تلوار اٹھائی امام نے...... چلئے وہ دونوں پہلو تو آپ نے نکال لئے جہادی پہلو کہاں ہے...... کہاں کیا جہاد...... ہی تو ہمیں ان مجالس میں بتانا ہے کہ آپ نے کیسا جہاد کیا پینتیس سال تک...... عبادت کے ذریعے...... تبلیغ کے ذریعے...... اور جہاد کے ذریعے...... ہاں یہ ضروری نہیں کہ امام نے خود تلوار چلائی ہو یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جس جس مجاہد نے امام کے زمانہ میں تلوار سے جہاد کیا ہو امام کی تائید اسے حاصل رہی ہو۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ مختار کو حمایت ہو...... سلمان کو حمایت ہو...... زید کے جہاد کی خبر پہلے ہی امام دے کے چلا جائے...... یہ تو ہو سکتا ہے...... کیوں ایسا ہوا؟ امام نے خود جہاد کیوں نہیں کیا......؟

یہ وہ مسائل ہیں انشاء اللہ اگر زندگی رہی تو آٹھ نو دن میں ان پہ بات کریں گے۔ اور ایک ایک چیز کھل کر آپ کے سامنے آجائے گی۔ لیکن تھوڑا سا ساتھ دیجئے گا کیوں کہ جہاں تاریخ آجاتی ہے آپ جانتے ہیں ناں وہاں مسئلہ تھوڑا سا نازک ہو جاتا ہے۔ پڑھنے والے کیلئے بھی اور سننے والے کے لئے بھی کیونکہ تاریخ آدمی پڑھتا چلا جاتا ہے۔ اب جو تاریخ ہے ناں اس میں چھلکے بڑی مشکل سے نکل کے آتے ہیں۔ جہاں نکل

کے آتے چلے جائیں گے بیان کرتا چلا جاؤں گا۔ جہاں نہیں آئیں گے وہاں زبردستی نہیں کرونگا۔ کیوں کہ مقصد یہ ہے کہ پورے پینتیس سال کی انفارمیشن آپ تک پہنچائیں۔ جتنی زیادہ معلومات پہنچ جائیں کیونکہ بظاہر دو الگ الگ سیرتیں ہیں۔ ہمیں ان کو ملانا ہے...... کیسے ملانا ہے......؟

حق اور باطل کو نہیں ملانا بلکہ تجزیہ کرنا ہے دونوں زمانوں کا یہ وہ امام ہے۔ جس نے بنوامیہ کے عروج کا زمانہ دیکھا ہے۔ دیکھیں عجیب بات ہے بنوامیہ کا جو پورے عروج کا دور ہے۔ وہ چوتھے امام کا دور ہے۔ یعنی پینتیس سال تک یہ امام بنوامیہ کا مقابلہ کرتا رہا۔

جیسے ہی اس امام کی شہادت ہوئی ہے زوال شروع ہو گیا بنوامیہ کا۔ دیکھیں چھ اموی حکمران اس امام نے دیکھے۔ معاویہ ابن ابی سفیان...... یزید ابن معاویہ...... معاویہ ابن یزید...... مروان ابن حکم...... عبدالملک ابن مروان...... ولید ابن عبدالملک۔

یہ چھ تھے۔ ان میں سے ایک تو پہلے چلا گیا۔ لیکن امامؑ کی امامت کے دوران پانچ جس کو کہا جاتا ہے بنوامیہ کا عروج کا دور...... بنوامیہ کا سنہری دور...... اس پورے دور کو امام سپر بن کر برداشت کر رہے ہیں۔

امام اپنے حلم اور اپنی بردباری سے کیسے چلے آرہے ہیں۔ کیوں کہ وہاں صرف حکومت چلی آرہی ہے۔ اگر انہیں فتویٰ چاہیے تو حکومت کیلئے...... اسلام سے دلچسپی نہیں ہے انہیں۔ انہیں دین سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اگر کبھی عالم کی ضرورت پڑتی ہے تو اپنے لیے...... باقی نماز جس کو جیسے پڑھانی ہے پڑھاؤ۔ نشے میں پڑھاؤ...... شراب پی کے پڑھاؤ...... نہیں پڑھاؤ...... دو کی چار پڑھاؤ...... چار کی دو پڑھاؤ...... انہیں اس سے کوئی غرض نہیں۔

اب اس دور میں حقیقی اسلام کو باقی رکھنا کس کی ذمہ داری ہے......؟ کیسے پتہ چلے گا دنیا کو مذہب اہل بیتؑ کیسے بچے گا......؟ حکومت خونخوار بھیڑیوں کی...... جن کے صرف ایک گورنر عبدالملک ابن مروان کے ایک گورنر حجاج ابن یوسف نے چھ لاکھ مسلمانوں کو قتل کیا۔ چھ لاکھ مسلمان...... جن میں ایک لاکھ بیس ہزار شیعہ...... چار لاکھ اسی ہزاران کے اپنے۔ لہٰذا دنیا کے خبیث ترین انسانوں میں اس کا نام شامل کر دیا گیا تھا۔ اب یہی کوشش کی جا رہی ہے کہ رحمتہ اللہ علیہ تو بنا ہی دو۔ اگر رضی اللہ نہیں بنا سکے۔ کچھ تو کرو اب ......اگر وہاں نہیں تو یہاں ہی سہی۔ کیوں ضرورت ہے......؟ اب اسی دور کو یہ واپس لانا چاہ رہے ہیں۔ حجاج صفت لوگوں کو اسلام کا نمائندہ بنا کر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ ہے اسلام

لہٰذا امام کی مسئولیت کیا ہے......؟ امام کا الٰہی فریضہ کیا ہے......؟ یعنی اللہ کی طرف سے دینی فریضہ کیا ہے......؟ شرعی ذمہ داری کیا ہے......؟ اگر یہی سامنے آیا تو لوگ تو یہی سمجھیں گے کہ یہی اسلام ہے۔ لہٰذا پینتیس سال تک ان خون آشام بھیڑیوں کے دور میں حقیقی اسلام کو باقی رکھنے کے لئے امام نے تینوں راستوں کو اپنایا...... جہاں ضرورت تھی عبادت کی...... جہاں ضرورت تھی علی الاعلان تبلیغ کی...... وہاں تبلیغ کے ذریعے...... جہاں ضرورت تھی جہاد کی...... وہاں جہاد کے ذریعے سے بھی۔ لیکن یہ امام کی حکمت تھی کہ اہل بیت بھی محفوظ رہیں۔ امامت بھی محفوظ رہے اور ملوکیت پر ضرب کاری بھی لگتی رہے۔ اور یہ کردار بھی باقی رہیں، مختار کے کردار کی بھی حوصلہ شکنی نہیں ہونی چاہیے......امام چاہتا ہے کہ اگر مختار جیسے لوگ ہوں بیشک انقلاب نہیں آئے گا۔ لیکن آج اگر مختار کی حوصلہ شکنی ہوئی قیامت تک کوئی مختار بننے کی کوشش نہیں کرے گا۔

آج اگر سلمان بن حرد خزاعی کی حوصلہ شکنی کی گئی تو قیامت تک کوئی گھر سے

باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے نہیں نکلے گا۔ زید کے بارے میں غلط فہمی خود امام نے اپنی زندگی میں دور کر دی تھی کہ یہ میرا بیٹا کوفہ کے باب کناسہ پر برسوں تک اس کا جسم لٹکا رہے گا...... اس کا سر لٹکا رہے گا اور یہ حق پر ہوگا۔ یعنی ہر طرح سے امام نے پیغام پہنچانے کی کوشش کی صحیفہ سجادیہ پر تو ہم بات کرتے ہی چلے جائیں گے۔ دعا وہ جو آپ کہتے ہیں کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ ارے کیسا ہتھیار ہے......؟ کس قسم کا ہتھیار ہے۔ اس ہتھیار کو سمجھنے کے لیے ایک بار صحیفہ سجادیہ سے گزرنا پڑے گا۔ اور میں کل سے تھوڑا تھوڑا جتنا ہو سکتا ہے دعاؤں کا ذکر کروں گا۔ چونکہ (۵۴) دعائیں جن میں کوئی اختلاف نہیں سب کی سب سات دعائیں...... ایام ہفتہ کی کچھ دعائیں...... کچھ دعائیں مناجات کی اور اس کتاب کے اعجاز کی وجہ کیا ہے؟ یہ نہج البلاغہ کے خطبات بعد میں ڈھونڈے گئے سب کے سب مستند۔ لیکن اس کے باوجود چار سو اسّی خطبات میں سے سید شریف رضی نے ۲۳۷ خطبات کا انتخاب کیا کہ جن میں پورا یقین...... پورا وثوق کہ ان میں کوئی شک نہیں کر سکتا کہ علی کا کلام ہے۔

زبور آل محمدؐ کا کمال یہ ہے...... کہ امام نے دعائیں صرف کعبے میں جا کر نہیں کیں...... امام نے دعائیں صرف مسجد نبوی میں بیٹھ کر نہیں کیں...... بلکہ اپنے سامنے اپنے دونوں بیٹوں کو لکھوائی۔ یہ کتاب بعد میں تدوین نہیں ہوئی۔ یہ پہلی کتاب ہے عالم اسلام کی جو امام نے خود تحریر کروائی۔ دونوں بیٹوں کو پانچویں امام امام محمد باقرؑ اور اپنے دوسرے بیٹے جناب زید کو۔ ان دونوں کو ایک ایک نسخہ دیا۔ زید کا نسخہ پہنچا ان کی شہادت کے بعد ان کے بیٹے یحییٰ ابن زید کے پاس۔ یحییٰ کی شہادت کے بعد نسخہ پہنچا محمد ابن عبداللہ ابن حسن مثنیٰ یعنی جناب امام حسن کے پڑپوتے کے پاس۔ اور ان کے بھائی ابراہیم کے پاس اس دور میں یہ نسخہ واپس لایا گیا۔

پانچویں امام کا نسخہ پہنچا چھٹے امام کے پاس چھٹے امام نے اسے متوکل ابن ہارون کو نقل کروایا۔ اب جب دونوں نسخوں کو ملایا گیا اس میں زیر زبر کا بھی فرق نہیں تھا اور آج تک وہی نسخہ موجود ہے۔ اس لیے کہ اس میں کوئی تبدیلی کی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ امام نے اپنی زندگی میں دعاؤں کو محفوظ کر لیا۔

دعائیں اور بھی ہیں صحیفہ سجادیہ کی خاصیت کیا ہے......؟ صحیفہ سجادیہ پروردگار عالم کا ہر امام کو دیا ہوا وہ خصوصی معجزہ ہے۔ دیکھئے ہر نبی کو ایک الگ کمال دیا جاتا تھا...... سب نبی معصوم لیکن ایک ایک کمال سے پہچانا جاتا تھا۔ اسی طرح یاد رکھئے گا۔ سارے امام معصوم......سب علم لدنی کے حامل......لیکن ہر امام میں ایک خصوصیت اس زمانے کے حساب سے ہے۔ علی کی خصوصیت اپنے زمانے کے حساب سے سامنے آئی...... حسن کی خصوصیت اپنے زمانے کے حساب سے سامنے آئی...... حسین کی خصوصیت کربلا کی صورت میں سامنے آئی...... نہج البلاغہ نے اگر یہ بتایا کہ توحید کیا ہے......تو زبور آل محمد نے یہ بتایا کہ اللہ سے مانگا کیسے جاتا ہے۔

خصوصیت یہ بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ یہ باریک نقطے ذہن میں محفوظ کرتے چلے جایئے۔ سارے شکوک و شبہات آپ کے دور ہو جائیں گے۔ مولائے کائنات خطبہ دے رہے ہیں۔ سب تقریریں ہیں مولائے کائنات کی...... نہج البلاغہ...... کیوں جناب سجاد خطیب نہیں تھے۔ اعلیٰ درجے کے......خطبات بھی آپ کو سنا دوں گا۔ آئندہ مجالس میں جب ربط کے ساتھ تسلسل کے ساتھ آپ پہنچیں گے تو ......میں انشاء اللہ چوتھے امام کے وہ خطبے بھی سنا دوں گا۔ اور عجیب بات ہے، دیکھئے کہ مولا کائنات کے جتنے بھی خطبے ہیں۔ وہ اپنے مجمعے کے اندر ہیں، اپنا مجمع ہے۔

کوفے کا کوئی بدو کھڑا ہو کر سوال کرے تو۔ کر لے۔ لیکن ہے تو مجمع اپنا یہ

فرق یاد رکھئے گا۔ جبکہ چوتھے امام کے جتنے بھی خطبے یا کوفے کا بازار...... کوفے کا دربار ...... دمشق کا دربار...... یا دمشق کی جامع مسجد۔ چار خطبے تو مستفید ہے۔ جناب سید سجاد کے، کیونکہ خطبہ تو آپ بھی دیتے تھے۔ تقریر کی خطابت تو آپ کے پاس بھی تھی ہاشمی خطابت۔

سید سجاد کا دمشق مسجد میں وہی خطبہ میں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ اب نوبت جو آئے گی...... جب سلسلہ کلام کو وہاں تک لے جاؤں گا تو بیان کر دوں گا۔ لیکن مسئلہ کیا ہے۔ کہ واقعہ کربلا کے بعد...... اب چوتھے امام کے پاس تقریر کا موقع تو ہے نہیں۔ کہاں کریں امام خطاب......؟ کن لوگوں سے کریں امام خطاب......؟ کیونکہ ماحول ایسا ہو گیا کہ امام اگر چاہے بھی تو لوگ نہیں آسکتے۔ امام کے پاس ڈر کے مارے...... خوف کے مارے...... کوئی نزدیک نہیں آتا امام کی گفتگو سننے۔ لہٰذا اب امام نے کیا کیا۔ امام معصوم ہے...... کام تو کرنا ہے...... توحید پھیلانی ہے...... رسالت پھیلانی ہے...... حقیقی اسلام کو اموی اسلام سے الگ کرنا ہے۔ کون بچائے گا......؟ لہٰذا امام نے بتایا کس طرح سے دعا سب سے بڑا ہتھیار ہوا کرتا ہے۔

اس طرح سے امام نے دعا کو ہتھیار بنایا ہے۔ بظاہر دعا کر رہا ہے۔ خانہ کعبہ میں سارے مسلمان جمع ہو گئے۔ اسی دعا میں توحید کے مسائل اس میں نبوت کی شان...... اسی میں اہل بیت کے فضائل ...... ایک عجیب بات آپ دیکھیں گے...... وظائف الابرار دیکھئے...... مفاتیح الجنان دیکھئے...... تحفۃ الابرار دیکھئے...... جتنی دعائیں ہیں سب درود سے شروع ہوتی ہیں۔ درود پہ ختم ہوتی ہیں۔ لیکن سید سجاد کا کمال یہ ہے...... اعجاز یہ ہے...... کہ جتنی بھی دعائیں ہیں۔ ہر جملے کے بعد...... ہر دو جملے کے بعد تکرار ہے۔ درود ہو محمد اور اس کی آل پر ایسے لگ رہا ہے کہ دعا سے زیادہ امام یہ چاہتا

ہے کہ لوگوں کے لیے زباں زد عام ہو جائے۔ کہ جب تک درود نہ ہو، نہ نماز ہوتی ہے...... نہ دعا قبول ہوتی ہے...... نہ نماز قبول ہوگی...... نہ دعا...... سب سے زیادہ آپ شمار کر لیجئے گا کہ صحیفہ کاملہ کی ہر دعا میں...... ہر جملہ کے بعد درود ہے۔ ہر دو جملے کے بعد درود۔ کیوں کہ زمانہ ایسا ہے۔ محمد اور اس کی آل سے دوری اختیار کی جا رہی ہے۔ اب وہ محتاج لوگ جو کعبہ میں جانے والے انہیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ کون ہے بس لہجہ سنتے ہیں کہ ایسے دعا مانگی جا رہی ہے۔ جہاں اچھی دعا مانگنے والا مل جائے آج بھی دستور ہے کعبے میں لوگ اس کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ قدر والا ہے دعا مانگ رہا ہے...... ظالموں کے خلاف درس دے رہا ہے...... مظلوموں کی حمایت کر رہا ہے...... علم ملکیات کو بیان کر رہا ہے...... عقائد کو بیان کر رہا ہے...... توحید کو بیان کر رہا ہے...... اہل بیت کے حق کو بیان کر رہا ہے۔

بظاہر سب کچھ ہو رہا ہے۔ مگر دعا تبلیغ کا راستہ بند ہے۔ امام سے منمبر لے لیا گیا۔ لیکن امام بتا رہا ہے۔ کہ لکڑی کا ٹکڑا ہی منمبر نہیں ہوا کرتا۔ جہاں امام بیٹھ جائے وہ جگہ منمبر بنتی ہے۔ خانہ کعبہ میں جتنے منمبر رکھ کے جا بیٹھے ہیں۔ جو لوگ جا چکے ہیں وہ تو دیکھ آئے ہیں...... ایک ہی رٹ ڈالتے ہیں کہ سب سے پسندیدہ ان کا موضوع کیا ہے۔ لہٰذا ہر دور میں یہی ہوا لیکن جب موضوع ملا۔ جس امام کو اتنا محکم...... اتنا مضبوط کر کے چلا گیا دین کی بنیادوں کو کہ منمبر ہمارے پاس نہیں...... محراب ہمارے پاس نہیں...... نہ کسی مسجد میں...... امام کے پاس امامت بھی نہیں، منمبر بھی نہیں۔

امام جانتا ہے کہ ہر دور میں تحریکیں چلانے کے لیے راستے بنتے نہیں بنائے جاتے ہیں۔ امام بتا رہا ہے کہ جو بھی دور ہو گھبراؤ مت۔ ہم تمہیں بیسیوں راستے بتا جائیں گے۔ جیسا زمانہ ہو ویسی تبلیغ کرنا...... ویسا جہاد کرنا۔ اسی انداز سے عبادت کے

میدان میں آنا۔وہ امام کی سنت آج تک جاری ہے۔ جب کعبے میں شب جمعہ یا جمعہ کی صبح مومنین دنیا بھر کے آ کر دعائیں پڑھتے ہیں تو نہ چاہنے کے باوجود مدیوں کے روکنے کے باوجود دنیا بھر کے دکھ درد کے مارے اس دعا پڑھنے والے کے گرد گھومتے ہیں...... زار و قطار روتے ہیں...... اور ان کے ساتھ ساتھ درود دہراتے چلے جاتے ہیں۔ پھر سوال کرتے ہیں کہ یہ دعا کن کی تعلیم دی ہوئی......؟ یہ کتابیں ہیں کس کی......تو پھر فخر سے ہم بتاتے یہ رسول کی تعلیم دی ہوئی دعا...... یہ علی کی تعلیم دی ہوئی دعا......اور یہ زین العابدین کی تعلیم دی ہوئی دعا۔صلوٰت بھیجیں محمد وآل محمد پر۔

خصوصیت سمجھ میں آئی زمانے کی؟ زمانہ ایسا ہے کہ امام کو یہ سہارا لینا پڑ رہا ہے۔ یہ اشارہ کر رہا ہوں ۔تفصیلات میں بعد میں جائیں گے۔دعا کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا...... اس دعا کے ذریعے سے دین مکتب اہل بیت پھیلاتا ہے۔ کوئی تبلیغ کرنے والا نہیں۔ خاص خاص شاگرد ہیں۔ جن کو ساتھ ساتھ رکھتا ہے۔ امام جن میں سعید ابن میتب جیسا منہال ابن عمرا فرزدق جیسا شاعر۔ سب کا ذکر آتا چلا جائے گا۔ تربیت یافتہ پھیلتے چلے گئے۔حتیٰ فرزدق ہشام کے ساتھ وابستہ ہے۔لیکن دل امام کے ساتھ ہے اور وقت پڑنے پر اپنے ایمان کا اظہار بھی کرے گا۔ جیسے مومن آل فرعون اپنے ایمان کا اظہار کر رہا تھا کہ کب وقت پڑے ......کب اشارہ امام ہو...... کب اپنے امام کا اعلان کر دے گا۔صلوٰت پڑھئے محمد وآل محمد پر۔

یہ اشارہ تھا۔اس طرف کہ اس طرح امام نے تبلیغ کی...... عبادت کی...... بات آجائے تو قسمیں کھا کر،تاریخیں کہتیں ہیں۔ ایسا عبادت گذار ہم نے نہیں دیکھا۔ جس نے سجدے کی جگہ یہ پیغام دیا ہے عزاداروں کو۔ جس کی سجدوں کی جگہ یعنی یہ گھٹنے اور کہنیاں اور یہ پیشانی......ان میں اتنے گٹے پڑ جاتے تھے کہ سال میں ایک بار کم از کم

ان کو کاٹا جاتا تھا۔ یہ تھا سید الساجدین۔ اور جب یہ کہا جاتا تھا کہ ان کے بیٹے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت منقول ہے۔ ایک بار کہ میں نے یہ کیفیت دیکھی اپنے بابا کی۔ مجھے لگ رہا تھا کہ دم نکل جائے گا۔ میں دوڑ کر آگے بڑھا۔ میں نے کہا بابا...... یہ آپ کی کیا حالت ہے...... میرے بابا نے مجھ سے کہا کہ یہ وہ حالت نہیں ہے جو میرے جد علی کی ہوا کرتی تھی۔ یعنی سید سجاد یہ بھی بتا رہا ہے کہ یہ یاد رکھنا میں سید الساجدین ہوں...... میں زین العابدین ہوں...... لیکن پھر بھی عبادت میں...... اپنے دادا علی کی پیروی نہیں کر سکتا۔ وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ تمہیں نہیں معلوم کہ میرے دادا علی کی حالت محراب عبادت میں کیا ہو جایا کرتی تھی۔

جہاد کے لیے صرف یہ اشارہ کرنا چاہتا ہوں امام کی دعا کا۔ پہلے دعا کو لے کر چلتے ہیں۔ واقعہ کربلا مصائب پہ نہیں آ رہا۔ لیکن بتانا چاہ رہا ہوں۔ کہ امام کا علم...... امام کی عبادت...... امام کی استجابت دعا۔

جتنا زیادہ دروازہ کھٹکھٹاؤ گے۔ اتنا ہی جواب آنے کی توقع ہے۔ ایک بار دروازہ کھٹکھٹانے سے مایوس نہیں ہو جانا چاہیے۔ امام فرماتے ہیں دروازہ کھٹکھٹاتے رہو۔ دعا کرتے رہو۔ کیوں؟...... اُدْعُونِي فَاسْتَجِبْ لَكُم۔ تم مجھے پکارو میں جواب دوں گا۔ تم مانوں نہ مانوں میں جواب دوں گا۔ یہ جواب آنا کافی نہیں بندے کے لیے۔ وہ جسے پکار رہا ہے۔ اس کا معبود اسے جواب دے۔ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کہ جب میرا بندہ مجھے پکارتا ہے تو میں بالکل اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اور اس کی بات کا جواب بھی دیتا ہوں۔ یعنی مناسب سمجھتا ہوں اور پورا بھی کرتا ہوں۔ لیکن دو مجھے پکارا کرو صرف پکارنے کو عبادت قرار دیا۔ تو امام کی ایک دعا کی قبولیت کا اعجاز کیا تھا۔ امام فرماتے ہیں۔ جب میں ابن زیاد کے دربار میں لایا گیا تھا تو

اس ملعون کے تخت کے سامنے میرے بابا کا سر تھا۔ طشت میں اور یہ کھانا کھا رہا تھا۔ تو میں نے دعا کی پروردگار اس کا سر بھی میرے پاس اسی عالم میں آئے کہ میں دسترخوان پر بیٹھا ہوں۔

یہ امام نے کیا بتایا جب امیر مختار نے سر بھیجے ہیں۔ ان ملعونوں کے۔ امام نے سجدہ شکر ادا کیا کہ پروردگار نے میری دعا کو قبول کیا ہے۔ میں نے دعا کی تھی۔ یہ مت سمجھئے گا کہ امام ہونے کے باوجود قتل حسینؑ کے جو تاثرات تھے۔ اپنے بابا کی مصیبت کا جو اثر تھا۔ تو امام کی تمنا تھی کہ میں اس دنیا سے نہ اٹھوں۔ مگر اپنے بابا کے قاتلوں کا انجام دیکھ کر اور امیر مختار کا کیا مقام ہے۔

اب جو جناب زید کا جو ذکر کیا تھا جہاد کی بات ہوئی۔ تاریخی حوالوں سے میں آگے بڑھتا چلا جاؤں گا۔ اگرچہ کتاب بھی میری مکمل ہے اور میری اس کتاب پہ میرے کچھ دوستوں نے اعتراضات بھی کیے تھے۔ جنہیں میں نے خندہ پیشانی کے ساتھ قبول بھی کیا ہے۔ کوئی بات نہیں۔ اس کی مجھے خوشی ہے کہ پڑھ تو رہے ہیں۔ آپ پڑھنے کے عادی تو ہوئے۔ پڑھ کر اعتراض کرنا بھی اچھا لگتا ہے۔ بغیر پڑھے اعتراض ہی اچھا نہیں لگتا۔ کہ انسان کتاب ہی نہ پڑھے اور اعتراض کرنا شروع کر دے......تو مناسب نہیں ہوتا۔

اس بات کی خبر کہ امیر مختار کے پاس کچھ کنیزیں آئیں۔ ان میں سے ایک کنیز بہت پاک و پاکیزہ اور پردہ دار تھی۔ اس کو چھ سو درہم میں امیر مختار نے خریدا۔ خریدنے کے بعد بھیجا امام کی خدمت میں۔ اب امام نقل کرتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں زیارت کی ہے۔ امام کا خواب جانتے ہیں آپ حقیقت ہی ہے۔ خواب میں، میں نے دیکھا کہ جنت میں میرے جد رسول خداؐ...... میری دادی فاطمہ زہراؑ...... میرے ادادا

حیدر کرارؑ، یہ سب موجود ہیں اور اپنی موجودگی میں ایک حورالعین سے میرا عقد کر رہے ہیں۔عقد کرنے کے بعد مجھے بشارت دی کہ زید تمہارے لئے، زید تمہارے لئے۔ میری آنکھ کھلی۔ میں نماز سے فارغ ہوا تھا کہ دق الباب ہوا میں دروازے پر آیا۔ میں نے پوچھا کہ کون۔ معلوم ہوا کہ مختار کا قاصد آیا ہے۔ میں نے دروازہ کھولا۔ اس نے پوچھا کہ مجھے علیؑ ابن حسینؑ سے ملنا ہے۔ کہا میں ہی علیؑ ابن حسینؑ ہوں۔ خط دیا، میں نے دیکھا کہ اس کے پیچھے ایک باپردہ خاتون ہے۔ یہ خط دیا ہے اور یہ کنیز دی ہے۔ اب جو خط کھول کر پڑھا تو لکھا تھا۔ مولا یہ سب سے باعزت پاک وپاکیزہ کنیز تھی۔ میں نے اسے رقم دے کر خریدا ہے اور یہ چھ سو درہم الگ سے بھیج رہا ہوں۔ یہ آپ کی خدمت کے لئے اس کو مخصوص کر رہا ہوں۔ امام نے خط پڑھا اس کنیز سے اس کا نام پوچھا۔ وہ کہتی ہے کہ میرا نام حورہ ہے۔اس کنیز کا نام کیا ہے؟ حورہ...... امام کہتے ہیں۔ کہ مجھے اپنا خواب یاد آ گیا۔اب آپ خواب کی اہمیت تو اپنی جگہ رکھئے۔ یہ تو بتایئے کہ مختار کا مقام کتنا بڑا ہے۔ اس لئے کہ جو مختار پر اعتراض کرتے ہیں۔کوئی تاریخ اٹھا کر پڑھ لیں۔ جناب زید کی والدہ کا نام ہے حورہ۔ اور حورہ کو بھیجا تھا مختار نے۔تو مختار کون جو مشیت الٰہی کو پورا کرنے کا باعث بنے۔ جو آئمہ کے خوابوں کی تعبیر ان کے پاس بھیجے وہ ہے مختار۔

اسی حورہ کے بطن سے جناب زید پیدا ہوئے۔جب زید کو ہشام نے طعنہ دیا کہ کنیز زادہ ہم پر اپنی فوقیت جتاتا ہے۔تو زید جنہیں بیٹھنے کی جگہ نہیں دی گئی تھی۔ توہین کی جارہی تھی دربار میں۔تو پلٹ کر جواب دیا او ہشام یہ بتا کہ پیغمبر کا رتبہ زیادہ ہوتا ہے یا خلیفہ کا......؟ نہیں سمجھا ہشام بے ساختہ کہتا ہے۔ کہ ظاہر ہے پیغمبر کا رتبہ زیادہ ہوتا ہے۔ پھر تو اعتراض کس پر کر رہا ہے۔ ہم سب ذریت ہیں اسماعیل کی...... وہ بھی

کنیز زادہ تھا۔ اللہ نے اسے پیغمبروں میں اتنا اونچا مقام دیا۔ اگر کنیز زادہ ہونا عیب ہوتا تو پھر ہم سارے کنیز زادے ہیں...... یہ سارے قریش کنیز زادے ہیں۔ تو اللہ نے پیغمبروں کو کنیزوں کے رحم سے جنم دیا ہے۔ ہشام خوف کھا۔ کنیز زادہ ہونا عیب نہیں۔ عیب یہ ہے کہ اللہ مقام دے اور انسان اس کا احترام نہ کرے۔ کنیز زادہ ہونا عیب ہوتا تو خدا کبھی اپنے پیغمبروں کو کنیزوں کے رحم سے جنم نہ دیتا۔ صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

جناب حاجرہ کنیز تھیں۔ تو یہ ہے۔ جناب زید کا مقام کہ جناب زید وہ بیٹا ہے۔ جس کے لئے پیش بینی کر کے جا رہا ہے امام۔ کہ میرا بیٹا اور یہ پیش بینی کس وقت کی ہے کہ جب ٹھوکر کھا کر گرے ہیں زید اور چوٹ لگی ہے۔ بے ساختہ امام دوڑا دوڑ کر چوٹ لگنے کی جگہ کو بوسہ دے رہا ہے۔

بہتر سے چُھتر ہجری تک کا واقعہ ہے اس وقت تین یا چار سال کے ہیں جناب زید۔ تب ہی حیران ہیں اور اتنی چوٹ بھی نہیں ہے۔ پوچھا منہال نے مولا...... یہ چوٹ اتنی بچے کو نہیں آئی۔ لیکن آپ اتنا زیادہ......؟ کہا کیا تمہیں معلوم میرے اس بیٹے کا مقام کیا ہے۔ یہ انتہائی مظلومیت سے شہید کیا جائے گا۔ میں ان کرداروں پہ اسی لیے بات نہیں کرتا۔ ابھی تفصیل سے بات کروں گا۔ کیونکہ بعض ہمارے ہی مصنفین نے مشکوک کر دیا ہے۔ کیونکہ ان کے قیام کو امامؑ کی حمایت حاصل نہیں تھی۔ لہٰذا یہ قیام باطل کا نہیں ہے۔ ایسا نہیں تھا۔ عصمت امامؑ کو سمجھو۔

اکسٹھ ہجری سے پچانوے ہجری تک کا دور میں نے بتایا۔ بھیڑیوں کا دور...... گھر گھر میں جاسوس...... ہر گھر میں جاسوس۔ اسماعیل ابن ہشام مدینے کا والئی...... مدینے کا گورنر...... اس کو خاص ہدایت ہے۔ عبدالملک ابن مروان کی کہ جتنی اذیتیں دے سکتے ہو سید الساجدین کو دینا۔

اب یہ تبلیغی پہلو ذرا سا۔ میں آپ کے سامنے لانا چاہ رہا ہوں۔ آج اشارے اشارے کبھی انشاء اللہ تفصیل سے تمام چیزیں ہوتی چلی جائیں گی۔ جتنی اذیتیں دے سکتا ہے دیتا۔ ابھی ان کے خاندانوں میں جھگڑا تو ہے۔ عبدالملک ابن مروان جب واصل جہنم ہوا۔ اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا۔ ولید ابن عبدالملک تو اس نے جتنے بھی اپنے باپ کے تھے ان کو معزول کیا۔ اور پھر اپنی ایک لابی ایجاد کی۔ جب وہ لابی آئی تو اس میں ہشام ابن اسماعیل کے سارے مخالف مدینے کے اور انہوں نے اتنی شکایتیں کیں کہ گرفتار کرایا۔ ولید نے ہشام کو اور اعلان کرا دیا کہ جس کا جو جو بھی جرم ہے وہ آئے اور بدلہ لے۔ اس کو کوڑے مارے۔ جس پر اس نے جو ظلم کیا ہے وہ آ کر اس سے بدلہ لے۔ تو ہشام ابن اسماعیل کہتا ہے مجھے کسی کا خوف نہیں تھا۔ بس مجھے ایک فرد کا خوف تھا۔ جب لوگوں نے پوچھا تجھے کس کا خوف ہے۔ کہا مجھے پورے مدینے کا خوف نہیں بس مجھے علی ابن حسین کا خوف ہے۔ کیونکہ جو ظلم میں نے اس کے ساتھ کیے ہیں وہ کسی اور کے ساتھ نہیں کئے۔ یہ دور ہے اور یہ کب کی بات ہے......؟

اکسٹھ ہجری سے لے کر پچاسی ہجری۔ پچاسی ہجری میں یہ ملعون مرا تھا۔ تو اس کے بعد ولید ابن عبدالملک تخت پر بیٹھا تھا۔ یعنی پچیس چھبیس سال امام پر وہ ظلم وستم کرتا رہا۔ پچیس چھبیس سال نہ سہی عبدالملک کا دور شروع ہوا پینسٹھ ہجری سے تو بیس سال امام مظالم سہتا رہا۔ یہ ہشام ابن اسماعیل کہتا ہے۔ مجھے کوئی خوف نہیں تھا۔ بس ایک خوف تھا۔ کہ علی ابن حسین جو مجھ سے انتقام لے گا میں وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ اور حسین کے بیٹے نے ایسا ہی انتقام لیا کہ وہ برداشت نہ کر سکا۔

سید سجادؑ نے تمام بنی ہاشم کو جمع کیا...... آل رسول کو جمع کیا...... کہا تجھے معلوم ہے ناں وہ واصل جہنم ہو گیا۔ عبدالملک ابن مروان ولید اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا ہے۔

ہشام کو قید کر دیا گیا ہے۔ کیا کیا جائے ......؟ ہاشمی کہتے ہیں ہم اس سے گن گن کر بدلے لیں گے۔ امامؑ نے کہا! خبردار اسی لیے میں نے جمع کیا ہے۔ کہ اب وہ طاقتور نہیں رہا اور کمزوروں سے سب سے بڑا بدلہ کیا ہے؟ اپنے دادا کے قول کی عملی صورت پیش کی۔ مولا کائناتؑ نے کہا تھا کہ دشمن سے سب سے بڑا انتقام یہ ہے جب اسی پر غلبہ پالو تو اسے معاف کرو۔

بس یہ علیؑ اس علیؑ کے الفاظ کی لاج رکھ کے بتا رہا ہے۔ کہ ہم سب کے سب محمدؐ ہیں...... ہم سب کے سب علیؑ ہیں۔ کہا خبردار اب وہ کمزور ہو گیا...... اب وہ طاقتور نہیں رہا...... سب سے بڑا انتقام یہ ہے کہ کوئی اس سے انتقام نہیں لے گا۔ ایک ہزار درہم دے کے اپنے غلام کو بھیجا۔ جا ہشام کے پاس یہ ہزار درہم بھی دے اور اس سے کہہ دے کہ اپنے گھر والوں کی طرف سے مطمئن ہو جا۔ جب تک تو قید میں ہے۔ سید سجاد تیرے گھر کا کفیل ہے۔ یہ ہے علی...... کاش ہر علی کی فضیلتیں بیان کی جاتیں تو پھر آپ کے سامنے آتا کہ یہ سب محمد بھی ہیں اور یہ سب علیؑ بھی نہیں۔

صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔ یہ ہے تبلیغ...... کہتا ہے ہشام کاش زمین پھٹ جاتی میں اس میں سما جاتا۔ سب نے جس پر میں نے معمولی بھی ظلم کیا تھا۔ اس نے مجھ سے بدلہ لیا۔ لیکن جو انتقام زین العابدین نے لیا ہے وہ انتقام کسی نے مجھ سے نہیں لیا۔ جتنے دن زندہ رہا روتا تھا اپنے مظالم پر...... کہ میں نے اہل بیت پر کیا کیا مظالم کیے۔ اور اہل بیت نے میرے ساتھ کیا کیا۔ علی کا قول ہے۔ یہ مولا کائنات کا کہ بہترین بدلہ یہ ہے کہ جب دشمن پر غلبہ پالو اسے معاف کر دو۔ جاؤ چھوڑ دیا ہم کمزوروں سے انتقام نہیں لیا کرتے۔

اب تم طاقتور نہیں رہے۔ لہٰذا ہمیں بھی تم سے کوئی سروکار نہیں۔ تو اپنے دادا

کے الفاظ کی لاج رکھ رہا ہے۔ یہ وہ عمل ہے کہ زمانے کی خصوصیات الگ...... زمانے کے اعجاز الگ ...... زمانے کی ضروریات الگ ...... لیکن کردار ایک ہی ملے گا۔ جہاں جہاں بدلہ لینے کی بات آئی۔ زین العابدینؑ نے بالکل اسی طرح بدلہ لیا جس طرح اس کے دادا علی نے بتایا تھا۔ کیسے بدلہ لینا ہے۔

اب ایک پہلو تبلیغ کا...... اب یہاں تو اس طرف دشمنوں پر یہ احسان۔ ابن شہاب زہری کا۔ کل میں نے ذکر کیا تھا۔ کہ امام اس کو واپس لائے نئی زندگی دی۔ کافر مت بن جا۔ ہر گناہ بخش دیتا ہے اللہ۔ لیکن مایوسی کا گناہ نہیں بخشتا۔ کبھی مایوس مت ہونا۔ واپس آجا۔ تو سال کی دیوانگی کے بعد واپس پلٹ کر آیا محمد ابن مسلم ابن شہاب زہری۔ جو صرف ابن شہاب زہری کے نام سے تاریخوں میں شہرت رکھتا ہے۔ ابن شہاب زہری کہتا ہے کہ میں اپنے غلام کے ساتھ جا رہا تھا۔ رات کے وقت میں نے دیکھا علی ابن حسین کو، کہ پشت پر کچھ سامان لادے جا رہا ہے۔ میں تیزی سے آگے بڑھا، میں نے کہا مولا خیریت......؟ کہاں کا ارادہ ہے......؟ کہا سفر پہ جا رہا ہوں۔ امامؑ فرماتے ہیں۔ بہت توجہ رہی آپ کی میں معذرت کے ساتھ آپ سے تو جرات کیلئے معلوم کرنا چاہ رہا ہوں۔ کہ اس طرح کے موضوعات سن لیں گے ناں آپ۔ اگر سن لیں گے تو میں آگے بڑھاؤں گا۔ بات کو ورنہ مشکل ہو جائے گی۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک علیؑ کے نہیں بلکہ بارہ علیؑ کے آپ کو فضائل سناؤں۔ پتہ تو چلے کہ ہر امام کی زندگی ایسی ہے کہ ہر امام پہ عشرہ پڑھا جائے۔ اور کچھ آپ کو ہر جگہ مل جائے گا۔ اس طالبعلم کو بس اس لئے رہنے دیجئے۔ کہ جن موضوعات کی کہیں بات نہیں ہوتی ان موضوعات پہ میں آپ کے سامنے بات کرتا چلا جاؤں گا۔

یہ تو ضروری ہے۔ آخر کوئی تو خطرہ مول لے۔ میں عادی ہوں ان چیزوں کا۔

بتایا تو جائے کہ ہر امام پر عشرہ پڑھا جا سکتا ہے۔ ہر امام پہ گفتگو کی جا سکتی ہے۔ لیکن بتایا تو جائے محدود تو نہ کرو۔ دنیا کو بھی تو پتہ چلے۔ بارہ امام ہیں۔ یعنی بارہ فضیلتوں کے سمندر ہیں۔ جہاں بھی غوطہ لگاؤ گے باہر نکلنے کی مہلت نہیں ملے گی۔ وہیں کے ہو کر رہ جاؤ گے۔

امام فرماتے ہیں۔ سفر پہ جا رہا ہوں۔ کہا مولا یہ مجھے دے دیجئے۔ اپنا سامان جتنی دیر تک ساتھ ہوں۔ کہا نہیں۔ کوئی ضرورت نہیں۔ اپنا وزن ہر آدمی کو خود اٹھانا چاہیے۔ اس نے کہا اچھا مولا۔ غلام کو میرے دے دیجئے۔ کہا کہ نہیں غلام کی بھی ضرورت نہیں۔ کہ یہ وہ سفر ہے۔ جس کا سامان انسان کو خود اٹھانا پڑتا ہے۔ نہیں سمجھا...... ابن شہاب نے بہت ضد کی۔ امام نے کہا نہیں۔ یہ میرا سامان ہے۔ میں اپنے سفر کا سامان خود اٹھاتا ہوں۔ اور ہر ایک کو اپنے سفر کا سامان خود اٹھانا چاہیے۔ دوسرے دن ابن شہاب کہتا ہے کہ امام تو وہیں مدینے میں ہیں۔ میں نے کہا کہ مولا آپ فرزند رسول آپ تو سفر پر جا رہے تھے۔ کہا ابن شہاب تیری سمجھ میں نہیں آئے گا۔ یہ وہ سفر نہیں تھا جو تو سمجھ رہا ہے۔ یہ آخرت کے سفر کا سامان تھا۔ جو میں اپنی پشت پر لے کر پھرتا۔ بس یہ جملہ کہہ کے امام چلا گیا۔ ابن شہاب زہری اپنی جگہ پہ سکتے کے عالم میں آ گیا۔ کہ یہ کیا کہا امام نے اس کے بعد جب اس نے پیچھا کیا پھر سمجھ میں آیا۔ کہ یہ امام صرف نمازیں پڑھانے والا امام نہیں ہے...... صرف دعائیں بتانے والا امام نہیں ہے۔ بلکہ رات کی تاریکی میں غریبوں، محتاجوں، مسکینوں کو ان کے حقوق پہنچانے والا امام ہے۔ اس سفر کو کہہ رہا ہے امام شہاب تیری سمجھ میں نہیں آئے گا۔ یہ اس سفر کا سامان ہے...... جو سب سے طویل سفر ہے...... جو سب سے لمبا سفر ہے...... یہ اس سفر کا سامان ہے۔ یہ مجھے ہی اٹھانے دے صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

لہٰذا عزیزان محترم! یہ وہ پہلو ہیں۔ امام کی زندگی کے جو سامنے آنے چاہئیں۔ امام نے کس طرح زین العابدین بن کر...... کس طرح سید ساجدین بن کر...... کس طرح صحیفہ کاملہ کو مرتب کر کے...... کس طرح ان کو بیان کریں گے۔ کہ کس طرح امام نے ہر قیام کی حمایت کی۔ وہ قیام جو حق کی طرف سے ہوا۔ باطل قیام کی نہیں...... بنی عباس کی حمایت نہیں کی امام نے۔ حالانکہ بنی عباس کی تحریک چوتھے امام کے زمانے میں شروع ہوئی مگر امام نے حمایت نہیں کی۔ خفیہ تحریک شروع ہو چکی تھی۔ حمایت وہاں وہاں کی جہاں حق کے نمائندے تھے۔ مختار کی حمایت امام نے کی۔ ابراہیم ابن مالک اشتر کی حمایت امام نے کی۔ جناب محمد شنادیہ کی رہنمائی امام نے کی۔ چوتھا امام جہاد بھی کر رہا ہے۔ مگر طریقہ بتا رہا ہے۔ سلیقہ بتا رہا ہے کہ وہ کربلا حسینؑ کی تھی۔ یہ کربلا میری ہے۔ پینتیس سال ان خون ہشام بھیڑیوں سے کربلا کو نکالنا ایک کمال تھا۔ اس لیے سید سجاد میدان میں تلوار چلانے کے بجائے دعا کے سہارے جدوجہد کرتا رہا۔ ان دعاؤں کے بعد...... ہر دعا کے بعد اپنے بابا کی مظلومیت بیان کرتا تھا۔ لکھنے کی اجازت نہیں۔ کوئی مورخ واقعہ کربلا لکھ نہیں سکتا...... بیان نہیں کر سکتا۔ مجلس نہیں ہو سکتی۔ یہ سید سجاد ہے جو کربلا کو باقی رکھ رہا ہے۔ پینتیس سال تک کیونکہ ہر خلیفہ...... ہر اصولی خلیفہ...... نصیحت کر کے جاتا کہ سب کو چھیڑنا۔ سید سجاد کو نہ چھیڑنا۔ لہٰذا وہ نہیں سمجھ رہے...... وہ تو یہ سمجھ رہے ہیں ایک اکیلا سید سجاد جس کا کوئی ساتھ دینے والا نہیں۔ لیکن سید سجاد کیا کر رہا ہے۔ کربلا کو سینہ بہ سینہ محفوظ کرتا چلا جا رہا ہے۔ ارے یہی تو ہوگا۔ کچھ روایتوں میں اختلاف ہو جائے گا۔

فاطمہ صغریٰ تھی کے نہ تھی۔ شادی ہوئی تھی کہ نہ کربلا تو محفوظ رہے گی۔ واقعہ تو محفوظ رہے گا۔ اس لیے جو عینی شاہد تھا کربلا کا...... امام پینتیس سال تک مشیت الٰہی

نے اسے باقی رکھا۔ تاکہ کربلا کی جڑیں مضبوط ہو جائیں۔ کربلا اتنی محکم ہو جائے کہ قیامت تک جتنی طاقتیں چاہیں کربلا کو اکھاڑنا۔ کربلا لوگوں کے دلوں سے نکل نہ سکے۔ کربلا قیامت تک استعارہ بن جائے یزیدیت کی بربادی کا یزید بت کی تباہی کا۔ تو اس کربلا کو بچانے والا کون ......؟ یہ چوتھا امام۔ کیونکہ عینی شاہد ہے۔ کسی واسطے سے نہیں بتایا خود بتاتا ہے کہ میرے بابا کے ساتھ یہ ہوا...... میرے چچا کے ساتھ یہ ہوا...... ہم اہل بیت کے ساتھ یہ ہوا۔

کتنی تمنا تھی جناب سید سجاد کو۔ پانچ سال واقعہ کربلا کے بعد اہل بیت میں سے کسی بی بی نے سر میں تیل نہیں ڈالا۔ ہاشمیوں کے گھر سے پانچ سال تک کسی پکوان کی خوشبو کسی نے نہیں سونگھی۔ آپ لائق تحسین ہیں...... آپ لائق تعریف ہیں کہ جنہوں نے اس سنت کو آج تک زندہ رکھا ہوا ہے۔ کہ ایام عزا میں کوئی خوشی نہیں منائی۔

لیکن عزیزو! پانچ سال تک ان کے گھروں سے چولہوں سے دھواں اٹھتا کسی نے نہیں دیکھا۔ وہ امام جو اہل بیت کو خوشی منانے کا حکم دے۔ وہ مختار سے ناراض ہو گا۔ وہ مختار جو اہتمام کرے اہل بیت کی خوشی کا، وہ مختار جس کے کارناموں سے امام حکم دے بیبیوں کو سر میں تیل ڈالنے کا، پہلی بار پانچ سال بعد امام نے شیرینی چکھی۔ بیبیوں سے کہا تھا کہ آج شیرینی پکاؤ...... آج مدینے والوں کو شیرینی کھلاؤ...... آج میرے بابا کے قاتلوں سے جو بڑے بڑے قاتل تھے۔ آج انجام کو پہنچ گئے۔ لیکن کیا اس کے بعد سید سجاد نے رونا چھوڑ دیا......؟ اس لئے کربلا باقی رکھی سید سجاد نے پانی دیکھتے تو رونے لگتے تھے۔ ہائے میرا پیاسا بابا...... کتنے غم ہیں۔ پورے مصائب کی روایتوں کا خلاصہ کر لیا جائے۔

عزیزو تو سب کا راوی سید سجاد ہی ملتا ہے۔ چاہے وہ شام کی روایتیں

ہوں...... چاہے وہ زندان کی روایتیں ہوں...... چاہے کربلا کی روایتیں ہوں...... چاہے سید سجاد کی پیاس کا عالم ہو...... چاہے وہ کوفے اور شام کی راہوں کے واقعات ہوں۔ کہیں بھی سید سجاد اپنے تبلیغی پہلو کو نظر انداز کرتا نظر نہیں آیا...... کہیں ایسا نہیں ہوا زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ طوق خاردار سید سجاد کے گلے میں ہے۔ کیسا امام ہے۔ عزادارو! بارہ اماموں میں سے کسی امام کی امامت کا آغاز ایسے نہیں ہوا جیسے سید سجاد کا ہوا ہے۔ سب نے مظالم جھیلے...... سب زندانوں میں رہے...... سب پر مصیبتیں آئیں حسینؑ سارے انبیاء کی مصیبتیں ایک طرف...... آپ کی مصیبت ایک طرف...... لیکن ہائے حسینؑ! آپ کے سامنے۔ آپ کی بہنوں کو اسیر تو نہیں بنایا گیا۔ میرے پاس روایتیں موجود ہیں۔ جب حسینؑ ذوالجناح سے نیچے آیا تھا...... ابھی سر قلم نہیں کیا گیا تھا۔ شمر نے ایک سپاہی کو حکم دیا تھا۔ جاؤ...... خیموں کو لوٹ لو۔ اسی زخمی حالت میں حسینؑ نے عمر ابن سعد کو للکار کے کہا تھا۔ اے عمر سعد! اگر تیری دینی غیرت نہ رہی تو عربوں کی ہمیت سے کام لو۔ ابھی میں زندہ ہوں میرے سامنے میرے خیموں میں داخل نہ ہونا...... میرے سامنے میرے گھر میں نہ جانا۔ عمر سعد نے روک دیا تھا بڑھتے ہوئے سپاہیوں کو۔ کہ ٹھہر جاؤ پہلے حسینؑ کا سر قلم کرو۔ پھر خیموں میں داخل ہونا......

یہی تو میں عرض کر رہا ہوں۔ ہائے حسین! آپ کی مصیبتوں کا مقابلہ کسی کی مصیبت سے نہیں کیا جاتا۔ تو یوں کہہ دوں کہ سید سجاد کی مصیبت بھی تو آپ کی مصیبت ہے۔ ارے سید سجادؑ بھی تو امام ہے۔ خیمے میں موجود ہے۔ اس کے سامنے اشقیاء خیموں میں داخل ہوئے خیموں کو لوٹا خیموں کو آگ لگائی۔ ان کے سروں سے چادریں چھینی۔

یہ سید سجادؑ کی امامت کا آغاز ہے۔ کسی امامؑ کی امامت کا آغاز ایسے نہیں ہوا۔ جیسے سید سجادؑ کی امامت کا آغاز ہوا۔ اور اسی عالم میں پھوپھی کے مسئلے بھی حل کر رہا

ہے۔ اگر اس عالم میں بھی کوئی سوالی آرہا ہے۔ اس کے سوال کو پورا کر رہا ہے۔ اگر کوئی پہچان نہیں رہا تو اپنی پہچان بھی کرا رہا ہے۔ اگر کوئی یہودی یا نصرانی بھی آگیا تو ان کی ہدایت کا باعث بھی بن رہا ہے۔

بس چند جملے مصائب کے زحمتیں تمام۔ میرا ساتھ دیجئے گا: بہت سخت میں نے انتخاب کیا ہے۔ آپ کی خاطر انتخاب کیا ہے۔ ان بچوں کی خاطر انتخاب کیا ہے۔ کہ ہر ہر امام کی سیرت ان تک پہنچ جائے۔ باقی تمام چیزیں آپ سنتے رہیں گے۔ ممکن ہے کہ کوئی ایسے موضوعات پر بات کرنے کی کوشش نہ کرے۔ شام کا بازار اور کیسا آج تک میں نے سنا ہے...... سنتے ہیں کہ ایک ڈیڑھ کلومیٹر کا فاصلہ نو گھنٹے میں طے کرنا پڑا تھا۔ ان نو گھنٹے میں کیا کیا قیامت گذر گئی۔ ایک قیامت کا ذکر کر کے آپ کی زحمتیں تمام کروں گا۔ مقامات مقدسہ کی زیارت کر کے ایک عیسائی راہب دمشق سے گذر رہا ہے۔ حیران ہو گیا۔ کیسی سجاوٹ...... کیسی بناوٹ...... عورتیں نئے لباس پہنے ہوئے زیوروں سے آراستہ۔ بچے نئے لباس پہنے ہیں۔ ہر طرف شادیانے بج رہے ہیں۔ بالا خانوں پر عورتیں بچے جمع ہیں۔ بازاروں میں اجدہام ہے۔ راہب تھا بہت غور کیا بہت سوچا کہ آج تو مسلمانوں کی کوئی تاریخ نہیں...... عید کا کوئی زمانہ نہیں...... عید سا یہ جشن کیسا؟ بچے کا ہاتھ پکڑے پکڑے داخل ہوا بازار میں۔ کچھ نیزے نظر آئے خون میں ڈوبے۔ کچھ سر نظر آئے ناقوں پر...... کچھ بیبیاں نظر آئیں۔ اپنے بچے سے کہتا ہے۔ کوئی بہت ہی محترم خاندان کے قیدی ہیں۔ کوئی بہت ہی محترم لوگ ہیں دیکھ میرے لال۔

ان عورتوں نے حیا سے اپنے بالوں کو چہروں پر ڈالا ہوا ہے۔ بچے کو بھی شوق ہوا بابا چلو ہم بھی چل کر دیکھیں۔ معلوم تو کریں معاملہ کیا ہے۔ اس اجدہام میں ان لاکھوں کے قریب آیا...... ان سروں کے قریب آیا۔ اپنے ساتھ والے سے پوچھا بھائی

کیا معاملہ ہے۔ یہ کیسا جشن اس نے کہا تمہیں نہیں معلوم۔ کہا نہیں ۔میں پردیسی ہوں ۔کہا ہمارے امیر نے ایک باغی پر فتح پائی ہے۔ ایک نے خروج کیا تھا۔ اس پر فتح پائی ہے۔ یہ سب سر انہیں مقتولین کے ہیں ۔اور ان کی عورتیں قیدی بنائی گئی ہیں۔ اب راہب نے غور سے سروں کو دیکھنا شروع کیا۔ اس کے بعد پوچھا اس باغی کا نام بتاؤ گے...... کہنے لگا ہاں اس باغی کا نام ہے حسینؑ ابن علیؑ ۔ راہب یہ نام سن کر کہتا ہے...... کون حسین ابن علیؑ ...... کہاں کا رہنے والا تھا...... کہا مدینے کا...... کہا وہی مدینہ جو تمہارے رسول کا شہر ہے...... کہا ہاں ......وہی مدینہ اور یہ اسی رسول کا نواسہ ہے۔ جسے ہم نے قتل کر ڈالا......جس کا گھر اجاڑ دیا...... یہ اسی رسول کا نواسہ ہے۔ اس نے سنا کہا وائے ہو تم پر...... میں واؤد نبی کی نامعلوم کون سی پشت میں ہوں آج بھی کہیں سے گذر جاتا ہوں۔ میری قوم کے لوگ میرے قدموں کی خاک اٹھا کر سر پر لگاتے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم میں کس پشت میں ہوں۔ ارے تم نے اپنے نبی کا گھر اجاڑ دیا۔ اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کر دیا...... کہا خاموش ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔ پھر حیرت سے دیکھا ایک سر کو اس سر کے لب ہل رہے ہیں۔ پوچھا یہ کیا کہتا ہے۔ سر نظریں جھکا کر اس شامی نے کہا یہ آیات الٰہی کی تلاوت کر رہا ہے۔ کون سی آیات زبان پر جاری تھیں۔ کہا سورہ کہف کی آیت ۔یہ آیت وَسَيَعْلَمُونَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا ايمَّنقَلِبُ يَنقَلِبُوْن ٥ بس اتنا سننا تھا اس کے بعد کہتا ہے۔ ارے لعنت ہو تم پر ارے ابھی بھی تم کو یقین نہ ہوا کہ جو سر نوک نیزہ پر قرآن کی تلاوت کرتا ہو وہ کبھی باغی کا سر ہو سکتا ہے۔ ابھی اتنی بات کہی تھی کہ اس کے بیٹے نے شانہ جھنجھوڑ کر کہا بابا اس بڑے سر کو چھوڑ۔ اس ننھے سے سر کو تو دیکھ اس ننھے سے سر کو دیکھ...... بس اتنا سننا تھا طیش میں آیا وہ راہب...... لعن طعن کرنا شروع کی...... سپاہی آگے بڑھے کہا اگر خاموش نہ ہوا تو قتل کر دیا جائے گا۔ اس نے بھی شمشیر

کو بے نیام کیا۔ کہا اس جینے پر لعنت ہو۔ ارے میں یہی تو حیران تھا کہ میں مسلمان بھی نہیں ہوں۔ عیسائی ہوں آخر یہ مسلمانوں کا رسولؐ دو راتوں سے میرے خواب میں آ کر مجھے جنت کی بشارت کیوں دیتا ہے۔ ٹوٹ پڑا شامیوں پہ...... ٹوٹ پڑا سپاہیوں پہ...... لڑتے لڑتے ساربان کے قریب آیا...... اس جوان کے قریب آیا...... جو اونٹوں کی مہار تھامے سر جھکائے اس اجدہام میں کبھی آگے بڑھتا ہے کبھی پیچھے دھکیل دیا جاتا ہے۔ اس نے قریب آ کے پوچھا آیئے صاحبزادے اپنا تعارف کرایئے۔ آپ کون ہیں۔

بس سید سجاد نے نظریں اٹھا کے کہا! اے مرد خدا میں اسی حسینؑ کا بیٹا علیؑ ہوں۔ جس کی تو نصرت کر رہا ہے...... بس لڑتے لڑتے کہتا ہے۔ آیئے فرزند رسول مجھے ذرا جلدی سے کلمہ پڑھوایئے...... کلمہ پڑھا کہتا ہے...... گواہ رہیے گا۔ آپ پہ جان دے رہا ہوں...... آپ کی محبت میں...... جب زخموں سے چور ہو کر گرا۔ کہا فرزند رسول! ایک بار اور کلمہ پڑھا دیجئے۔ میری شفاعت کی ضمانت دیجئے۔ سید سجاد کہتے ہیں۔ اے مرد خدا تجھے تو جنت کی بشارت میرا جد دے چکا، تیرے بغیر جنت میں نہیں جاتے ہم۔ بس زینب نے پشت ناقہ سے یہ منظر دیکھا بے تاب ہو کر مدینے کا رخ کر کے کہتی ہے۔ آیئے نانا تیرے کلمہ پڑھنے والوں میں سے کوئی نہ نکلا۔ ہاں قوم نصاریٰ میں ایک کی غیرت جاگی ہماری محبت میں اپنی جان قربان کر بیٹھا۔

اَلاَ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

# مجلس سوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ الۡحٰمِدُوۡنَ السّٰٓئِحُوۡنَ الرّٰکِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّاہُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَالۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰہِ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (التوبۃ ۱۱۲)

صلوات بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

آپ سے درخواست ہے۔ سید سلطان حسین مرحوم ان کی اہلیہ خلیفہ سید کاظم حسین مرحوم اور ان کی اہلیہ مرحومہ خلیفہ سید محمد علی منعم اور سید سیل رضا مرحوم ان کے ایصال ثواب کے لئے سورہ فاتحہ پڑھ کر بخش دیجئے گا۔

اسی طرح آپ سے درخواست ہے۔ کل میں نے عرض بھی کیا تھا۔ دو چار منٹ گفتگو بھی کی تھی۔ اس مسئلے پر آج تدفین ہوئی ہے۔ عالم مبارز علامہ غلام حسین نجفی صاحب کی۔ ان کے ایصال ثواب کے لیے ایک سورہ فاتحہ اور پڑھ دیجئے۔

صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔ یہ درست ہے کہ فضا بظاہر سوگوار ہے، افسردگی سی ہے۔ لیکن یاد رکھئے۔ کہ یہ بھی رسول ہی کی حدیث ہے۔ کہ حسین کے نام میں وہ حرارت ہے...... وہ گرمی ہے...... جو قیامت تک مومنین کے دلوں کو برماتی رہے گی۔ ایک جوش دے گی...... ایک زندگی دے گی۔

تو عزیزو! لاکھ فضا افسردہ سہی، لاکھ ماحول خوشگوار نہ ہو۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ذکر حسین ہر قسم کے حالات میں مومنین کو زندگی دیتا ہے۔ میری آپ سے گذارش ہے۔ میں کراچی میں بھی یہی گذارش کرتا ہوں۔ لوگوں سے کہ انہیں اسی ماحول میں حسین کے ذکر کا حق ادا ہوتا ہے۔ جیسا ماحول ہے۔ گھبرانے کی بات ہی نہیں۔ افسردہ ہونے کی کیا بات ہے۔ درست ہے۔ بہت بڑا سانحہ ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑی قربانی اگر حسینیت مانگے گی تو دیں گے کہ نہیں!

آپ...... میں...... ہم میں سے جس کو حسین مانگے گا۔ ہمیں جانا ہے۔ ہم میں سے کسی کو نہیں رکنا ہے۔ یہ سعادت ہے، مرنا تو تھا...... اس شخص کو بھی مرنا تھا۔ لیکن حسین نے اسے پسند کر لیا۔ اسے اتنی بڑی شہادت مل گئی۔ آج آپ نے اس کا جنازہ دیکھ لیا ہوگا۔ ہزاروں آدمیوں نے اسے کاندھا دیا...... ہزاروں آدمیوں نے اس کا جنازہ پڑھا۔ تو بس یہ ایک سعادت تھی۔ مرنا تو ایسے ہی تھا۔ لیکن حسین جسے اپنا بنانا چاہے۔ جسے سعادت دینا چاہتا ہے...... اسے شہادت نصیب کر دیتا ہے۔

یہ سب حالات آتے جاتے رہیں گے۔ تو پھر وہی والی بات آجاتی ہے۔ کہ سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا...... اور یہی میں آپ کو ہمیشہ بتاتا رہا ہوں۔ یاد رکھئے! ہمارے لئے حالات بدلنے والے نہیں ہیں۔ جب سے کربلا برپا ہوئی ہے...... ایک جملہ کہنے کی اجازت دے دیجئے۔ کہ جب سے حق پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے۔ اہل بیت کے تب سے شیعہ مصیبتوں آزمائشوں اور امتحانات کا شکار ہیں...... اور رہیں گے۔ کب تک رہیں گے......؟ جب تک ہمارا امام...... ہمارا وارث...... ہمارا رہبر...... جس کا استقبال ہم اس انداز میں کریں گے کہ مولا تیری غیبت میں جتنی مصیبتیں آئی ہیں۔ ہم نے تیری یاد کو دل سے نہیں نکالا ہے۔ ہر مصیبت میں ہم نے تجھے یاد رکھا...... ہر مصیبت میں تجھے

ت میں ......نہ ہماری عقیدت میں...... نہ ہمارے
ہیں آنے دی۔لہٰذا میری آپ سے درخواست یہ
ل بیدار ہوکر بیٹھیں اور ہر قسم کے خیالات کو نکال
۔کوئی رہی ہی نہیں۔ جہاں انسان کو جذبہ بھی ملتا
ی ملتی ہے...... جہاں انسان خود بھی زندگی حاصل
ہے۔صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔
نے آپ کے لئے عرض کیے۔کہ دیکھیں حالات کی
یشہ کہتا رہتا ہوں۔ یہ حالات آئیں گے اور ممکن
ت نہیں۔دوسری قوموں پر شاید اس سے زیادہ بدتر
ے ہیں۔لیکن آپ مقابلہ کر رہے ہیں...... ہمیں بھی
ہے۔وہ غم غم نہیں رہتا...... وہ دکھ دکھ نہیں رہتا......
پ مل کر بانٹیں گے غموں کو، جب متحد ہو کر چلیں
گی۔ایک دوسرے کا سہارا بن جائیں گے۔تو پھر
ے کر بھاگنے کے چکر میں ہو...... کوئی امیر لے کر
ریاں چمکانے کے لیے بہتر یہ ہے کہ خلوص کے
ں کا حل نکل آئے۔صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔
ف آئیں۔جس موضوع کو لے کر چلے ہیں۔اور
شکر ہے۔کہ ہم آج بھی وقت بیٹھے اور وقت پر ہی
ے جہاں ہم نے کل بات کو چھوڑا تھا۔وہاں سے
ا خیال رکھئے۔تین نقطوں کا...... اس دور میں تین

ہے۔ بہرحال یہ تو طے ہے۔ کہ بتانے والا کون تھا۔ بتانے والے جو تھے وہ کافر قرار پائے۔ اتنی گھڑی گئیں حدیثیں...... اتنا تاریخ کو مسل کیا گیا...... جو مخالفین تھے وہ یہ کہتے تھے کہ یہ پاکستان نہیں بلکہ کافرستان بن رہا ہے۔ وہی آج ملک کے بھی ٹھیکیدار...... اور اسلام کے بھی ٹھیکیدار۔

آج جب بیسویں، اکیسویں صدی میں آپ کے سامنے یہ ہو رہا ہے، تو سوچئے ......! اس وقت پرنٹ میڈیا...... نہ الیکٹرانک میڈیا۔ اس زمانے میں امام کا قیام۔ ان تمام تحریکات کے مقابلے میں کون سا راستہ اختیار کیا جائے۔ کہ جہاد کا راستہ بھی باقی رہے...... تبلیغ کا راستہ بھی باقی رہے...... عبادت کا راستہ بھی باقی رہے۔

کون سا راستہ اختیار کیا جائے؟ کہ تینوں پہلوؤں کو بچا لیا جائے۔ جہاد کے راستے کو بھی بچایا جائے۔ کہ جہاد کب اور کیسے کیا جاتا ہے۔ انداز ہیں جہاد کے...... تبلیغ کے پہلو کو بھی بچایا جائے...... عبادت کے پہلو کو بھی بچایا جائے۔ کس طرح سے؟

آیئے! اب آپ ذرا سا موضوع کو کھول لیتے ہیں۔ آپ کے سامنے کھول کر اس کو لے کر چلتے ہیں۔ ایک ایک چیز کو لے کر چلتے ہیں۔ پہلے وہ القابات جو مخالفین نے دیے۔ پہلے وہ القابات یاد رکھئے۔ ظاہر ہے کہ ہر لقب کے پیچھے کوئی تاریخ ہوا کرتی ہے۔ پڑھ چکا ہوں کسی مجلس میں صرف دو جملوں میں نقل کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہاشم نام نہیں ...... لقب تھا۔ لیکن اتنی روٹیاں توڑ توڑ کھلائیں تھیں۔ کفار قریش کو...... ایک بار کھلانے سے لقب نہیں پڑتا۔ اتنے عرصے تک کھلائیں تھیں۔ کہ لوگ نام بھول گئے۔ لقب یاد رہ گیا۔ لقب ایسے نہیں پڑتا۔ کچھ لقب تو اللہ کی طرف سے...... کچھ لقب رسولؐ کی طرف سے۔ سید الساجدین...... زین العابدین ظاہر ہے عبادت ایسی تھی۔ تو زین

سجدے ایسے تھے تو سید الساجدین ہوا۔ کچھ لقب وہ تھے جو مخالفین نے دیے اور وہ کتنے مشہور لقب تھے۔ اشرف الناس کا لقب۔ یہ اشرف الناس کا لقب کس نے دیا۔ امویوں میں سب سے بہتر انسان جو خلیفہ بنا، امام کی شہادت کے بعد...... عمر ابن عبدالعزیز...... ہجری ننانوے سے ایک سو ایک۔ یہ اس کا خلافت کا زمانہ ہے۔ دو ڈھائی سال کا...... پھر خود ہی اس کو ٹھکانے لگا دیا۔ لائے تھے دوسروں کے خلاف...... سمجھ گئے کہ یہ تو ہمارا نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے آتے ہی محبت اہل بیت کے چند کارنامے ایسے انجام دے دیے تھے۔ محبت اہل بیت کوئی میراث نہیں ہوا کرتی...... محبت اہل بیت تو معاویہ ابن یزید کے دل میں تھی۔

محبت اہل بیت...... ٹھوکر مار دی۔ چالیس دن میں تخت چھوڑ دیا۔ کہ جو تخت خون حسین سے آلودہ ہو...... جس تخت سے اہل بیت کے ظلم کی بو آتی ہو...... جس تخت کے ساتھ عترت رسول کے ساتھ ہوتے ظلم وابستہ ہوں...... اس تخت پر بیٹھنے والا کبھی تو یزید کا بیٹا اس کا باغی...... یزید کی بیوی اس کی باغی...... اسی لیے میراث نہیں ہے۔ کون ہے؟ عمر ابن عبدالعزیز مروان کا ہی پوتا ہے مروان۔ جو سب سے بڑا دشمن اہل بیت کا...... یعنی مروان کو مروان کہنے میں بھی کسی کو ہچکچاہٹ نہیں۔ اور کچھ کیریکٹر ایسے بھی ہیں۔ جن کے بارے اب لوگوں کی آراء بدلنے لگی...... پہلے نہیں بدلی تھی۔ مگر مروان کے لیے تو آج تک سب کی رائے ایک ہی ہے۔ کہ یہ وہی شخص تھا کہ جسے رسول نے...... اس کے باپ کو جلا وطن کیا تھا۔ پہلے اور دوسرے دور میں اور دُور بھگایا گیا۔ یہ نہیں کہ قریب اور دُور بھگایا گیا۔ ہاں ایک دور ایسا آیا تھا کہ انہیں واپس بلا لیا گیا۔ پس یہ واپس آئے اور اسلام کی مصیبت اسی مروان کا پوتا ہے عمر ابن عبدالعزیز ابن مروان۔ یہ یاد رکھئے گا۔ لیکن فرق کتنا ہے۔ ابھی خلیفہ نہیں بنا۔ مدینے کا والی ہے۔ بس امامیت و ملوکیت میں لکھ

چکا ہوں، اس کے اساتذہ کے بارے میں۔ مدینے کا والئی بنایا گیا، کھڑا ہوا بازار میں سید سجاد کو آتے ہوئے دیکھا۔ اب چونکہ والئی ہے...... گورنر ہے...... لوگوں کو جمع کیا اچھا بتاؤ: اشرف الناس کون ہے۔ تو لوگ کیا جواب دیں گے؟ آپ گورنر سامنے کھڑا ہو تو اسی کو کہیں گے۔ آپ سے اچھا کون ہے اور جب وہ اندر ہو جائے تو پھر اس سے برا تو کوئی تھا ہی نہیں۔ یہی ہوتا ہے۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ منصبوں کو ٹھوکروں پہ رکھا کرو۔ یہ منصب آج تمہیں عزت دے رہے ہیں کل وہ جوتے بھی مار رہے ہوں گے اور بُرا بھلا بھی کہہ رہے ہوں گے۔

لوگوں نے یہی سمجھا کہ اموی گورنر ہے۔ بنو امیہ کا گورنر ہے۔ اسی لیے پوچھ رہا ہو گا۔ کہ بتاؤ کون ہے۔ "سب سے اچھا آدمی" اگر نہیں کہا تو ابھی گردنیں اڑا دے گا۔ سب نے نعرہ لگایا...... آپ۔ آپ سے اچھا کون؟ یعنی وہی زندہ باد کا نعرہ...... جدھر جدھر ہوا چلے ادھر چل لو۔ جس طرف سارے جا رہے ہیں۔ اسی سمت چل پڑو۔ اس نے کہا کہ اشرف الناس کون...... تمام لوگوں نے کہا کہ آپ سے اچھا کون۔ اس نے کہا کہ خبردار غلط کہتے ہو۔ چاہتے ہو تمہیں بتاؤں اشرف الناس کون ہے۔ لوگ حیرت زدہ رہ گئے۔ لوگوں نے سوچا یہ اپنے خلیفہ عبدالملک کا نام لے گا۔ یا کسی اور کا نام لے گا۔ کہا پتہ کون ہے۔ کہا یہ دیکھ رہے ہو۔ جو یہ شخص آ رہا ہے۔ اب سب کی نگاہیں مڑیں...... امام زین العابدینؑ کی طرف کہا یہ اشرف الناس ہے۔ اب مجھ سے پوچھو کہ کیوں ہے؟ لوگوں نے پوچھا کہ کیوں ہے؟ تو عمر ابن عبدالعزیز کہتا ہے۔ اس لیے اشرف الناس ہے کہ اسے ضرورت نہیں کہ اپنے آپ کو کسی خاندان سے نسبت دے۔ پوری دنیا کو یہ تمنا ہے۔ کہ اپنے کو اس کے خاندان سے نسبت دیں۔

تو بہت احتیاط سے کیونکہ میں چاہتا ہوں۔ کہ سب جگہ میرا پیغام پہنچے۔ تو

آپ مجھ سے کوئی کسی قسم کی توقع نہ رکھیئے گا۔ ایسے کوئی مناظراتی پہلو...... اس لیے کہ میں چاہتا ہوں پیغام پہنچے۔ پہلے حقیقت پہنچا دینا تو کام ہوتا ہے کہ حق ہے۔ کیا اگر حق کو صحیح طریقے سے نہیں پہنچایا گیا تو پھر قصوروار ہم ہوں گے۔ لہٰذا کسی کی دل آزاری کیئے بغیر پیغام پہنچنا چاہیے۔ کہا اس لئے اشرف الناس ہیں کہ ساری دنیا کو تمنا ہے کہ کاش اس کے خاندان سے ہوتے ہو جاتے ہیں۔

تحریر اتنی محکم تھی کہ قیامت تک کے لئے دلیل ہے۔ جو ان کے مخالفین کے حامی ہیں...... مخالفت کرتے ہیں۔ لیکن کبھی اپنا شجرہ یزید سے نہیں ملاتے۔ ہمارے بغض میں...... اہل بیت کے بغض میں...... یزید کو خلیفۃ المسلمین بھی لکھا یعنی ملعونوں نے...... امیر المومنین بھی لکھا...... کیونکہ پیغام جا رہا ہے۔ ساری دنیا تک یہی تو سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ جس نے امیر المومنین بھی لکھ دیا کہ اس سے یہ پوچھ لو کہ آج لوگ سید بننے کو تو تیار ہو جاتے ہیں۔ کوئی تیار ہے۔ کہ اپنا شجرہ یزید تک جا جوڑے۔ وہ لکھنے والا بھی تیار نہیں ہوگا۔ جو کبھی اپنے آپ کو ابو یزید لکھتا ہے۔ کبھی ابن یزید لکھتا ہے۔ کہتا ہے کہ کنیت ہے میری۔ کاش کہ تو واقعی اسی کا بیٹا ہوتا۔ لیکن کسی میں بھی جرأت نہیں۔ ان میں بھی جرأت نہیں کہ اپنا شجرہ وہاں جوڑ دیں۔ اگر کوئی جاہل ہی بننا چاہتا ہے۔ تو بھائی کہے گا...... جاہل بھی وہیں بنو جہاں عزت ہوگی۔ جہاں میں شاہ جی تو کہلواؤں گا۔ جہاں پیر بننے میں تو آسانی ہوگی۔ اگرچہ یہ بھی غلط...... یہ بھی ظلم ہے۔ اہل بیت پر انسان نہ ہو اور اپنے آپ کو ان کی اولاد سے منسوب کر دے۔ ارے اہل بیت نے کب کہا کہ سید نہ ہو...... تو ہم تمہیں اپنا نہیں بنائیں گے۔ اہل بیت نے تو کہہ دیا کہ تم کردار ایسا کر لو۔ ہم میں سے نہ ہوئے پھر بھی کہیں گے ہمارا ہے۔ تکرار کی ضرورت نہیں نہ مجھے حدیث کے تکرار کی ضرورت، بیسیوں بار آپ کی سنی ہوئی حدیث ہے۔ جب کہہ دیا کہ کردار

ہوا کرتے ہیں۔ بھلا ان کے عزت وشرف کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے؟

تو ایک لقب یہ تھا اِبنُ الخِیاتَین ۔ جو امام خود اپنے آپ کو کہتا تھا۔ اسی لیے بیان کر رہا ہوں کہ کچھ تو ذہنوں میں رہ جائے گا۔ کبھی سنیں گے آپ تو واقعہ بھی یاد آجائے گا۔ ذوالسفنان...... تیسرا لقب امام۔ یعنی یہ جو گٹے پڑ جاتے تھے سجدے کے مقام پر، اس وجہ سے آپ کو کہا جاتا تھا یعنی گٹوں والا ذوالسفنان جو سجدہ کر کے گٹے پڑ جاتے تھے۔ یعنی یہ وہ القابات جن کا کانوں تک پہنچنا ضروری ہے۔

کیونکہ پوری سیرت بیان کرنی ہے۔ کوشش یہ کر رہا ہوں کہ کوئی پہلو رہ نہ جائے۔ جتنا حتیٰ آٹھ نو مجالس میں امکان ہے وہاں تک بات کو پہنچا دیا جائے۔ لہٰذا کہتے ہیں...... کیا کہنا اس بیٹے کا کہ یہ جناب سید سجاد کے وہ القاب ہمارے لئے غیر معروف ہیں۔ تاریخ میں معروف ہیں۔ مخالفین نے بھی لکھا۔ ہاں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ عبادت کیسی تھی۔ ایک پہلو روز اس پہ بات ہوگی۔ تینوں چیزوں پہ روز بات ہوگی۔ لیکن آج ایک پہلو سن لیجئے گا۔ اتنی عبادت کرتا تھا...... اتنی عبادت کرتا تھا کہ عبدالملک ابن مردان حسد میں مبتلا ہو گیا۔ کہا یہ صرف لوگوں میں مقام حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ کہ خوب عبادت کریں تا کہ ان کو مقدس سمجھا جائے۔ مدینے کا سفر کیا یعنی حج کے بعد واپس ہوا تو ظاہر ہے بلایا گیا امام کو۔ تو سب لوگوں کے سامنے طنز کرتا ہے کہ آپ تو رسول کے بیٹے ہیں...... آپ تو علی و فاطمہ کے بیٹے ہیں...... آپ ساقی کوثر کے بیٹے ہیں...... آپ مالک کوثر کے بیٹے ہیں...... آپ کو اتنی عبادت کی کیا ضرورت؟ جو بات ہم سے کہنی چاہیے تھی امام سے کہہ دی۔ یہ بات ہم سے کہتا تو ہم تو یہی کر رہے ہیں۔ امام کے ماننے والے ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے۔ جو بات ہم سے کہنی تھی۔ امام سے کہہ بیٹھا۔ تو بھائی تم علی کے ماننے والے ہو۔ تمہاری نماز...... تمہاری عبادت...... تو

ضرورت کیا ہے تمہیں قَسِیمُ النَّارِ وَالْجَنَّہ علی ہیں۔کوئی شک تو نہیں؟ پھر مجھے کیا ضرورت ہے عبادت کرنے کی۔ بھائی کہ میرا مولا بیٹھا ہے دروازے پہ۔ جاؤ بھائی تو وہاں بھی پارٹی بازی ہو رہی ہو گی۔ وہاں بھی کہیں گے کہ خود ہی تو کہتے تھے کہ عدالت ہے۔عدل ہے۔انہی کا امام بہت معذرت کے ساتھ سوچ لیں۔ ملے گی سب کو جنت میں نہیں کہہ رہا کہ نہیں ملے گی۔ڈرمت جائیے گا۔

لیکن ذرا سوچ لیں کہ مسئلہ کیا ہے۔ آخر ہم سے بات کرنی چاہیے تھی۔ امام سے کہہ رہا ہے کہ آپ رسول کے بیٹے......علی کے بیٹے ......آپ فاطمہ کے بیٹے...... آپ ساقی کوثر کے بیٹے ہیں......آپ مالک کوثر کے جن کے ہاتھ میں جنت دوزخ کی تقسیم ہے۔ اس کے بیٹے ہیں۔ آپ کو اتنی عبادت کی کیا ضرورت۔ سوال کرنے والا کون اور جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ کون۔ تو اب کیونکہ بات کی ہے رسول کے حوالے سے تو امام نے ہی رسول کے حوالے سے بات کی۔ عبدالملک تو نے قرآن نہیں پڑھا؟ جس میں اپنے پیغمبر سے اللہ ارشاد فرماتا ہے۔ یَاَیُّھَا الْمُزَمِّلُ قُمِ الَّلیْلَ اِلَّا قَلِیْلا نِصْفَہٗ اَوِنْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلا اَوْزِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرآنَ تَرْتِیْلا یہ تو بتا کہ میں رسول کا بیٹا ہوں۔ خود رسول کو اتنی عبادت کی ضرورت کیا تھی کہ اللہ کو کہنا پڑا۔ آئے کملی والے تھوڑا سا کم۔ کسی رسول سے نہیں کہا اللہ نے کہ عبادت کچھ کم کرو۔ رسول اتنی عبادت کرتا ہے اتنی عبادت کرتا ہے۔ کہ پروردگار کو کہنا پڑا: اے میرے کملی اوڑھنے والے...... اے چادر لپیٹنے والے...... قُمِ الَّیْلَ رات کو ضرور قیام کرو اِلَّا قَلِیْلا کچھ کرو...... کچھ تھوڑا نِصْفَہٗ ادھی رات اَوِنْقُصْ اس سے بھی کم اَوْزِدْ عَلَیْہِ۔لیکن پوری رات نہیں۔

تو بتا رسول کو کیا ضرورت تھی...... جو اللہ کا محبوب ہے......اتنی عبادت کرنے

کی۔ یاد رکھ عبدالملک یہ نماز...... یہ عبادت ان نعمتوں کے مقابلے میں کچھ نہیں جو اللہ نے ہم اہل بیت کو عطا کی ہیں۔ بات واضح ہوئی۔ امام کیا دلیل دے رہا ہے۔ نعمتیں اتنی ہیں۔ اللہ نے انعام اتنا دیا ہے۔ یہ جتنی عبادت کریں کم ہے۔ یہی مومنین کو بھی پیغام دے دیا۔ اس لیے نماز پڑھ...... اس لیے عبادت کرو کہ اللہ نے تمہیں محبت اہل بیت جیسی نعمت دی ہے۔ اس سے بڑی کوئی نعمت ہے؟ اللہ نے تمہیں حسین کی محبت پر پیدا کر دیا...... علی کی محبت پر پیدا کر دیا...... نہیں سمجھ میں آتا نہ جاؤ ادھر ادھر کی غلط فہمیوں میں۔ تمہیں مغالطوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔ افسوس کے ساتھ انہی منبروں سے مغالطے پھیلا دیے جاتے ہیں۔ یہ وقت آ گیا منبر اتنا مظلوم کر دیا گیا ہے کہ یہیں مسائل کو سر کے بل کھڑا کر کے پیش کر دیا جاتا ہے۔ امام کیا دلیل دے رہا ہے۔ کم ہے ان نعمتوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ یہ عبادت اگر رسول مالک کوثر ہے۔ ذرا رسول کی عبادت تو دیکھ۔ عبدالملک جو اللہ نے انعام اکرام دیا ہے۔ ہمیں تو امام نے مومنین کو بھی دلیل دے دی۔ خود دلیل دے دی۔ فکر مت بننا عبادتوں کے عبادتیں کرتے جاؤ اور جب کوئی پوچھے کہ تم تو علی کے ماننے والے ہو...... علی تو جنت دینے والا ہے۔ علی دوزخ مقیم کرنے والا ہے۔ پھر تمہیں کاہے کا خوف۔ تو جواب یہی دو کہ اللہ کی اس نعمت کے ضابطے میں یہ عبادت کچھ بھی نہیں۔ جو نعمت ہمیں اس نے محبت اہل بیت کی صورت میں دی ہے۔ تو یہ جواب کون دے سکتا ہے۔ امام ہی دے سکتا تھا اور کوئی نہیں۔ قرآن کی ہی آیت سے لاجواب کر دیا۔ بظاہر چلا گیا لیکن کینہ دل میں لے کے چلا گیا۔ دشمنی دل میں لے کر چلا گیا۔

آیئے دوسرا پہلو جناب محمد حنفیہ کے بارے میں کل میں نے بات کی تھی۔ آج وضاحت کر دوں۔ محمد حنفیہ نے امامت کا دعویٰ کیا۔ کشف الغمہ میں بھی موجود اور دیگر

تواریخ میں بھی موجود اور کشف الغمہ کی روایت تو پانچویں امام امام محمد باقرؑ پوری دلیل قائم کر دیں گے۔ اس بات پر انشاء اللہ کم از کم یہ مجمع اور جہاں تک ہماری آواز جا رہی ہے۔ پھر وہ غلط فہمی میں مبتلا ہوگا محمد حنفیہ کے بارے میں۔ اور یہ اس سوال کا جواب دیا گیا۔ مجھ سے سوال کیا تھا۔ شاید کسی یونیورسٹی یا جامعہ میں کہ جناب یہ وراثت کا مسئلہ امام بھی تو وارث بنتے چلے گئے اور اگر وہاں ملوکیت نے اپنے وارث بتائے تو آپ کو اعتراض ہے۔ یہاں اماموں نے بھی تو اپنے وارث بتائے۔ ایک کے بعد ایک وارث ہی تو بنا۔ ملوکیت نے بھی اپنے وارث بنائے......تو فرق کیا ہوا امامت اور ملوکیت کے طریقہ کار میں۔ وہاں بھی ورثہ چلتا رہا۔ وہاں بھی نامزدگی ہوتی رہی۔ ہاں میں نے جواب دے دیا تھا۔ اب یہاں ایک اور دلیل ظاہر ہے کہ وہاں تو مخصوص طالبعلم تھے۔ جو دلیل یہاں دے رہا ہوں۔ وہ میں نے وہاں نہیں دی۔ وہاں کچھ اور بات کی تھی۔ ان کے حساب سے اب یہاں آپ لیجئے دلیل۔ جناب محمد حنفیہ نے دعویٰ کیا۔ کیوں کیا دعویٰ امامت کا...... میں امام ہوں۔ اس لیے کہ لوگ خود بخود جمع ہونے لگ گئے۔ ان کا ایک غلام قصان جعفر نمیری اور ان کے ایک اور صحابی نے کہا کہ امام آپ ہیں۔ کیوں امام آپ ہیں۔ اس لیے کہ حسینؑ کے بعد علیؑ کے سب سے بڑے بیٹے آپ ہیں۔ آپ کو یاد ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد جب سید سجاد واپس پلٹ کر آئے ہیں۔ جناب محمد حنفیہ نے تعزیت کی پرسہ دیا اور چلے گئے۔ امام ہی کے حکم پر چلے گئے۔ روپوش ہو گئے۔ مکے کے اطراف میں پہاڑوں میں روپوش رہے۔ کیوں؟ یہ آج ہمیں اسی پر بات کرنی ہے۔ کہ جہادی پہلو کیا ہے۔ تاکہ امام کو دیکھیں۔ کتنے پہلوؤں سے بات کرنی ہے ذہن میں رکھئے گا۔ امام کو تبلیغ بھی کرنی ہے...... امام کو ہدایت بھی کرنی ہے...... امام کو ظلم کے ہاتھوں کو بھی کاٹنا ہے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ امام سے توجہ ہٹے ملوکیت کی۔

ان خلفائے جور کی، حکمران کی وہ جو ظالم حکمران ہیں۔ ان کی توجہ امام سے ہٹے۔ لہٰذا بظاہر امام عزلت نشینی میں ہے۔ بظاہر امام تنہا ہے...... بظاہر امام کے درس کی کلاس کوئی نہیں...... بظاہر امام تبلیغ نہیں کر رہا...... بظاہر امام کسی مسجد میں نہیں ہے۔ اب نتیجہ کیا ہوا کہ جتنی بھی تحریکیں اٹھیں۔ جناب سلیمان کی تحریک...... جناب مختار کی تحریک ...... جتنی بھی بغاوت کی تحریکیں اٹھیں۔ سب کی توجہ لگی رہی۔ ادھر حکمران رہے...... ادھر متوجہ اور ادھر امام نے کیا کیا......؟ دعا کو ہتھیار بنایا۔ آج جو میں دعا کا حصہ پیش کرنے والا ہوں عجیب بات ہے۔ دعا ہے ہی نہیں۔ بلکہ اسلام کی تاریخ ہے۔ اس دعا میں کیوں امام یہ چاہتا ہے کہ توجہ مجھ پر سے ہٹ جائے...... میں اپنا کام کروں یہ اپنی حکومت بچانے کے چکر میں لگے رہیں۔ میں اسلام کا دفاع کر کے چلا جاؤں۔

لہٰذا محمد حنفیہ نے جب دیکھا لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ حج کے موقع پر دونوں کا آمنا سامنا ہوا۔ محمد حنفیہ نے بہترین موقع سمجھا کہ شاندار موقع ہے۔ ہزاروں کا مجمع ہے۔ بھتیجے نے بھی چچا کو دیکھا...... دونوں ملے اور جناب محمد حنفیہ کہتے ہیں۔ دلیل دیتے ہیں کہ دیکھو بھتیجے یہ درست نہیں ہے۔ امامت کا حقدار میں ہوں۔ کہا چچا کیا دلیل ہے آپ کے پاس۔ کہا یہ دلیل ہے میرے پاس کہ دیکھو میرا بابا علی ابن ابیطالب امام تھا۔ ان کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے حسن مجتبیٰ امام بنے۔ ان کے بعد ان کے چھوٹے بھائی حسین امام بنے۔ اب ان کے بیٹوں میں سے سب سے بڑا بیٹا میں ہوں۔ میں تمہارا چچا بھی ہوں۔ علی کا سب سے بڑا بیٹا بھی ہوں۔ حق وراثت کے تحت میں حقدار ہوں امامت کا۔

امام نے کہا آئیے! چچا ذرا ہوشیار ہو کر "امامت وہ منصب نہیں جو ورثہ میں ملتا ہے" پوری بات سنئے گا۔ یہ پورا موضوع ہے، مکالمہ بھی مناظرہ بھی موجود ہے تاریخ

ہیں۔ کہا وہ منصب نہیں جو وراثت میں ملے۔ یہ اللہ کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے۔ ہجوم اکٹھا ہو گیا اور محمد حنفیہ کے پیروکار بھی جمع ہیں۔ اور مسلمان بھی جمع ہیں۔ چچا بھتیجا کا معاملہ دیکھ رہے ہیں۔ جناب حنفیہ کہتے...... نہیں بھتیجے میں امام نہیں ہوں گا۔ امام وہ ہو گا جس کی حجر اسود گواہی دے گا۔ یہ بات کس نے رکھی...... کس نے رکھی یہ بات محمد حنفیہ نے۔ اب دنیا کو بتانا چاہتا ہے کہ دیکھ لو امام کون ہے۔ بھتیجے میں نہیں مانوں گا۔ یاد رکھنا کہ تاریخ میں بڑے بڑے کردار ہیں۔ کل یا پرسوں کی مجلس میں...... میں نے نام لیا تھا جعفر کذاب، نہیں میں نے کہا تھا۔ جعفر طواب کیوں؟ اس جعفر کی بھی بہت بڑی قربانی ہے۔ تو محمد حنفیہ کہتے ہیں۔ نہیں بھتیجے۔ فیصلہ حجر اسود سے ہو گا۔

اگر امامت الٰہی منصب ہے۔ تو حجر اسود گواہی دے گا کہ ہم میں سے امام کون ہے۔ مجمع ہزاروں صحابیوں کا اکھٹا ہے۔ سب سے پہلے محمد حنفیہ نے وضو کیا۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ دعا کی بار الٰہا اس تمام امت پہ حق کو ظاہر کر دے۔ عجیب دعا نہیں کیا؟ دعا کی اے بار الٰہا! ان لوگوں پہ حق کو ظاہر کر دے۔ اگر میں امام...... حجر اسود میری گواہی دے۔ یعنی اگر کسی کی گواہی لگائی یہ نہیں کہا کہ میں امام ہوں۔ کہا کہ اگر میں امام ہوں تو حجر اسود میری گواہی دے۔ کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ بوسہ دیا پیچھے ہٹ گئے۔ کہا چچا ہٹو! اب میری باری ہے۔ اب امامؑ نے نماز پڑھی۔ نماز پڑھنے کے بعد دعا کی نوبت نہیں آئی۔ لوگوں نے دیکھا کہ حجر اسود میں حرکت ہوئی۔ جیسے تڑپ رہا ہو۔ امام کے لبوں کو بوسہ دینے کیلئے...... اپنی جگہ چھوڑنے کو بے چین ہو رہا ہے کہ قدموں کو بوسہ دے۔ آواز بلند ہوئی کہ امامت کا منصب صرف اور صرف علی ابن حسینؑ کے لئے ہے۔ جسے اللہ نے یہ منصب دیا ہے اور یہ منصب کوئی اس سے نہیں چھین سکتا۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

اب محمد حنفیہ بھتیجے کو گلے سے لگاتے ہیں۔ حق آشکار ہو گیا۔ لوگوں سے کہا سن

لیا...... دیکھ لیا تم نے...... آج کے بعد مجھے امام نہ کہنا۔ امامت ورثے میں نہیں ملا کرتی۔ امامت منصوص من اللہ ہوتی ہے۔ اور سنو دوسری دلیل جنہوں نے ورثہ سمجھا اسماعیل بڑا بیٹا تھا۔ موسیٰ کاظم چھوٹے بیٹے تھے۔ جو یہ سمجھتے تھے۔ امامت ورثے میں جاتی ہے۔ کیونکہ بڑا اسماعیل ہے لہٰذا اسماعیل کو امام مانتے ہیں۔ آج تک یہی کہا جاتا ہے۔ اسماعیلی کیوں وہ یہی سمجھے تھے۔ یہی غلط فہمی تھی کہ امامت اس ترتیب سے آتی ہے۔ وہاں بھی بتایا امام نے کہ امامت میں ضروری نہیں کہ ترتیب ہو۔ امامت میں سن و سال کی بھی قید نہیں۔ چچا بیالیس سال کا ہو بھتیجا پانچ سال کا ہو امام امام ہوتا ہے۔ صلوٰت بھیج دیجئے محمد و آل محمد پر۔

یہ ہے جناب محمد حنفیہ کا کردار ذمہ داری کیا ہے آیئے ذرا جہادی پہلو کی طرف آپ کی توجہ کرانا چاہتا ہوں۔ کیوں جناب محمد حنفیہ کو حسینؑ بھی چھوڑ کر گئے مدینے؟ کیوں کردار کو سمجھئے۔ کریکٹر کو چوتھے امام کو ایک علمبردار کی ضرورت ہے۔ چوتھے امام کو ایک سپہ سالار کی ضرورت ہے۔ چوتھے امام کو اپنے امامت کے امور انجام دینے کے لئے سپر کی ضرورت ہے۔ ایک ڈھال کی ضرورت ہے۔ انتقام نہیں لینا قاتلانِ حسینؑ کو انجام تک ہی نہیں پہنچانا۔ اور ساتھ ہی ساتھ سپر بھی چاہیے۔ سب کام ہوتے رہیں۔ دین کی تبلیغ نہ رُکے...... توحید کا سفر نہ رُکے...... رسالت کا سفر نہ رُکے...... اور ظالموں کے خلاف قیام بھی ہوتا چلا جائے۔ کیسے؟ ان تمام چیزوں کو آرگنائز کیا جائے۔

محمد حنفیہ علی کا بیٹا وہ سپر بنے چوتھے امام کی۔ سپر یعنی سب اپنے اوپر لیا جناب محمد حنفیہ نے۔ جناب مختار کے قیام کا آغاز ہوا۔ چوتھے امام نے ملنے سے انکار کر دیا۔ مختار سے کیوں اور ایک اشارہ کیا کہ میرے چچا محمد حنفیہ سے ملو، کیوں کہ جاسوس خبر نہ دے دیں کہ چوتھے امام نے اس کو قیام کا حکم دیا ہے۔ امام کا کام رُک جائے گا۔ یہ کام

ضروری ہے۔ ان کو ادھر الجھا کے رکھو۔ محمد حنفیہ کو پورا معاملات کا علم ہے۔ اسی لیے الگ کر دیا۔ اے چچا آپ کو اختیار ہے۔ اس امر میں اور جب پوچھا تھا۔ کتنے اطاعت گذار تھے یاد رکھئے گا۔ محمد حنفیہ چوتھے امام کے ہر معاملے میں یہاں تک کہ جب مکہ چھوڑنے کی ضرورت پیش آئی عبداللہ ابن زبیر کے خوف سے تو چچا نے بھتیجے کو خط لکھا کہ اے بھتیجے تم امام زمانہ ہو۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا یہ مجھے بہت تنگ کر رہا ہے۔ ابن زبیر میں رہوں یا چھوڑ دوں؟ امام نے حکم بھیجا کہ نہیں ابھی آپ کو مکہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔ یعنی محمد حنفیہ جانتا ہے۔ کہ مجھے ہر امر میں اپنے امام سے حکم لینا ہے۔ تو جب ہر امر میں امام سے حکم لے رہا ہے۔ تو مختار کے معاملے میں محمد حنفیہ اپنی مرضی کیسے کرے گا۔ لٰہذا مختار معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا۔ سفر کیا مکے کا...... تلاش کیا محمد حنفیہ کو۔ جناب محمد حنفیہ نے اجازت دی اپنا نائب بنایا۔

کوفے پہنچا مختار، لیکن شیعوں نے نہیں مانا انہوں نے کہا جب تک امام کی تائید نہیں ہوگی۔ ہم نہیں ساتھ دیں گے۔ مختار لاکھ سمجھا رہا ہے۔ لیکن لوگوں کی سمجھ میں نہیں آرہا۔ ابراہیم ابن مالک اشتر جیسا مجاہد مالک اشتر کا بیٹا اور یاد رکھئے گا جناب ابراہیم مولا متقیان علی ابن طالبؑ کے براہ راست شاگرد تھے شمشیر زنی کے۔ جناب ابراہیم ان افراد میں سے تھے جنہیں خود مولائے کائنات نے فن شمشیر زنی سکھایا تھا۔ ابراہیم کو خط بھیجا، ابراہیم تم ہمیشہ سے اہل بیت کے جانثاروں میں سے ہو میری مدد کرو۔ اس کام میں ابراہیم بھی جانتا ہے مختار کے مقام کو...... پہچانتا ہے۔ کہتا ہے مجبور ہوں جب تک میرا مولا اجازت نہیں دے گا...... اگر تیرے پاس چوتھے امام کی تحریر موجود ہے تو میں تمہارا ساتھ دوں گا ورنہ ساتھ نہیں دوں گا۔

تو عزیزو! کتنی ضروری ہوتی ہیں یہ احتیاطیں کہ کوئی قدم اٹھانے سے پہلے

اس کے تمام شرعی پہلوؤں کو مدنظر رکھنا چاہیے..... جلدی کی ضرورت نہیں..... جلدی انہیں ہوتی ہے جنہیں اللہ پر یقین نہیں ہوتا..... جنہیں اللہ پر یقین ہے..... اللہ کے نظام پر یقین ہے..... جنہیں اہل بیت پر یقین ہے..... گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ایک ایک ظالم سے وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الا يُنقَلِبُ يَنقَلِبُون قریب یہ ظالم بدترین مقام کی طرف پلٹا دیئے جائیں گے۔ تو دیکھ لو ہر امام نے کہا ان کا انجام ہونے والا ہے۔ ابراہیم ابن مالک اشتر کہتا ہے کہ نہیں چوتھے امام کی مرضی کے بغیر جب تک آپ کے پاس چوتھے امام کی اجازت نہ ہو۔ مختار نے پیغام بھیجا ابراہیم میری بات کا یقین کرو مصلحت امام نہیں ہے کہ تحریری اجازت دے۔

ہاں ایسا کرو جاؤ مدینے کا سفر کرو امام سے ملاقات کر لو تم پر کشف ہو جائے گا ساری بات کھل جائے گی اور اس کی زیادہ تفصیل میں، میں اس لیے نہیں جاتا کہ یہ عشرہ میں نے پڑھا بھی ہے اور چھپا بھی ہے تقریباً مومنین کے پاس موجود ہے وہ کتاب۔ تو جاؤ سفر کرو پچاس چیدہ چیدہ افراد تا کہ سب ایک دوسرے کے گواہ رہیں مدینے کا سفر کیا..... امام سے ملاقات کی..... چوتھے امام نے ایک جملہ کہا..... اچھا امام یہ بھی تو کہہ سکتے تھے کہ میں راضی نہیں ہوں۔ امام نے یہ بھی نہیں کہا کہ میں راضی نہیں ہوں..... یہ بھی نہیں کہا کہ راضی ہوں۔ امام نے کیا کہا کہ اس امر کا اختیار میں نے اپنے چچا محمد حنفیہ کو دیا ہے جاؤ اس اختیار کا مطلب کیا ہوا؟ نائب کسے کہتے ہیں؟ بھائی یہ نائب کا اختیار ہوتا ہے آپ کو نہیں پتہ تو نہیں پتہ۔ نائب کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ ایک وقت آتا ہے کہ جب وہ اجازت بھی دے سکتا ہے کہ ظلم کے خلاف قیام کرنا ضروری ہو گیا۔ اگر کبھی اجازت دے بیٹھے تو یہ نہ سمجھنا کہ یہ امام نے تو کہا ہی نہیں ہے۔ اختیار دیکھو کہ امام نے دیا ہے کہ نہیں دیا ہے۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

دفاعی اس کو کہتے ہیں۔ جو دفاع کی اجازت دے۔ آپ نے چچا محمد حنفیہ کو دیا ہے۔ سمجھ گیا ابراہیم سفر کیا مکے کا...... محمد حنفیہ کا نوشتہ لے کر آیا۔ اب ابراہیم ابن مالک اشتر کو احساس ہوا کہ امام نے یہ راستہ اختیار کیوں کیا اور محمد حنفیہ سپر بن گئے۔ آج تک محمد حنفیہ کی شخصیت متنازعہ بن گئی۔ لیکن یہ ہوتی ہے شخصیت کی قربانی...... اپنی شخصیت کو قربان کر دیا محمد حنفیہ نے امام کی مصلحت پر۔ یہ کتنا بڑا کارنامہ...... یہ کتنا بڑا اعزاز ہے کہ محمد حنفیہ کے پاس جب مختار نے عمر سعد کے سر سمیت تیس سر بھیجے ہیں تو محمد حنفیہ نے ان تمام سروں کو چوتھے امام کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

امام نے ان سروں کو دیکھا سجدہ شکر کیا۔ مختار کو دعا دی۔ پروردگار اس مختار کو جزائے خیر دینا تو جو امام کی دعا لے رہا ہو مختار اور جس نے مختار کو اجازت دی ہو یہ ہوتی ہیں شخصیتوں کی قربانیاں۔ امامت کی خاطر...... امامت کی سپر بنے امام۔ ایسے کہانی ختم نہیں ہوئی داستان ختم نہیں ہوئی بارہ اماموں کے دور میں تلاش کر لو ہر جگہ تمہیں ابو طالب کا کردار نظر آئے گا۔ نعرہ حیدری

ہر جگہ تمہیں ایک نہ ایک ابو طالب نظر آئے گا جو اپنی شخصیت قربان کر رہا ہو گا۔ جو اپنا کردار قربان کر رہا ہو گا کہ رسالت بچ جائے۔ مجھ پر جو الزام آتا ہے آجائے امامت محفوظ رہ جائے۔ صلوٰت بھیج دیجئے محمد و آل محمد پر۔ آپ نے دیکھا کہ کس طرح سے محمد حنفیہ سپر بنے، ڈھال بنے اور امام کی خوشی کا کیا عالم ہے منہال ابن امرو ربیع الاوّل پینسٹھ ہجری میں جب قیام شروع ہوا تھا جناب مختار کا یعنی یزید ملعون کے مرنے کے فوراً بعد مروان کا زمانہ بھی چھ ماہ کا ختم ہوا اور اس کے بعد ابتدا میں عبدالملک سلطنت سنبھالنے کے چکر میں اور یہاں کوفے میں موصل اور بصرہ تک جناب مختار کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔ اسی لیے خلق ہوئے تھے کہ یہ قاتلانِ حسین سے بدلہ لیں اور چلے

جائیں۔ جب بتایا منہال نے کہ مختار نے قیام کیا اور چن چن کر قاتلان حسینؑ کو مارا...... جانتے ہیں کتنوں کو مارا......؟ چھیالیس ہزار سے لیکر اڑتالیس ہزار بعض روایات میں چھ ہزار سے لے کر اٹھارہ ہزار یعنی چن چن کر جو بھی واقعہ کربلا کا اس وقت ہیرو زندہ تھا مختار نے اسے زیرو بنا کر چھوڑا۔

ہیرو بنتے تھے، اسلام کے سپاہی بنتے تھے کہ ہم نے یہ کیا، ہم نے یہ کیا پھنس یوں گئے کہ خود ہی اپنے سارے اعتراضات کرنے چلے گئے۔ یہ قدرت کرواتی ہے یہ دلیری نہیں ہے۔ قدرت چاہتی ہے کہ ظالموں کی زبان سے ان کے ظلم محفوظ ہو جائیں تو یہ عدالتیں ختم ہو جائیں گی، جج ختم ہو جائیں گے۔ یہ ملزمان اہل بیت محمدؐ کے قاتلوں کے چاہنے والے جہنم میں پہنچ جائیں گے۔ ان کی نسلیں دھونا چاہیں گی ان کے جرائم کو لیکن دھو نہیں سکیں گی کیوں گواہیاں دیں گی فاعلیں کہ ان میں سے ہر ایک نے اعتراف کیا تھا۔ عورتوں کو مارنے کا...... بچوں کا مارنے کا...... بوڑھوں کو مارنے کا...... ایک ایک جرم کا اعتراف کیا تھا یہ اعتراف کر نہیں رہے...... اللہ ان سے کروا رہا ہے۔

مشیت ان سے یہ اعتراف کروا رہی ہے۔ جیسے حسینؑ کے قاتلوں نے سینہ تان کر اعلان کیا تھا ایک ایک مجرم نے، ہم نے یہ کیا، ہم نے یہ کیا۔ تو مختار کو کوئی مشکل ہی نہ ہوئی ڈھونڈ ڈھونڈ کر مارنے میں، ہاں بس تو کہہ چکا ہے ناں صرف کہہ نہیں چکا بلکہ انعام بھی لے چکا ہے اب وہ انعام بھی لیتا جا اور آپ جانتے ہیں ناں اس ملعون کے لئے کیا بددعا کی تھی حرملہ کے لئے امام نے۔ کیا بدعا کی تھی ابن زیاد کے لئے۔ کہ بار الہا! اسے دنیا میں بھی آگ اور لوہے کا مزا چکھانا اس نے ہمارے گھر جلائے خیمے جلائے۔ اسے دنیا میں بھی آگ اور لوہے کا مزہ چکھانا۔ جب منہال نے خبر دی تو امام نے بے اختیار پوچھا تھا، حرملہ پکڑا گیا؟ حرملہ کا کیا ہوا؟ آپ سوچئے ذرا کہ کیا جرم ہے

اس ملعون کا۔ امام بے چین ہو کر پوچھتے ہیں حرملہ پکڑا گیا یا نہیں۔ آپ دیکھیں معصوم نے حصین ابن نمیر کو پانی پلایا تھا امام نے۔ لیکن عزیز و قاتلان حسین کے لئے امام کی کیا خواہش ہے کہ ان میں سے کوئی بچنا نہیں چاہیے۔ حصین نمیر بھی نہیں بچا وہ بھی واصل جہنم ہوا۔

دیکھیں موقع کی بات ہے مجھے یاد رہ گئی۔ منہال کہتا ہے کہ جب میں کوفے گیا۔ امیر مختار کو میرے آنے کا پتہ چلا۔ امیر مختار چوتھے امام کا صحابی ہے مدینے سے آیا ہے سینے سے بھی لگایا پاس بھی بٹھایا۔ اچانک شور اٹھا کہ حرملہ گرفتار ہو گیا۔ حرملہ کی مشقیں کس کر اسے لایا جا رہا ہے...... حرملہ رسیوں سے باندھ کر لایا جا رہا ہے۔ مجھے امام کی بات یاد آ گئی میں نے مختار سے کہا...... مختار تجھے مبارک ہو۔ امیر مختار کہتا ہے منہال کس بات کی مبارک دے رہا ہے۔ کہا کہ سُن میں امام کی خدمت میں تھا جب امام نے تیرے قیام کا سنا تجھے دعا بھی دی اور بے ساختہ پوچھا تھا حرملہ پکڑا گیا اور سجدہ شکر میں چلا گیا۔ امیر مختار کہتا ہے بار الٰہا تیرا شکر ہے کہ اماموں کی دعا کی قبولیت میرے ذریعے سے ہوئی۔ مشیت ہے ناں امام یہ چاہتا ہے مختار انجام دے رہا ہے یعنی مختار بھی سپر ہے...... محمد حنفیہ بھی سپر ہے...... سلیمان بھی سپر ہے...... ادھر یہ کام چل رہا ہے۔ ادھر امام اپنی تحریک چلا رہے ہیں۔ لہٰذا مختار نے پوچھا، حرملہ سے او حرملہ ملعون تو نے کیا کیا تھا کربلا میں کہ میرا امام تیرے انجام کی خبر سننے کے لیے بے قرار ہے۔ تو نے کیا کیا تھا......؟ حرملہ نظریں جھکائے کھڑا ہے کہتا ہے چھوڑ تجھے جو کرنا ہے کر لے مجھے قتل کر دے، یہ نہ پوچھ کہ میں نے کربلا میں کیا کیا تھا۔ کہا اس کو تعزیانے لگاؤ۔ لوگ اعتراض یہ بھی کرتے ہیں وہ جو جلائی گئی ہیں لاشیں کیا شریعت میں جائز ہے؟ یاد رکھنا کہ شریعت ہی کا حکم ہے کہ انبیاء اور اماموں کے قاتلین کی لاشوں کو دفنایا نہیں جاتا جلا دیا جاتا ہے

زمین قبول نہیں کرتی۔ قانون شریعت یہی ہے مختار نے جو کیا جانتا ہے کہ یہی شریعت ہے۔ نبی اور امام کے قاتلوں کا انجام کیا ہونا چاہیے مختار جانتا ہے۔ لہٰذا مختار نے کہا اس پر تعزیانے برساؤ جب تعزیانے برسنا شروع ہوئے تو کہتا ہے امیر اگر تو مجبور کرتا ہے تو سن جب مجھے حکم پہنچا ابن زیاد کا کہ جتنی جلدی ہو کربلا میں عمر ابن سعد کے لشکر سے مل جا تو میں چھ تیر اپنی ترکش میں لے کر چلا تھا۔ چھ کے چھ کے تیر زہر میں بجھے ہوئے، تین شبھوں والے تیر۔ امیر میرے تین تیر خالی چلے گئے۔ تین تیروں نے بڑا کام دکھایا تھا تین تیر خالی گئے۔ کہتا ہے پہلا تیر میں نے اس وقت چلایا تھا جب عباس حسین کے لشکر کا علمدار مشکیزے میں پانی بھر چکا تھا گھاٹ پر قبضہ کر چکا تھا۔ اب پانی لے کے تیزی سے خیموں کی طرف جا رہا تھا۔ عمر سعد نے مجھے آواز دے کے بلایا اور کہا تھا دیکھ حرملہ پانی خیموں تک نہ پہنچا پائے۔ کوئی ایسا کام کر اپنے زمانے کا معروف تیرانداز تھا حرملہ۔ کہتا ہے میں نے تیر کمان میں جوڑا اگر تیر ماروں تو کہاں ماروں جہاں سے کوئی تیر مارا جاتا تھا عباس مشکیزے پر ایسے چھا گیا تھا کہ ہر تیر عباس کے جسم پر لگتا تھا۔ میں نے طواف کیا عباس کے گھوڑے کا بالکل قریب سے میں نے دیکھا پہلو میں کچھ جگہ نظر آئی جہاں سے مشکیزے کا چمڑا مجھے نظر آیا میں نے اتنا قریب سے تیر مارا کہ تیر مشکیزے کو چھیدتا ہوا عباس کی پسلیوں میں پیوست ہوا۔ او امیر مختار میرا تیر لگنے کے بعد پھر عباس سے سنبھلا نہ گیا تھا میں نے تو یہ سنا کہ عباس اپنے گھوڑے سے کہتا تھا آئے میرے راہوار...... واپس چل...... واپس چل...... پانی بہہ گیا...... اب خیموں کی طرف کہاں جاتا ہے۔ اب تو میرے بازو بھی نہیں کہ میں پھر پانی لانے کی کوشش کروں۔

امیر مختار نے اپنا سر پیٹا تخت سے نیچے گر پڑا، ملعون تجھے اولاد رسول پہ ذرا ترس نہ آیا تھا۔ دوسرے تیر کا حال کہتا ہے امیر تو سن نہ سکے گا اس دوسرے تیر کے حال

سے مجھے معاف کر دے۔ کہا اس پہ تعزیانے برساؤ۔ کوڑے برسنا شروع ہوئے کہتا ہے
سن امیر اگر تو سن سکتا ہے تو سن۔ دوسرا تیر میں نے اس وقت چلایا تھا جب عمر سعد کا لشکر
پسپا ہو گیا تھا۔ حسین کے چھ ماہ کے بچے نے ایسا حملہ کیا تھا کہ عمر سعد کے سپاہیوں نے
تلواریں پھینک دی تھیں منہ پھیر پھیر کر رو رہے تھے۔ اور کچھ تو عمر سعد کے سر پر تلواریں
لے کر پہنچ گئے تھے۔ اس سے کہتے تھے اس بچے کو پانی پلا ورنہ آپس میں تلوار چلے گی۔
ابھی تیرا سر تن سے جدا کریں گے عمر سعد گھبرا گیا تھا۔ مجھے بلایا تھا مجھے حکم دیا تھا حرملہ
اِقطَع کَلَامَ الحُسَین میں نے تیر سہ شعبہ کمان میں جوڑا پس عزاداروں ننھے شیر خوار
شہید کی گردن کا اندازہ کرو اور اس تیر کا اندازہ کرو بس اس نے تیر چلایا کہتا ہے کہ میرا
تیر بچے کی گردن کو چھیدتا ہوا حسین کے بازو میں پیوست ہو گیا تھا۔ معصوم بچہ حسین کے
ہاتھوں پہ منقلب ہو گیا تھا۔ میں نے بس اتنا دیکھا کہ حسین نے اس بچے کے چلو بھر خون
کو لیا تھا اور اپنے منہ پر مل کر کہا تھا نانا اسی حالت سے تیرے سامنے آؤں گا۔ پھر امیر
مختار سر سینہ پیٹتا ہے۔ غش کھا کر گر پڑا مختار...... لوگوں نے سنبھالا پھر ہوش میں آیا اور
ملعون تیسرے تیر کا حال سنا کہتا ہے امیر میرے ٹکڑے کر دے مجھے قتل کر دے۔

تیسرے تیر کا حال نہ سن کہتا ہے تجھے تیسرے تیر کا حال سنانا پڑے گا۔ پھر
کوڑے برسنا شروع ہوئے کہتا ہے۔ تیسرا تیر میں نے اس وقت چلایا تھا جب زہرا کا
لال سینکڑوں زخم کھا کر ذوالجناح پر ڈگمگا رہا تھا۔ عمر سعد نے مجھے حکم دیا حرملہ ایسا کام کر
کہ حسین گھوڑے سے نیچے گر جائے میں نے اپنی ترکش کا آخری تیر کمان میں جوڑا......
ارے تیر ماروں تو کہاں ماروں...... حسین کا سارا جسم تیروں سے چھلنی...... کوئی حصہ نہ تھا
جس میں کوئی تیر پیوست نہ ہو۔ میں نے چکر لگایا اب جو سامنے آیا مجھے سجدے کی جگہ
خالی نظر آئی...... پیشانی خالی نظر آئی...... میں نے سامنے سے آ کر حسین کی پیشانی میں

تیر مارا......میرے تیر کا لگنا تھا...... حسینؑ سے ذوالجناح پر نہ رہا گیا۔

اب سنو! اس نے تیروں کا حال سنا دیا۔ اب یہاں کا واقعہ سنو اس تیر کا پیشانی پہ لگنا تھا......اب ذوالجناح کو یقین ہو گیا کہ اب میرا آقا میری پشت پہ رک نہیں سکے گا...... اب میرا آقا نیچے آرہا ہے جب کچھ بن نہ سکا ذوالجناح سے...... اپنے چاروں پیر چیر دیے ذوالجناح نے...... کہ میرا مولا بلندی سے نیچے آئے تو کم سے کم تکلیف ہو۔

ارے اوعزادارو...... حسینؑ زمین پر کیسے آتا اتنے تیر جسم میں لگے ہوئے تھے کہ حسینؑ کا جسم تیروں پر معلق ہو گیا تھا......ارے حسینؑ کا جسم زمین پر کیسے لگتا کہ جب ذوالجناح سے نیچے آرہا تھا گود میں کھلانے والی ماں چکیاں پیس پیس کر پالنے والی ماں زہرا گود پھیلائے بیٹھی تھی......آ میرے لال حسینؑ آ......میں نے تجھے آج کے دن ہی کے لیے چکیاں پیس پیس کے پالا تھا۔

# مجلس چہارم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ الۡحٰمِدُوۡنَ السّٰٓئِحُوۡنَ الرّٰکِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّاہُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَالۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰہِ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (التوبۃ ۱۱۲)

صلوات بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

صبح ایک بھائی صاحب نے مجھے پرچہ دیا تھا۔ وہ میرے ذہن سے نکل گیا۔ پتہ نہیں وہ یہاں موجود ہیں کہ نہیں۔ ان کا بیٹا 20 مارچ 2005 کو قضائے الٰہی انتقال کر گیا۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ آپ نے ایبٹ روڈ کی مجلس میں فرمایا تھا کہ جب بندہ دعا کرتا ہے تو اللہ اس کے بہت قریب ہوتا ہے۔ میں نے ہر مجلس...... ہر نماز...... ہر زیارت کے ساتھ دعا کی مگر بچہ نہ رہا۔ پوچھنا یہ ہے کیا ماں باپ کے گناہ بچے کے سر ہوتے ہیں یا مرضی الٰہی تھی۔ برائے مہربانی وضاحت فرما دیں۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِی عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یہ آیت میں تلاوت کی تھی۔ یہ میں نے اس لیے پڑھ دیا کہ دعا کا موضوع ہے۔ یہ عقائد کے حصے میں سے ہی ہے۔ آج نہیں تو کل یا پرسوں کی مجلس میں اس پہ بات کریں گے۔ میں نے ان کی تسلی کے لیے یہ سوال پڑھ دیا اطمینان رکھیں انشاء اللہ اس پہ تفصیل سے بات ہوگی۔

محمد ابن اسماعیل جناب اسماعیل جو انتقال فرما گئے تھے چھٹے امام کے بڑے بیٹے جن کا میں نے کل ذکر کیا تھا۔ ان کے صاحبزادے محمد کے کردار پر روشنی ڈالنے کے لیے پوری ایک مجلس چاہیے اور میرا موضوع سے بالکل الگ۔ کیا وہ قتل امام میں شامل تھا......؟ کیا اسی کی لگائی بجھائی کی وجہ سے امام موسیٰ کاظم کو شہید کیا گیا تھا؟

کیونکہ جو وہ ستارے علامہ سید نجم الحسن کراروی صاحب یہی کچھ لکھا ہے۔ تو میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں کہ یہ تاریخی سوال ہے۔ انشاءاللہ اگر زندگی رہی تو جب میں ساتویں امام کی حیات پہ پڑھنے یہاں آؤں گا کچھ مہینوں کے بعد تو اس میں تفصیل پڑھ دوں گا۔ اشارہ صرف کر دینا کافی ہے۔ ہاں ایسا اشارہ ملا ہے کہ یہ دربار سے وابستہ تھا اور ساتویں امامؑ نے اس کی کئی بار سرزنش بھی کی تھی۔ یہ صرف مختلف مفادات کے تحت ہوتا ہے اس لیے میں نے صبح کی مجلس میں بھی عرض کیا تھا کہ ضروری نہیں ہوتا انبیاء کی اولاد میں بھی باغی نکلتے ہیں۔ اماموں کی اولاد میں بھی باغی نکلتے ہیں۔ لیکن احتمال تو اپنی جگہ موجود ہے۔ یہ موضوع علامہ نجم الحسن صاحب نے نہ بھی لکھا ہو اور علماء نے بھی اس شخص کے بارے میں لکھا ہے۔ بہرحال امام نے کئی بار سرزنش کی تھی اس کی۔

دوسری بات یہ کہ یہ قتل کی سازش کر رہے ہیں یا نہیں آپ کو کہہ سکتا قتل کی سازش میں شریک نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ امام کی مخالفت ہی کافی ہوتی ہے۔ جو امام کی مخالفت کرتا ہے وہ قتل کی سازش میں شریک ہو یا نہ ہو جو امام کو نہیں مانتا ضروری نہیں کہ وہ امام کے قتل کی سازش میں شریک ہو جائے۔ جو امام کے مقام کا قائل نہیں وہ ویسے ہی قاتل ہوتا ہے چاہے قتل میں شریک ہو یا نہ ہو۔

یہ تو طے ہے کہ جو بھی امام کی مخالفت کرے گا چاہے وہ کوئی بھی ہو وہ

ہمارے لئے کیا شمار ہوگا مخالف نہیں شمار ہوگا۔ یہ میں سمجھ رہا ہوں کہ یہ سوال کیوں پیدا ہوا ہے۔ وہ جو کل میں نے بات کی تھی کہ ہر جگہ ایک ابو طالب ہے تو ساتویں امام کے بھی جو ابو طالب ہیں میں ان کا بھی ذکر کر دوں گا۔ بس یہاں یہ ایک اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یاد رکھئے گا سب سے زیادہ جو سپر بنے ہیں آئمہ طاہرین کی وہ اولاد امام حسن بنی ہے۔ جن کو آپ طباطبائی سادات کہتے ہیں۔ سب سے زیادہ جنہوں نے قربانی دی ہے یعنی الجھا کے رکھا بنو امیہ کو بھی اور بنو عباس کو بھی الجھا کے رکھا۔ صرف اسی لیے الجھا کے رکھا کہ امام اپنا کار رسالت انجام دیتا رہے۔ دین کو پھیلاتا چلا جائے۔ سمجھ میں آتا، بڑے اچھے پڑھے لکھے لوگوں کی کتابیں پڑھی اور انہوں نے جتنے بھی قیام تھے، اولاد امام حسن علیہ السلام کے، ان سب کو باطل قرار دیا کیونکہ امام کی تائید نہیں۔ بھائی یہ مسئلہ نہیں تھا۔ مسئلہ یہ تھا کہ دین کو پھیلایا کیسے جائے۔ امام پر اتنی پابندیاں...... لہٰذا سب کی توجہ رہتی تھی طباطبائی سادات پر...... یعنی امام حسن کی اولاد پر کہ اولاد امام حسن علیہ السلام کی سیاسی تحریکیں...... وہ ایک الگ موضوع ہے۔ کتنا ان کا خیال ہے کہ وہ سپر بنتے تھے...... وہ ڈھال بنتے تھے۔ وہ جو کل بھی بتایا ہے یہ ذہن میں رکھئے گا کہ جو بات میں نے کل کی ہے۔ تو یونہی آپ کو خوش کرنے کے لیے نہیں کی تھی۔ ایک ایک امام پر بات کر سکتا ہوں کہ ابو طالبؑ کا کردار صرف رسولؐ کے لئے نہیں تھا بلکہ بارھویں امام تک...... ہر امام کے لئے ایک نہ ایک ابو طالب ہوتا تھا۔ جو اپنے کردار کی قربانی دے کر امامت کو بچا لیا کرتا تھا۔ اپنی شخصیت کو قربان کر کے رسالت کو بچا لیا کرتا تھا۔

یہ جو میں نے بات کی اور سوال اسی کا تھا مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ سوال بھی اسی موضوع کے مطابق آتا۔ موضوع کے مطابق سوال کریں گے تو مجھے بھی بات کرنے

کا لطف آئے گا۔ کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ سوال ہی انسان کو لاجواب کر دیتا ہے۔ انسان مزید مطالعہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ آپ بھی پڑھ کر آئیں تاکہ میں بھی زیادہ مجبور ہو جاؤں تاکہ اور زیادہ پڑھوں یا پڑھنے والے جیسے پہلے ہوتا تھا کہ میاں ذرا سنبھل کے بات کیجئے گا نیچے مجمع زیادہ پڑھا لکھا بیٹھا ہے۔ تو پڑھنے والوں کو تھوڑی سی مشکل ضرور ہو جائے گی۔ لیکن معیار بڑھ جائے گا سننے والوں کی سماعت کا۔ تو پڑھنے والا خود احتیاط سے آیا کرے گا کہ بھائی مجمع عام مجمع نہیں ہے پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ یہ بھی پڑھ لکھ کر آئے ہیں۔ ایسے نہیں کہ میں ہوا میں بات کرتا چلا جاؤں۔ تو میں نے اپنے بھائی کی تسلی کے لئے اتنی سی بات عرض کر دی۔ لہٰذا ان تاریخوں میں جب آؤں گا زندگی رہی تو تفصیل سے ان پر بات کریں گے۔ صلوٰت پڑھیے محمد و آل محمد پر۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی مَنَّ عَلَیْنَا نَبِیِّهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ دُوْنَ اُمَمِ الْمَاضِیَةِ وَالْقُرُوْنِ الصَّالِحَةِ بِالْقُدرَةِ وَحد۔ (صحیفہ کاملہ دعا نمبر۲)

یہ دعا کا التباس شروع میں ہم نے چند جملے پڑھے جو کل میں نے وعدہ کیا تھا۔ آپ سے اس دعا کو کل اس لیے نہیں چھیڑا تھا کہ تفصیل سے بات کریں۔ اب دیکھئے یہ دوسری دعا ہے صحیفہ کاملہ کی۔ دعا نہیں ہے اس میں صرف درود ہے۔ لیکن امام نے اپنا اعجاز دکھایا ہے؟ تاریخ بتا رہی ہے کہ لوگوں کو سمجھاتا ہے کہ اسلام پھیلا کیسے؟ بتایا کیسے جائے امام درس نہیں دے سکتا۔ امام مجلس نہیں کر سکتا...... امام کے لئے نشست کا اہتمام نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پابندی ہے۔ لیکن دعا پر پابندی نہیں ہے...... درود پر پابندی نہیں ہے۔

اب آپ دیکھئے بظاہر دوسری دعا صرف درود ہے اور یہ وہ درود ہے جس

کے بارے میں صحیفہ کاملہ کے شارحین نے یہ لکھا کہ چوتھا امام ہر دعا سے پہلے یہ درود پڑھتا تھا۔ اچھا یہ درود اتنا لمبا ہے کہ پڑھتے چلے جاؤ خود دعا ہے۔ کیا ہوا بات صرف اتنی کہ بظاہر امام درود پڑھ رہا ہے۔ درود کے آڑ میں درود کے بہانے سے سب سننے والوں کو یہ بتا رہا ہے کہ اسلام پھیلا کیسے؟ اسلام پھیلایا کس نے؟

میں نے آپ کو بتا دیا وہ دور کون سا دور ہے کہ جب وہ اسلام پیش کیا جا رہا ہے جو ہمارا اسلام ہے۔ بنو امیہ بس اس اسلام کے حامی ہیں۔ باقی کسی اسلام سے انہیں دلچسپی نہیں۔ بنی ہاشم کا ذکر نہ ہو...... رسول کے فضائل بیان نہ ہوں...... اہل بیت کے فضائل نہ ہوں...... بدر بیان نہ ہو...... احد بیان نہ ہو...... خیبر بیان نہ ہو...... خندق بیان نہ ہو...... مباہلہ بیان نہ ہو...... غدیر بیان نہ ہو...... ذوالعشیرہ بیان نہ ہو...... کوئی چیز بیان نہ ہو۔ اب امام کی ذمہ داری کیا ہے؟ امام سے حاکم مطمئن ہو چکے۔ حاکم کیوں مطمئن ہو گئے؟ حاکم اس لئے مطمئن ہو گئے جانتے ہیں کہ یہ امام مجلت نشین ہے یعنی گوشہ نشین ہے...... یعنی تنہائی پسند ہے......ادھر علویوں کی تحریکیں چل رہی ہیں۔ لہٰذا سب کی توجہ ادھر ہے۔ امام کی طرف توجہ نہیں ہے۔ امام کیا کر رہے ہیں ان کو ادھر الجھا کے عام لوگوں کو یہ بتا رہے ہیں کہ اسلام کی تاریخ کیا ہے۔ اسلام پھیلا کیسے ہے۔ رسول نے کارنامہ کیا انجام دیا۔ اہل بیت کا مقام کیا ہے۔ صرف دعا ہے محض درود ہر دعا سے پہلے امام یہ درود پڑھتا ہے۔ یہ دردد اتنا لمبا ہے کہ آپ دیکھئے گا تو درود میں یہ کیا کیا صفت بیان کرتے ہیں۔

میں نے یہ کہا کس کا تعارف کرانے کیلئے آپ سے فلاں عالم مثلاً اب بھی اس عالم کی صفات بیان کرنا شروع کروں تو وہ عالم جس نے یہ کیا بیان کرتا چلا جاؤں تو یہ سب کیا کہلائے گی؟ یہ سب اس کی صفت اس کا حال اس کی تمیز کہلائے گی۔ یعنی

ایک عالم کا نام لیا میں نے فلاں آیت اللہ مثلاً آیت اللہ شیرازی جو یہ تھے، جو وہ تھے اب بہانہ سے صرف میں تعارف کر رہا ہوں۔ پوری تاریخ بتا رہا ہوں آپ کی بظاہر لوگ یہی سمجھ رہے ہیں امام درود پڑھ رہا ہے اور درود پڑھنے پہ ظاہر ہے کہ اس وقت تک بھی کوئی پابندی نہیں تھی۔ سبھی جانتے تھے کہ اس وقت بھی درود کے بغیر نماز تو مکمل نہیں ہو سکتی تھی۔ تو درود تو ہر ایک کے لیے قابل قبول تھا۔ اب یہ امام کا کارنامہ تھا کہ درود کو اتنا طویل کر دیتے تھے۔ اب سمجھ میں آئی بات کہ جو دوسری دعا ہے..... صرف درود ہے..... صرف درود۔ بس یہ تھا شروع میں کہ ساری حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم پر احسان کیا..... ہم پر منت گزاری اپنے نبی محمد کے ذریعے سے..... ایسا پیغمبر کہ اس سے پہلے اللہ نے کسی امت پر احسان نہیں کیا..... ایسا نبی نہیں بھیجا..... ایسا رسول نہیں بھیجا..... جو ہمیں بھیجا۔ اپنی قدرت کے ذریعے سے..... وہ قدرت جو کسی چیز کے سامنے عاجز نہیں۔ اس قدرت کے ذریعے سے ہم پر احسان کیا۔ وہ رسول بھیجا جو اس سے کسی قوم پر یہ احسان نہیں کیا تھا یعنی رسول کے قول لوگوں کو یاد دلایا کوہ فاران پر۔ جو رسول نے اعلان کیا تھا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے لشکر ہے تو مان جاؤ گے؟ کہا کہ ہاں مانیں گے کیونکہ کبھی آپ سے کذب بیانی نہیں تو کہا سنو! میں تمہارے لئے وہ چیز لایا ہوں جو مجھ سے پہلے کوئی نبی..... کوئی پیغمبر..... کوئی رسول اپنی قوم کے لئے نہیں لایا۔

لہٰذا شروع اپنے جد کے اس اعلان سے کیا کہ اس اللہ کی حمد جس نے محمدؐ کو رسول بنا کر مبعوث کیا اور ہمیں گواہ بنایا۔ ہمیں وہ امت قرار دیا کہ جسے سب لوگوں پر گواہ بنایا قرآن کی آیت یاد دلائی کہ رسول کا مقام سمجھ لینا۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ۔ تاکہ اللہ نے تمہیں امت وسط بنایا، تاکہ تم کو لوگوں پر

گواہ بنا دے۔ اللہ نے تمہیں پہلے اس امت مسلمہ کا مقام بتایا کہ تمہارا مقام یہ ہے۔جتنی بھی قومیں ہیں...... جتنے بھی انسان ہیں ان سب پر تمہیں گواہ بنایا۔

وَالرَّسُولَ شُهَدَاءَ عَلَيْكُمْ وَالرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا اور رسول کوتم پر گواہ بنا کر بھیجا یعنی رسول کا مقام بھی بتایا......تمہارا مقام بھی بتایا کہ یہ رسول کوئی معمولی رسول نہیں ۔ پہلے اپنے مقام کو سمجھو۔ یہ مولا کی دعا کا حصہ ہے،تم پورے انسانوں پر گواہ ہواور رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا گیا۔صلوٰت بھیجیں محمد وآل محمد پر۔

کون رسول؟ ابھی آغاز کیا وہ رسول کہ جو سیر وسعادت کی کنجی ہے۔ وہ رسول جو تمام خوبیوں کا پیشوا ہے...... وہ رسول جو تمام انبیاء کا سردار ہے...... وہ رسول جس نے اللہ کے دین کی تبلیغ کرنے کے راستے میں ہر مشکل کو سر کیا...... وہ رسول جس نے اللہ کا پیغام پہنچانے میں اپنوں کی دشمنی مول لی...... وہ رسول جس نے اللہ کے دین کو پھیلانے میں اپنوں کو دور کر دیا دور والوں کو نزدیک کر لیا...... وہ رسول جس نے اسلام پھیلانے کے لیے اپنی ہی قوم اور قبیلوں کے لوگوں سے جنگ کی...... وہ رسول جس نے یہ دیکھا کہ اگر اللہ کا مخالف ہے میرا خون بھی ہے تو اللہ کے رسول نے اس سے رشتہ ناطہ توڑ لیا۔

کعبہ میں امام تاریخ بتا رہا ہے۔ بتا رہا ہے وہ رسول ہے جس نے خاندان نہیں دیکھا۔ابولہب چچا ہے ناں۔ چچا ہونے کے باوجود یا قوم قریش آخر ایک ہی رسول کی اولاد ہیں...... اولاد ابراہیم ہیں...... اپنی قوم قبیلے سے دشمنی لے لی۔ رسول کی اولاد ہیں...... اولاد ابراہیم ہیں اپنی قوم قبیلے سے دشمنی لے لی رسول نے۔ یہ دیکھا کہ جو اللہ کے معاملے میں مخالفت کرتا ہے چاہے وہ میری قوم کا ہو، رسول نے اس سے دوری اختیار کی۔ اور جس نے اللہ کے معاملے میں رسولؐ کا ساتھ دیا وہ چاہے دوسری ہی قوم کا

کیوں نہیں تھا رسولؐ نے اپنے پاس بلا لیا..... معیار بنایا کہ حُبُّ لِلّٰه وَبُغضُ لِلّٰه معصوم بتا رہے ہیں کہ رسول ہے..... ہم اس کی عترت ہیں..... ہم اس کی آل ہیں تو جو بار بار اب یہ درود چل رہا ہے..... درود کی رحمت بھیج ان پر اور اس کی آل پر جو تیری وحی کے امانت دار ہیں۔

آل کا ساتھ ہے ذکر درود بھیج..... رحمتیں بھیج محمد اور ان کی آل پر۔ جو تیری وحی کے امانت دار ہیں..... تیرے دین کے محافظ ہیں..... وہ رسول کہ جس نے نہیں اسلام کی دعوت کے وقت کہ کون اس کا اپنا ہے کون پرایا ہے..... وہ رسول جس نے اپنے سونے کی جگہ کو خدا حافظ کر دیا یعنی سونے کی جگہ کو الوداع کہہ دیا۔ آپ جانتے ہیں ناں کہ سونے کی جگہ سے کیا مراد ہے؟ یہ بھی ایک محاورے کی زبان ہے کہ جہاں انسان رہنے کا عادی ہو جیسے ہی نئی جگہ پر جاتا ہے اس کو نیند نہیں آتی ۔اپنے بستر کو پہچانتا ہے..... اپنے تکیے کو پہچانتا ہے۔ عموماً لوگوں کو یہ مسئلے پیش آتے ہیں۔ وہ رسول جس نے اپنے آرام کو الوداع کہا..... جس نے اپنی مرضی سے ہجرت کا راستہ اختیار کیا..... جس نے اپنی مرضی سے اللہ کی خاطر وطن کو خیر باد کہہ دیا یعنی ہجرت کے واقعے کی طرف صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

دیکھئے کہ جیسے میں آپ سے عرض کرتا چلا جا رہا ہوں کہ ان چیزوں کو...... نقات کو بیان کرنا کیوں ضروری ہے۔ اب دیکھئے صرف درود ہے بظاہر صرف درود ہے۔ لیکن درود میں امام کیا کام کر رہے ہیں؟ لوگوں کو یاد دلا رہے ہیں۔ وہ جو مجمع اکٹھا ہو گیا انہیں بتا رہے ہیں کہ کیسے پھیلا دین؟ ایسے پھیلا ہجرت کی اپنے وطن کو چھوڑا اپنی مرضی سے یعنی جبر نہیں تھا رسول چاہتا تو رُک سکتا تھا۔ لیکن اللہ کی خاطر اللہ کے دین کی خاطر وطن کو چھوڑا..... اپنے پیاروں کو چھوڑا..... اپنے یگانوں کو چھوڑا اور بیگانوں کو اپنا لیا یعنی

دوسری جگہ جنہوں نے دعوت کو قبول کرلیا۔ رسول نے ان کو اپنا لیا وطن چھوڑا اور جو عزم کیا تھا...... وعدہ کیا تھا اس وعدے کو پورا کیا۔ اتنی طاقت بخشی دین کو کہ اس زمانے کے کفر پر دین غالب آ گیا۔ بدر و اُحد کی طرف اشارہ کیا اپنوں سے جنگ کی...... اپنے قوم قبیلے سے جنگ کی...... اکثر متوجہ ہو رہے ہیں...... تشریح بھی طلب کرتے ہوئے کہ کب ایسے ہوا...... بتایا بدر میں ہوا...... بدر اُحد کی طرف اشارہ کیا۔ یہ جنگیں اپنوں سے ہوئیں رسول کی۔ لیکن کیوں ہوئیں، اس لئے ہوئیں کہ دین غالب آ جائے۔ وہ وعدہ کیا تھا رسول نے اس وعدے کو پورا کیا۔ مسلمانوں سے اطمینان رکھو اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ پورا ہونے والا ہے اور پھر دشمن کے گھر میں جا کر تاریخ پڑھ رہے ہیں۔ امام اور درود ہے...... یہ درود چل رہا ہے اس وقت درود میں بتا رہے ہیں کہ وہ محمد جس نے یہ کیا...... جس نے یہ کیا اب سن رہے ہیں پوری تاریخ اور اس وعدے کو پورا کیا۔ دشمن کو اس کے گھر میں جا کر ذلیل و رسوا کر دیا یعنی فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔ کسی بھی مقام پر اللہ کے رسول نے پشت نہیں دکھائی...... کسی بھی مقام اللہ کے رسول نے کمزوری اور ضعف کا اظہار نہیں کیا۔ دین کے معاملے میں کیسے ہی مرحلے پر انسان ہو خدا کا رسول ان تمام مراحل کو طے کرتا چلا گیا۔

دوسری دعا میں صرف اسلام کی تاریخ یہاں تک کہ اپنے وعدے کو پورا کیا رسول نے۔ اللہ نے اپنے حبیب کو اپنے پاس بلا لیا صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

بظاہر یہ صرف دعا ہے۔ لیکن لوگوں کو امام تاریخ بتا رہا ہے...... ہمیں بھی طریقہ بتا رہا ہے کہ جب ایسا ماحول آ جائے تو صفت کی صورت میں ہر چیز کو بیان کرتے چلے جاؤ۔ کتاب نہیں لکھ سکتا امام...... مدرسہ نہیں بنا سکتا امام...... اسکول نہیں بنا سکتا...... لہٰذا ہر دعا ماں باپ کے حقوق کی دعا۔ ظالموں کے خلاف دعائیں دعا کر رہے ہیں۔

بظاہر ظالموں کے خلاف لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ ایسے دعا مانگو اور اس میں فلاں ابن فلاں نام بھی لیتے ہیں۔ پروردگار اس نے جو مجھے اذیتیں دی ہیں فلاں ابن فلاں نے جو مجھے اذیتیں دی ہیں اس کا تو حساب کرنے والا ہے۔

مومنین کو بتا رہا ہے کہ سرحدوں کی حفاظت کی دعا۔ اس زمانے میں بنوامیہ کا دور...... اُمیوں کا دور ہے۔ لیکن ایک اصول امام نے دیا کہ دیکھو حاکم ظالم ہوسکتا ہے...... حاکم کی مخالفت ہوسکتی ہے۔ لیکن یاد رکھنا اسلامی سرحدوں کی مخالفت نہیں ہو سکتی۔ اسلامی سرحدوں اور حاکم وقت میں ہمیشہ فرق ہوتا ہے۔ اگر آپ میری مجالس سماعت فرمارہے ہیں تو آپ کو یہ فرق نظر آیا تو ہوگا کہ میں ملک اور حاکم کو الگ الگ رکھتا ہوں۔ ملک ہمارا ہے۔ حاکم آتے جاتے رہتے ہیں صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

سرحدیں اسلام سرحدوں کا دفاع سب پر فرض ہوتا ہے۔ کوئی بھی ہو لہٰذا اس زمانے میں بھی سرحدوں کی حفاظت کی بات آتی تھی تو امامؑ اپنے چاہنے والوں کو حکم دیتے تھے کہ اسلامی سرحدیں کون سی کہلاتی ہیں۔ جہاں مسلمان رہتے ہوں...... جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو۔ اسی لیے تو میں کبھی دعا میں فراموش نہیں کرتا، اپنی دعا میں اس ملک کو۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حب الوطنی کو خود رسول نے ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔ صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر اپنے بچوں کو بھی یہی تعلیم دینا چاہتا ہوں۔ ویسے تو جب جوان ہوں گے پتہ نہیں جغرافیہ کے نقشے کیا ہوں گے؟ لیکن بہرحال بتانا اپنا فریضہ سمجھتا ہوں کہ حاکموں کی بھی مخالفت ہوسکتی ہے۔ لیکن ملک کی مخالفت دین میں جائے گی۔ کیونکہ سرحدیں اسلامی ہیں ان سرحدوں کا نقصان پورے اسلام کا نقصان کہلاتا ہے۔ حاکموں کا نقصان نہیں صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

لہٰذا امام سرحدوں کے لئے دعا کرتے...... سپاہیوں کے لیے دعا کرتے

ہیں...... فوجیوں کے لئے دعا کرتے ہیں کہ بار الٰہا ان کو حوصلہ دے۔ قلیل ہونے کے باوجود ان کو اتنا طاقتور بنا دے کہ دشمن پر ان کی ہیبت بٹھا دے...... دشمن کے دلوں پر ان کا خوف بٹھا دے اَللّٰھُمَّ اَشْغِلِ الْمُشْرِکِیْنَ بِالْمُشْرِکِیْنَ اے بار الٰہا ہماری اس طرح سے مدد کر کہ کافروں کو کافروں سے...... ظالموں کو ظالموں سے...... مشرکوں کو مشرکوں سے ٹکرا دے۔ یعنی ان کو آپس میں ٹکرا تو کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے جب ہماری سمجھ میں نہیں آتا...... تو وہی چوتھے امام کی دعا سامنے آجاتی ہے کہ کس طرح ظالم ظالم سے ٹکرا جایا کرتا ہے یہ دعا ہے امام کی۔ صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دعا کے جملے تھے۔ تھوڑا سا آپ کو خشک لگا ہوگا اب بات کو میں آگے بڑھاتا ہوں اب نتیجہ نکال کے جو میں دے رہا ہوں دیکھئے گا۔ ایک بار اور صلوٰت بھیجیں محمد وآل محمد پر......

آپ نے دیکھا کہ معصوم کی دعا بار الٰہا انہیں آپس میں لڑا دے۔ کیونکہ اس وقت بھی ایسا ہی تھا ناں اہل بیت کمزور کر دیے گئے تھے۔ اہل بیت کے چاہنے والے اتنے کمزور کر دیے گئے تھے کہ چن چن کر انہیں مارا جاتا تھا۔ آج ایک دو کا ذکر کروں گا امام کے صحابیوں کا کہ انہوں نے مناظرے کیے۔ مناظرے کسے کہتے ہیں؟ وہ بھی بتا دوں گا۔ لوگ یہی فریاد لے کر آتے تھے کہ مولا کب تک...... اور مولا کوئی جواب نہیں دیتے تھے۔ دعاؤں کے ذریعے سے بتاتے تھے کہ دیکھو ابھی کیا ہونے والا ہے۔ لہٰذا امام کی یہ دعا موجود ہے کہ بار الٰہا ظالموں کو ظالموں سے ٹکرا دے۔

تاریخی بات آپ کو بتانے جا رہا ہوں کہ امام کو زہر دیا ولید ابن عبدالملک نے بس وہیں سے بنو امیہ کا زوال شروع ہو گیا۔ عباسی وہ بھی دشمن ہیں ناں دوست تو نہیں ہیں اہل بیت کے، عباسیوں اور امویوں نے کس طرح ایک دوسرے کا خون بہایا اتنا بہایا یوں سمجھ لیجئے کہ اگر ایک اور بیس کی تناسب رکھیں کہ اگر ایک شیعہ قتل ہوا تھا تو جب

یہ آپس میں لڑ رہے ہیں تو ایک دوسرے کے انہوں نے بیس بیس مارے اب وہ جو تاریخی نقطہ بیان کرنا چاہ رہا ہوں آپ کو کہ ولید کا، جو میں نے ذکر کیا کہ ولید ملعون نے امام کو زہر دیا، امام شہید ہو گئے۔ اس کے بعد وہ بھی مر گیا، وہ بھی واصل جہنم ہو گیا۔ اس کے بعد سے ہی بنوامیہ کا زوال شروع ہو گیا۔ پینتیس سال امام سپر بنا رہا۔

اب سنئے عبدالملک ابن مروان کتنا ہوشیار تھا۔ تھا تو وہ بھی بہت بڑا ملعون لیکن ہوشیار بہت تھا۔ جب اس نے حجاج کو عراق کا گورنر بنایا تو حجاج نے خط لکھا کہ تیری حکومت کے لیے سب سے بڑا خطرہ علیؑ ابن حسینؑ ہے۔ یہ جو بغض رکھتا تھا اہل بیتؑ کے بارے میں شاید میں آپ کو کبھی کسی مجلس میں اس کا شجرہ نسب بھی بیان کر چکا ہوں کہ اس کی ماں کون تھی اور یہ خود کون تھا بتا چکا ہوں۔ اور پھر اگر کبھی موقع ملا تو پھر تفصیل سے بتا دوں گا۔

اس نے خط لکھا، یہ بغض رکھتا تھا۔ یزید نے بھی یہی کیا تھا کہ اس نے مسلم بن عقبہ کو خط لکھ دیا تھا کہ خبردار سب کو چھیڑنا علیؑ ابن حسینؑ کو نہ چھیڑنا...... اسے کوئی اذیت نہ ہو علیؑ ابن حسینؑ کو۔ عبدالملک کو خط لکھا حجاج نے کہ جب تک علی ابن حسین زندہ ہے تیری حکومت کو خطرہ لاحق ہے۔ تو مجھے اتنی اجازت دے دے کہ میں اس کی گرفت کر لوں اسے قتل کر ڈالوں۔ عبدالملک کا خط تاریخ میں موجود ہے۔ اس نے حجاج کو خط لکھا خبردار یہ کام نہ کرنا۔ کبھی بھی یہ کام نہ کرنا تجھے نہیں معلوم کہ جس نے بھی ہاشمیوں کے خون سے ہاتھ رنگے اس کی حکومت کو دوام نہ مل سکا۔ تو نے دیکھا نہیں کہ آل سفیان نے حسین کو قتل کیا ان کے بعد ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ یزید کے بعد تو پھر اس کا بیٹا بھی تخت چھوڑ کر چلا گیا۔ کہا تجھے نہیں معلوم کہ اگر ہاشمیوں کے خون سے ہاتھ رنگے گا تو یاد رکھ جس نے ہاشمیوں کے خون سے ہاتھ رنگا اس کی حکومت کو دوام نہیں ہوتا۔ یہ وہ

بات ہے جو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں کہ آل سفیان نے اہل بیت کو اذیتیں دیں...... مصیبتوں کے پہاڑ توڑے...... ان کی حکومت ختم ہوگئی۔

لہٰذا اتنا وہ بھی سمجھتا تھا آج تک ہم بھی یہی سمجھانا چاہتے ہیں کہ ہم پر ظلم ہو سکتا ہے لیکن قدرت کا قانون یاد رکھنا کہ جس نے بھی اہل بیت کو یا اہل بیت کے چاہنے والوں کو اذیتیں دیں یا ان کو اذیتیں دینے والوں کا آلہ کار بنا ان کی حکومتوں کو دوام نہیں ہوتا۔ ماضی میں بھی دیکھ چکے ہو تم اور ہمسائے میں بھی دیکھ لیا۔ جب اہل بیت پر ظلم ہوگا وہ حکومتیں بنتی نہیں۔ کیوں کہ مولا کا قول ہے کہ کفر سے حکومت چل سکتی ہے ظلم سے حکومت نہیں چل سکتی۔ تو عبدالملک اتنا ہوشیار تھا اور سب سے زیادہ حکومت بھی اس ملعون کی رہی۔ پینسٹھ ہجری سے چھیاسی ہجری تک۔ خبردار یہ نہ کرنا۔ اگر تو نے یہ اقدام کیا تو حکومت ختم ہو جائے گی۔ ہوا بھی یہی ولید نے یہ کام انجام دیا ختم ہو گیا۔

وہ تو امام ہے اپنے امام کے جانثار کا بتاتا ہوں آپ کو کمال سعید ابن زبیر مشہور صحابی ہے چوتھے امام کا۔ جسے حجاج نے قتل کیا اور قتل کرنے والوں کی فہرست میں یہ آخری قتل تھا حجاج کا۔ جو اس نے کیا، اپنے مرنے سے پہلے سعید ابن زبیر پہلے چھپتے رہے کیونکہ ان کی تلاش جاری تھی۔ آخر یہ مکے سے گرفتار ہو گیا۔ آخری عمر میں جب ان کو پکڑ کر لایا گیا۔ یہ چوتھے امام کا وہ صحابی ہے جس کے بارے میں پانچویں امام نے فرمایا تھا کہ میرا بابا سب سے زیادہ جس صحابی کو عزیز رکھتا تھا وہ سعید تھا۔ یہ صحابہ کا بھی ذکر آنا چاہیے۔ انصار کے وہ لوگ جنہوں نے جانیں قربان کیں معصومؑ کے حکم پر یا معصومؑ کی محبت میں ان کا ذکر بھی ساتھ ساتھ چلتے رہنا چاہیے۔ کچھ تو یاد رہ جائے بچوں کو۔

اور بھی کردار تھے۔ جیسے بہتر تھے ناں کربلا میں...... یہ درست ہے کہ بہتر کسی

کو نہیں ملے لیکن ہاں فضل ابن شاذان جیسے سعید ابن زبیر جیسے ہر امام کے ساتھ دو چار ایسے جانثار ہوتے تھے اگر نہ ہوتے تو دیکھئے بارہواں امام بھی غیبت میں گیا چار ایسے افراد تھے کہ اپنا نائب اس وقت بھی بنا کر گیا۔ صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

سعید ابن زبیر گرفتار ہو گیا جب گرفتار ہو گیا تو خوف نکال دیا جو سپاہی پکڑ کرے جا رہے ہیں انہوں نے جب تقویٰ اور عبادت کا یہ عالم دیکھا ایک سپاہی صبح اٹھ کے کہتا ہے سعید جہاں مرضی چلے جاؤ میں نے خواب میں دیکھا ہے خدا کی قسم میں آپ کے خون سے بری ہوں۔ میں تمہیں شہید ہوتا دیکھ رہا ہوں میں نہیں چاہتا تمہارے خون میں شرکت کروں، سعید مسکرایا اور اگر تو نے دیکھ ہی لیا تو اب میں کہاں سے بچوں گا، میری ماں نے میرا نام سعید ایسے تھوڑی ہی رکھ دیا۔ سعید کا مطلب جانتے ہیں آپ؟ سعادت مند جس کو سعادت ملے تو میری ماں نے میرا نام کچھ سوچ کے ہی تو سعید رکھا ہو گا۔ میرے باپ نے میرا نام کچھ سوچ کے ہی تو سعید رکھا ہو گا لہٰذا اگر تو نے دیکھ ہی لیا ہے تو پھر کیوں بھگا رہا ہے۔ کہا نہیں میں شریک نہیں ہونا چاہتا۔ کہا اب میں ذمہ دار نہیں ہوں اور سعید نے اسے کہا تو میرے خون میں شریک نہیں ہے میں نے تجھے معاف کیا۔ تو ایک سپاہی ہے معاف کر دیا۔

حجاج کے سامنے لائے گئے وہی قنبر والا انداز، اب یہ صحابی ہے علیؑ نہیں ہے۔ یہ تابعین میں سے ہے یہ صحابہ کے تابعین میں سے ہے۔ مولاؑ کو ضرور دیکھا ہے..... مولائے کائنات کو یعنی بچپن میں دیکھا ہے۔ قنبر کی طرح زندگی نہیں گذاری علیؑ کے ساتھ۔ سعید نے اس علیؑ کے ساتھ زندگی گذاری جناب علیؑ ابن حسینؑ چوتھے امام کا صحابی ہے۔ لہٰذا جب گرفتار کر لئے گئے اب سینہ تان کر کھڑے ہیں۔ حکم دیا کہ امیر کے سامنے سر جھکا وہی قنبر کے لہجے میں سعید کہتا ہے میں تو کسی امیر کو نہیں جانتا میری

گردن میں صرف زین العابدین کی امارت کا طوق ہے...... بیعت کا طوق ہے میں کسی اور امیر کونہیں جانتا۔ جب گرفتار ہو گئے تو اب کیسے ڈرنا۔ یاد رکھو جب دشمن سے سامنا ہو جائے تو پھر دشمن کو پیٹھ نہیں دکھاتے...... دشمن کے سامنے بزدلی کا اظہار نہیں کرتے۔ عزادارو اس پیغام کو یاد رکھنا۔ کبھی خوف کا اظہار دشمن پر نہیں کرتے۔ ہر ایک کا کردار یہی ہے۔ مسلم ابن عقیل اپنے آپ کو چھپاتا رہا۔

لیکن جب دشمن نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اب مسلم نے تلوار نکالی مومنہ سے کہا مومنہ اب ہٹ جا۔ اب یہ نہیں ہوسکتا کہ یہ باطل کے ہی ہاشمی کو للکاریں اور ہاشمی چھپ جائے۔ اب میری موت قریب آ گئی میں اب ان کو بتاؤں گا کہ ہاشمی کس طرح لڑ کر جان دیا کرتے ہیں۔ صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

تو جب سر پہ آ گئی تو اب کیسا خوف......؟ لہٰذا اب معلوم ہے سعید کو کہ شہید ہونا ہے۔ کہا کسی امیر کو نہیں جانتا...... میرا امیر ایک ہے اس کی بیعت کا طوق میرے گلے میں ہے اور وہ میرا امام ہے۔ چوتھا امام نام کیا ہے تیرا؟ سعید ابن زبیر اور کہتا ہے نہیں تیرا نام شقی ہونا چاہئے تھا۔ سعید کہتا ہے میرا باپ زیادہ بہتر جانتا تھا کہ میرا نام کیا رکھے۔ میرے ماں باپ بہتر جانتے تھے کہ انہوں نے میرا نام یہ کیوں رکھا ہے۔ تجھ سے زیادہ بہتر طریقے سے جانتے تھے۔ کہا میں تجھے جہنم میں بھیج دوں گا۔ کہتا ہے اگر مجھے یقین ہوتا کہ جہنم میں بھیجنا تیرا کام ہے میں تیری عبادت کرتا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ جہنم میں تو بھیجتا ہے۔ تیرا اختیار ہے، تو میں تیری عبادت کرتا تیری پرستش کرتا۔ لیکن افسوس یہ تیرا اختیار نہیں ہے کہ تو لوگوں کو جنت اور جہنم میں بھیجا کرے۔ نہ تیرے کہنے سے کوئی جنت میں جا سکتا ہے نہ جہنم میں۔ بلکہ تو تو اپنی فکر کر کہ تیرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ یہ جواب دیتا ہے سعید حجاج جیسے سفاک کو تلملا گیا زبان اب کیا جواز ڈھونڈے

کیا بہانہ ڈھونڈے کہا اول اور دوئم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ سعید بڑے اطمینان سے جواب دیتا ہے ان سے زیادہ بہتر وہی دہ ہوگا جو اللہ کے زیادہ نزدیک ہوگا...... زیادہ عبادت گذار ہوگا۔ میں نے تو نہیں دیکھا بہتری کا معیار تو اللہ کی محبت ہوا کرتی ہے۔ کبھی ان دونوں میں کون بہتر ہوگا تو کہا یہ جو موجود ہوں گے وہی دلوں کے حال جانتے ہوں گے مجھے نہیں معلوم کہ ان کے دلوں کا حال کیا تھا۔ بہتر ہوں گے تو اللہ جانتا ہے کون بہتر ہے وہ بھی اللہ جانتا ہے۔ میرے علم میں نہیں ہے میں نے ان کے ساتھ وقت نہیں گذارا، مجھ سے تو ان کے بارے میں پوچھ جن کے ساتھ میں نے وقت گذارا ہے۔ وہ کیسے ان کے بارے میں پوچھ کہا تقیے سے کام لیتا ہے اور سچ بولنے سے کتراتا ہے۔ کہا نہیں سچ بولنے سے نہیں کترا رہا۔ میں تیری تکذیب کرنے سے کترا رہا ہوں۔ میں تیری باتوں کا وہی جواب دے رہا ہوں جو مجھے دنیا چاہیے۔ شخصیتوں کے بارے میں مجھ سے نہ پوچھ اپنے بارے میں پوچھ، میں تجھے تیرے بارے میں بتاؤں گا۔ یہ ایک حربہ ہوتا ہے جو آج تک استعمال کیا جا رہا ہے۔ عزیزو اس لئے احتیاط کیا کرو اماموں کے شاگردوں نے سبق دیا ہے۔

یہی وہ حربہ ہے جو استعمال کرنا چاہ رہا تھا حجاج۔ تا کہ لوگوں کے سامنے یہ برا بھلا کہہ دے، مجھے قتل کرنے میں آسانی ہو جائے۔ بات سمجھ میں آئی تو اماموں کے شاگرد بھی اتنا علم رکھتے تھے کہ بتا سکیں جس حربے سے تو ہمیں گھیرنا چاہتا ہے اس کے بارے ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ وہ جانیں اللہ جانیں۔ ہم سے تو اپنے بارے میں پوچھو ہم تمہیں بتائیں گے کہ تم آج بھی روئے زمین کے بدتر لوگ ہو۔

اپنے بارے میں پوچھ تم کیا ہو؟ ہمیں کوئی خوف نہیں تم کتنے بدترین لوگ

ہو......تم قاتل ہو......تم سفاک ہو......تم بے رحم ہو۔ اسلام سے تمہارا تعلق کوئی نہیں۔ کیوں کہ اسلام کی سلامتی تمہارے پاس نہیں ہے۔ ہم سے اپنے بارے میں پوچھو ہم بغیر تقیے کے بتائیں گے۔ شخصیتوں کے بارے گھیرا جاتا ہے تو اتنی آسانی سے گھیرے نہ جایا کرو۔ یہی جواب دیا کرو کہ اپنے بارے میں بات کرو۔ ان کو چھوڑو وہ چلے گئے۔ وہ اللہ جانے ان کا معاملہ جانے جو مولائے کائنات نے جواب دیا تھا۔

یاد رکھو ہمیشہ باطل یہی حربہ استعمال کرتا ہے۔ سفین میں معاویہ ابن ابوسفیان نے علی کو یہی خط لکھا تھا کہ تم نے پہلے کی مخالفت کی......تم نے دوسرے کی مخالفت کی......تو نے تیسرے کی مخالفت کی......کیوں؟ کہا کہ لوگوں کو بہکائے مولا نے یہی لکھا تھا کہ ان کی باتیں چھوڑ تو اپنی بات کر مجھ سے۔ وہ کیا تھے، کیا نہیں تھے۔ اللہ کے پاس گئے تو اپنی بات کر کہ تو کون ہے؟ اور تیرا باپ کون ہے؟ میں بتاتا ہوں۔ تو عزیزو اصول دیا امام نے۔ کیا ضرورت ہے لہٰذا دشمن تو یہی حربہ استعمال کرے گا کہ ان کو کسی طرح یہاں کھینچ کر لاؤ۔ آپ بھی کھینچ کے لایا کریں کہ ابوذر کے بارے میں کیا خیال ہے۔ عمار یاسر کا قاتل کون ہے؟ جس کے بارے میں حدیث ہے کہ اسے باغی گروہ قتل کرے گا۔ لہٰذا سعید کون؟ امام کا صحابی۔ چوتھے امام کا تربیت یافتہ ایسے تھوڑی ہی کوئی گھیر لے۔ یہ کیسے حاصل ہوتا ہے، جب انسان اہل بیت کے در پہ اپنے سر کو خم کر لیتا ہے، جب پیشانی جھکائے گا تو اتنا علم اسے بھی آجائے گا کہ ان حربوں سے اپنے آپ کو کیسے بچاتا ہوا نکال کر لے جائے۔ کہا ان کے بارے میں چھوڑو تم اپنے بارے میں بات کرو ہم تمہیں بتائیں گے، تم فاسق، ہو تم فاجر ہو، تم قاتل ہو، تم مذہب کے دشمن، تم ملک کے بھی دشمن، تم کل بھی ایجنٹ تھے سامراج کے تم آج بھی ایجنٹ ہو سامراج کے صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔ اے سعید کے قتل کا حکم دیا ہے، کیسے قتل ہونا پسند کرے گا؟

باقاعدہ قہقہہ لگایا سعید ابن زبیر نے کہا میرے مولا نے قہقہے لگانے کو منع کیا ہے لیکن اس وقت میں اپنے قہقہے کو روک نہیں سکا۔ کہا کیوں شہید تو ہونا ہے لیکن پتہ تو چلے کہ امام کے ماننے والا جارہا ہے کوئی اور نہیں، لہٰذا قہقہہ لگایا۔ کہا کیوں ہنسا۔ کہا اس لیے ہنسا کہ تجھے یہ پتہ ہی نہیں کہ تو جیسے ہی مجھے قتل کرے گا، قیامت کے دن خدا کی قسم میں ویسے ہی تم سے انتقام لوں گا۔ قسم کھا کر کہا جو قنبر نے قسم کھا کر کہا تھا کہ محشر کے دن میں ویسے ہی تجھ سے انتقام لوں گا تو جیسے چاہے مجھے قتل کر دے خدا کی قسم قیامت کے دن میں ویسے ہی تجھ سے انتقام لوں گا۔

جب جلاد لے جانے لگے مورخین نے آدھا جملہ لکھا آدھا کھا گئے ابن خلدون میں دیکھتا رہا...... طبری میں دیکھتا رہا...... کہ ہاں تین بار شہادتین جاری ہوا۔ کلمہ شہادتین زبان پر جاری تھا۔ آدھا جملہ کھا گئے سعید نے کلمہ پڑھا اور کلمہ پڑھنے کے بعد کہا حجاج سن لے کہ یہ آخری قتل ہے جو تیرے ہاتھوں ہونے جا رہا ہے۔ پروردگار میں تجھ سے دعا کر رہا ہوں اب کوئی بے گناہ اس کا تختہ مشق نہ بنے...... اب کوئی بے گناہ اس کے ہاتھوں قتل نہ ہو تو اتنا یقین تھا سعید کو اپنی دعا کے استجاب پر للکار کر کہا کہ یاد رکھ آخری قتل ہے آج کے بعد کوئی بے گناہ تیری تلوار کی بھینٹ نہیں چڑھے گا۔ معجزہ آج دیکھئے وہ تو امام کا معجزہ تھا کہ امام کو زہر دیا۔ امام کو شہید کیا۔ ہر خلیفہ کی حکومت ختم ہوتی چلی گئی، جن حکومتوں کو بچانا چاہتے تھے وہ حکومتیں نیست و نابود ہو گئیں...... خاندان نیست و نابود ہو گئے۔ یہ ہے غلام سعید ادھر سعید کو قتل کیا گیا۔ بس چالیس دن حجاج زندہ رہا، کیسے زندہ رہا رات کو اٹھ جاتا تھا مجھے سعید سے آزاد کراؤ۔ جب میں لیٹتا ہوں یہ میری گردن پہ سوار ہو جاتا ہے۔ کیا معاملہ ہے سعید کا حجاج چیختا پھرتا تھا اپنے محل میں، بیمار ہو گیا تھا۔ دیواروں سے ٹکریں مارتا تھا۔ اس کی اولاد نے اس کو بند کر دیا تھا کہ کہیں

اس کا یہ انجام دیکھ کر لوگ ہم سے باغی نہ ہو جائیں۔ اسی عالم میں دیوانہ ہو کر پاگل ہو کر یہ کہتے ہوئے مرا کہ سعید میرا پیچھا چھوڑ دے۔ یہ تھا امام کے غلام کی دعا کا اثر۔ صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

اب آیئے! یہ اعتماد کب پیدا ہوتا ہے دعاؤں میں؟ ہم اور آپ سبھی دعائیں کرتے ہیں۔ کچھ پوری ہو جاتی ہیں، کچھ پوری نہیں ہوتیں۔ وہ شرائط بھی امام نے بتائیں۔ مصیبتوں کو یہ نہ سمجھا کرو کہ اللہ کی طرف سے سزا ہی ہے انسان جو دنیا میں آتا ہے اس کا رحم مادر سے آتے ہی اسکا کاؤنٹ ڈاؤن شروع ہو جاتا ہے ہم سالگرہ منا رہے ہوتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا بلکہ جتنی عمر وہ لے کر آتا ہے اس میں دن کم ہونا شروع ہو جاتے ہیں ایسا ہی ہے ناں دن بڑھ نہیں رہے کم ہو رہے ہیں۔ یعنی جتنی عمر وہ لے کر آیا اتنے ہی وہ کم ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ عمر بڑھ رہی ہے لیکن سال لے کر آیا ہے تو ہر روز کاؤنٹ ڈاؤن ہو رہا ہے۔ ہر سال کم ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن ہم نہیں سمجھ رہے۔ مشیت یہی ہے، تو عزیزو! اللہ نے عمر کی کوئی قید رکھی ہے کہ اتنے سال کا ہو گا، اتنے دن کا ہو گا، اتنے مہینے کا ہو گا؟ نہیں۔ رحم مادر میں بھی موت آتی ہے۔ ایک دن کے بچے کو بھی موت آتی ہے۔ ایک ماہ کے بچے کو بھی موت آتی ہے اور انسان ہزار سال کا ہو کر بھی مر ہی جاتا ہے۔

انبیاء کی بھی روح قبض کر کے لے گیا ملک الموت۔ موت کا تو کوئی دن معین نہیں کیا۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ مختلف باتیں ہیں اگر کہیں بھی آپ غور کر لیں حتیٰ کہ نکاح کے وقت ایک حدیث پڑھی جاتی ہے۔ جب نکاح پڑھاتے ہیں عالم لیکن یہاں بھی عرض کرتا چلا جاؤں کہ نکاح بھی دیکھ کر پڑھوایا کیجئے کئی دفعہ تو میرا ہی ایسا سابقہ پڑا کہ پڑھانے والا ہی خود صحیح نہیں۔ لیکن اسی پہ کم توجہ دیتے ہیں لاکھوں روپیہ خرچ کر دیتے

ہیں ان کو یہ یاد ہی نہیں ہوتا کہ نکاح بھی پڑھوانا ہوتا ہے۔ آخری دن یاد آیا کہ اوہو مولوی تو رہ گیا۔ لہٰذا اب جو مل گیا اسے پکڑ کر لاؤ وہ چاہے درست پڑھاتا ہو یا نہ پڑھاتا ہے جس کام کو سب سے زیادہ اہمیت دینی تھی اس کو کم دی۔ تو یہ چھوٹی باتیں ہیں لیکن ان کا خیال رکھا کیجئے کیونکہ صبح شام ہم ایسے ایسے مراحل سے گزرتے ہیں کہ ایسے بھی آجاتے ہیں جنہیں کچھ نہیں پتہ لیکن وہ پڑھ کے چلے جاتے ہیں۔ آپ کو کیا پتہ کہ صحیح پڑھ رہا ہے کہ غلط پڑھ رہا ہے تو جتنا وہ گنہگار ہوتا ہے ناں اتنا پڑھوانے والا بھی ہوتا ہے کم سے کم ایسے کاموں میں معیار دیکھا کریں کہ کس سے پڑھوایا جائے صلوٰت پڑھ دیجئے محمد وآل محمد پر۔

میرے ساتھ بہت سارے واقعات اس طرح کے گزر چکے ہیں تَنَاکُحُو وَتَنَاسُلُو وَتکْثَرُو فَاِنِی اُبَاھِی بِکُمُ الْاُمَمَ یَومَ الْقِیَامَۃِ وَلَو بِالسِّقط قَالَ رَسُولُ اللّٰہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں رسول کی کہ میں فخر ومباہات کروں گا اپنی امت پر چاہے وہ ایک سقط شدہ بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ آپ یاد رکھئے کہ اس مومن کے بچے کی اہمیت کیا ہے۔ یہ معصوم بچے کی موت کا فلسفہ بتا رہا ہوں۔ آپ کے امتحان اپنی جگہ، مصیبت اپنی جگہ۔ ظاہر ہے جس ماں کی گود اجڑ جائے اس بچے کی ماں سے پوچھو، چاہے وہ بچہ بیمار ہو یا اپاہج ہو۔ میں اکثر دیکھتا ہوں لوگ اپنے معذور بچوں کو لے کر آتے ہیں پروردگار ان کی اس عبادت کو قبول کرے اور یاد رکھئے جتنا بچہ ناقص ہوگا، ماں باپ کے دل میں اتنی ہی اس کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ کیونکہ معذور ہوتا ہے ناں اپنا کوئی کام انجام نہیں دے سکتا۔ لہٰذا ماں باپ کتنی خدمت کرتے ہیں اپنی ہستی مٹا دیتے ہیں۔

لیکن آخر جیسا کہ اس مومن نے کہا میرا بچہ مر گیا میں نے اتنی دعائیں کیں، اتنی حاجتیں کیں۔ بس میں ایک مثال دینا چاہتا ہوں آپ کو مجھے بتاؤ کہ زینب کس کس

طرح سے صدمے نہ ہوئی ہو گی علی اکبر پر۔ جناب ام فرویٰ نے قاسم کے لئے کیا کیا منتیں نہیں مانی ہوں گی مختلف قسم کی روایات ہیں جناب قاسم کے لیے۔تو عزیزو! بات یہ نہیں، بات یہ ہے کہ بعض اوقات اس مصیبت کے پیچھے اللہ کا کوئی لطف ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اللہ کبھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ یہ یاد رکھنا......! کبھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔لیکن ہوتا کیا ہے کہ مصیبتوں کے پیچھے اللہ کا کوئی لطف پوشیدہ ہوتا ہے۔ہمیں نہیں معلوم یہ جو معصوم بچے مومنین کے چلے جاتے ہیں ان کے بارے میں مستند روایات یہ ہیں کہ جنت کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب ہاتف غیبی ندا دیتا ہے کہ جاؤ، داخل ہو جاؤ تو کہتے ہیں ہم داخل نہیں ہوں گے جب تک ہمارے ماں باپ بہن بھائی نہیں آجاتے۔آپ مجھے بتایئے کہ کتنا بڑا اعزاز ہے۔خوش کرنے کے لیے نہیں کہہ رہا آپ کو۔کتنا بڑا لطف ہے وہ تو اتنی ہی زندگی لے کر آیا تھا۔آپ کو نہیں معلوم آپ کو جو کوشش کرنا تھی وہ کی۔آپ کا وہ فرض تھا، یہ اللہ کی مرضی ہے۔ جب بچہ تھا تو طے ہے کہ کوئی گناہ نہیں تھا یہ کتنی بڑی بات ہے کہ ماں باپ کے گناہ اس کے سر پر نہیں گئے۔لیکن باعث بن جاتا ہے قیامت کے دن اپنے ماں باپ کی بھی بخشش کا صلوٰت بھیج دیجئے محمد وآل محمد پر۔

تو دعا کی اس کے باوجود دعا کی شرائط ہیں۔ بھائی قبول ہو یا نہ ہو تم مانگو اور دعا کی قبولیت کا بہترین وقت کون سا ہے۔ ابھی چوتھے امام کا ذکر ہے سارا اس لیے انہی کی حدیث پیش کروں گا۔دعا مانگنے کا طریقہ صبح کا وقت سحر کا وقت اور اس روایت کو نقل کرنے سے پہلے عرض کر دوں یہ خامی ہم سب میں ہے۔تقریباً نوے فیصد لوگوں میں ہے، مجھ میں بھی ہے۔نماز کے پابند ہیں صبح کی نماز کے بعد بہت کوشش کرتے ہیں کہ طلوع آفتاب تک آنکھ نہ لگے۔لیکن لگ جاتی ہے،کبھی کبھی لگ جاتی ہے۔کبھی نہیں

لگتی ہے۔ اسی لیے حرام نہیں قرار دیا گیا مکروہ ہے کوئی حرج نہیں دیکھئے اپنے آپ کو بچانے کیلئے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ میں روایت نہ پڑھوں یہ تو پھر وہی یہودیوں اور عیسائیوں کے عالموں والی بات ہو جائے گی کہ آدھا چھپاتے ہیں آدھا پیش کرتے نہیں سب پیش ہونا چاہیئے تا کہ انسان خود بھی متوجہ ہوتا چلا جائے۔

امام کا قول ہے۔ اسے چھپایا کیوں جائے یا اس کو تحویل کر کے کیوں پیش کیا جائے۔ یہ امام کا قول ہے، یہی پیش کیا جائے گا تا کہ انسان کوشش کرے کہ نماز پڑھ رہا ہے۔ صبح کی تھوڑی دیر ہمت کر کے پہلی کرن کے نمودار ہونے تک جاگ لے۔ کیوں؟ وجہ کیا ہے؟ دعا کی قبولیت اپنی جگہ۔ دیکھئے چوتھا امام بتا کیا رہا ہے اور کس سے کہا ہے یہ ثابت ابن دینار۔ ثابت ابن دینار کون......؟ ابوحمزہ ثمالی، ابوحمزہ ثمالی دعائے سحر پڑھتے ہیں۔ رمضان میں پڑھتے نہیں تو سنتے تو ضرور ہیں اتنی لمبی چوڑی دعا ہے ہم پڑھتے ہیں لوگ سو جاتے ہیں۔ پڑھ رہے ہوتے ہیں تو آدھی قوم تو سو چکی ہوتی ہے۔ لیکن دعا ہے دعائے سحر وہی دعا ہے جو حمزہ ثمالی جن کا اصل نام ہے ثابت ابن دینار، ثابت ابن دینار سے چوتھا امام کہتا ہے اے ابوحمزہ میں تمہارے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تم صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے قبل سو جاؤ۔ یہ روایت موجود ہے۔ چوتھے امام سے جن میں کسی کو اختلاف نہیں ہے، ہمارے مکاتب میں۔ میں تمہارے لئے پسند نہیں کرتا میں تمہیں اس حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا کہ تم طلوع آفتاب سے قبل نماز پڑھ کر سو جاؤ۔ کیوں اچھا حرام نہیں ہے۔ منصب کی بات ہے۔ کیوں اسی لیے کہ یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ جب پروردگار عالم اپنی مخلوق کو رزق تقسیم کرتا ہے۔

ابھی روایت مکمل نہیں ہوئی۔ اس سے آگے دیکھئے جملہ معصوم کا، کہا اے ابو حمزہ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب پروردگار اپنی مخلوق کو رزق تقسیم کر رہا ہوتا ہے اور ابوحمزہ

وہ رزق ہم دیتے ہیں یعنی ایک ایک کے گھر جاتے ہیں۔ ارے بات یہ ہے کہ رزق تو ملے گا چاہے تم سوتے رہو۔ امام اس لئے کہہ رہا ہے کہ میں تمہارے گھر آتا ہوں تم سو رہے ہوتے ہو۔ محمد و آل محمد بلند تر صلوٰت۔ اللہ تو دیتا ہے حمزہ لیکن ہمارے ذریعے سے اللہ نہیں آتا ہم ایک ایک کے گھر جا کے ہر مخلوق کو اس کا رزق تقسیم کرتے ہیں۔ لہٰذا امام کو یہ پسند نہیں تم سو رہے ہو تو یہ تھوڑی ہے کہ رزق نہیں دے گا، سب کو دیتا ہے جو نہیں مانتا اس کو بھی دے کے چلے جاتے ہیں۔ امام یہ چاہتے ہیں کہ جب ہم آئیں تمہارے گھر تو تم جاگ رہے ہو ہمارے استقبال کے لئے۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

اسی لیے امام فرما رہے ہیں کہ دیکھو دعا کے لئے وقت ہے۔ لیکن سب سے زیادہ تعقیبات صبح کی نماز کی۔ نماز دو رکعت تعقیبات اتنی۔ صبح کی تعقیبات اتنی ہیں کہ دس بج جائیں تعقیبات ختم نہیں ہوتیں۔ نئے نئے مسلمان کو بڑی مصیبت ہو جاتی ہے۔ جب آپ تعقیبات اس کے سامنے لے کے بیٹھ جاتے ہیں۔ اچھا پڑھتے ہیں ساری نفع والی تعقیبات۔ اس سے یہ فائدہ ہو، اس سے یہ فائدہ ہو اور ظاہر ہے کہ جتنے بھی مومنین زیادہ ہوشیار ہیں۔ نقصان تو چاہتے ہی نہیں، نفع والی تعقیبات ہونی چاہئیں۔ نقصان والی تعقیبات کوئی نہیں ہونی چاہیے۔ امتحان والی تعقیب نہیں۔ دعائے فرج میں خطرہ ہے امام کی نصرت کرنے کا۔ دعائے فرج میں اگر امام آ ہی گیا تو پھر تو لڑنا پڑے گا۔ بھائی لہٰذا دعائے فرج نہیں پڑھنا۔ دعائے فرج نہیں پڑھنی کیوں کہ دعائے فرج میں تو یہ ہے کہ میں نصرت کروں گا...... میں لڑوں گا...... لڑنے بھڑنے والا کام نہیں ہے۔ وہ تو مولا خود ہی لڑیں گے۔ اللہ کے ساتھ مل کر ہمیں تو کچھ اور مسائل ہیں وہ حل ہونے چاہئیں امام کی طرف سے۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔ لہٰذا تعقیبات کتنی؟ امام کہہ رہے ہیں کہ جاگو تھوڑی ہمت کرو، اچھا حرام کیوں نہ قرار دے دیا اللہ نے، رسول نے اور نہ امام

نے؟ انسانی فطرت ہے رات ڈیوٹی کر کے آیا، کوئی سفر میں، کوئی کچھ ہے، لہٰذا مکروہ قرار دیا۔ مگر وہ فعل کیا ہوتا ہے ناپسندیدہ گناہ نہیں۔

لہٰذا بعض لوگ کیا کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ اتنے تھکے ہوئے ہوتے ہیں ، نیند میں ہوتے ہیں۔ فجر کی نماز پڑھ کے سو جاؤ، تو نماز کا فائدہ کیا۔ اسی لیے ہم نماز ہی نہیں پڑھتے فجر کی۔ کیونکہ کچھ روایات ہیں جو نماز پڑھ کے طلوع آفتاب سے قبل سو گیا تو اس کی نماز کا کوئی فائدہ نہیں۔ تو فائدہ کیا؟ ارے بابا سونا مکروہ ہے۔ نماز چھوڑنا حرام ہے۔ نماز پڑھنا واجب ہے۔ جہاں واجب اور مکروہ کا ٹکراؤ ہو تو واجب کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اللہ رحیم و کریم ہے...... کارساز ہے۔ کم از کم نہ پڑھنے کے گناہ سے تو بچ گئے۔ نہ پڑھ کر تو گناہ کر دیا۔ پڑھنے کے بعد کوئی مکروہ فعل کیا کوئی گناہ تو نہیں کیا۔ نہ پڑھا تو پھر تو گناہ کر دیا۔ لہٰذا یہ جواز نہیں بنتا۔ نماز ضرور پڑھو......! دو رکعت فجر کی ، وضو کر کے سو جاؤ، نہ پڑھو لمبی چوڑی تعقیبات، نماز ضرور پڑھنا ہے۔ یہ میرا فریضہ ہے آپ کو بتانا اور اب تو آپ ویسے بھی عادی ہو گئے ہیں۔

زین العابدین کی سید سجاد کی سیرت پہ عشرہ پڑھ رہا ہوں اور کیا پڑھ رہا ہوں؟ یہ بھی تو پڑھوں گا۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔ جب میں سیرت سجاد بیان کروں گا آپ کے سامنے تو کیا پڑھوں گا؟ یہی عبادی جہاد ہے۔ آیئے! بس ایک اور روایت اور آج کے مضمون کو سمیٹتا ہوں۔ لیکن یہی رہے گا، ہر روز میری مرضی نہیں چلے گی نہ آپ کی۔ جو مضمون بنا کر لاتا چلا جاؤں گا، اس کو پیش کرتا چلا جاؤں گا۔ اب وہ خشک ہوتا ہے یا تر ہوتا ہے یہ میرے امکاں سے باہر ہے۔

اب آیئے...... ''عبادی جہاد'' کیوں ہے۔ ہر مجلس میں ہمیں ایک نہ ایک پہلو پہ تو روز ہی بات کرنی ہے۔ عبادی جہاد کیا ہے؟ ہمان ابن حبیب کوفی امامؑ کے چاہنے

والوں میں نہیں ہے۔مخالفین میں سے ہے۔ کہنے لگا میں زیارت کے لئے مکہ جا رہا تھا۔ رات کو قافلے سے بچھڑ گیا۔ دہشت ناک ماحول سے خوف مجھے ہوا تو میں ایک درخت پہ چڑھ گیا۔ تاکہ جب صبح ہو گی تو پھر اتر کے جاؤں گا۔ڈاکوؤں کا خطرہ تو ہر زمانے میں رہتا تھا۔آج بھی ہے، مسائل ہر دور میں ہوتے ہیں۔اس زمانے میں بھی تھے۔ڈاکوں سے اس کو خطرہ تھا۔ درخت پر چڑھ کر سو گیا۔

کہتا ہے میں نے رات کی تاریکی میں دیکھا ایک جوان ہے سفید لباس پہنے ہوئے اور چہرے سے نور برس رہا ہے۔ جیسے ہی وہ قریب آیا نا معلوم اس نے کون سا عطر لگایا ہوا تھا کہ اس کی خوشبو سے پورا صحرا مہک گیا۔ میں حیران ہو گیا۔اس درخت سے کچھ فاصلے پر اس نے اپنا مصلیٰ بچھا دیا اور عبادت میں مشغول ہو گیا۔ میں نے اپنی زندگی میں اس سے پہلے کسی کو ایسے عبادت کرتے دیکھا نہیں تھا۔ جہاں خوف کی آیات آتیں تھیں، ڈرانے کی آیات آتی تھیں، وہاں اس کا جسم کانپنے لگتا تھا۔ جہاں جہنم کا ذکر آتا تھا آنسوؤں کا سیلاب اس کی آنکھوں سے جاری ہوتا تھا۔ میں پوری رات سکتے کے عالم میں اس جوان کو عبادت کرتے دیکھتا رہا۔

جب صبح ہوئی تو اس جوان نے حسرت بھری نگاہوں سے آسمان کی طرف دیکھا اور کہتا ہے پروردگار یہ رات بھی ختم ہو گئی اور میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکا۔انہی ہستیوں کو کہنے کا حق ہے جن کے جد کے لیے قرآن کہتا ہے قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا کل پڑھ چکا تکرار نہیں کرنا چاہتا بات کا۔ وہ جوان عجیب انداز میں حسرت سے آسمان کو دیکھ کر کہتا ہے بار الٰہا! یہ رات بھی ختم ہو گئی اور میں جس طرح چاہتا تھا اس طرح تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکا۔ کہتا ہے اب مجھ سے برداشت نہیں ہوا۔ میں درخت سے اترا اور جا کر اس جوان سے لپٹ گیا اور بہت دیر میں گریہ کرتا رہا۔ میں نے

کہا اے جوان میں نے آج تک کسی کو اس طرح عبادت کرتے نہیں دیکھا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ صبح کی عبادت میں تیرے ساتھ شریک ہو جاؤں۔ اس جوان نے مجھے اجازت دی۔ مجھے زندگی میں نہ اس سے پہلے، نہ اس کے بعد کبھی ایسی عبادت کا مزا آیا۔ جب عبادت کر چکا تو میں گھبرایا، میں نے کہا کہ میں اپنے قافلے سے بچھڑ چکا ہوں۔ کہا کہ تیرا قافلہ مکے پہنچ چکا ہے گھبرا مت۔ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے۔ اس جوان نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور میرے ہاتھ کو دبایا، بس مجھے ایسے لگا کہ میرے قدم زمین پر نہیں ہیں۔ چند لمحوں کے بعد میں نے اپنے آپ کو لوگوں کے ہجوم میں پایا۔ نوجوان مجھ سے کہتا ہے کہ تو مکے میں موجود ہے اور سامنے تیرے قافلے والوں کی قیام گاہ ہے۔ جا اپنے لوگوں کے پاس چلا جا۔

میں قدموں پہ گر گیا میں نے پیر تھام لیے میں نے کہا، اے جوان میں آپ کو جانے نہیں دینا۔ آپ کو قسم ہے اسی رب کعبہ کی جس کی رات بھر عبادت کرتے رہے۔ اپنا تعارف کرا کے جا۔ تو اس جوان نے کہا تو نے مجھے قسم دے دی اس لیے تجھے بتا رہا ہوں کہ میں علیؑ ابن حسینؑ۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔ میں اس کا بیٹا ہوں یہ وہ ولایت تقوینی کا حصہ ہے۔ امامؑ کی کہ جہاں امامؑ کی مرضی ہو وہاں اس ولایت کے اختیار کو استعمال کرتا ہے۔ انشاء اللہ اگر زندگی رہی تو کل نوبت آجائے گی اس قصیدے کی۔ بناء بر فرزدق کو وہ مقام حاصل ہوا تھا کہ جس میں اس نے مولا کے فضائل بیان کیے۔ لیکن یاد رکھنا ہماری مجلس میں وہاں بھی، یہاں بھی میں نے وعدہ کیا تھا۔ للہذا زندگی رہی کل پڑھوں گا کہ امامؑ نے کیا مقام دیا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا ہر شاعر فرزدق نہیں ہوا کرتا۔ اس زمانے میں بھی بیسیوں شاگرد تھے۔ بیسیوں شاعر تھے۔ لیکن جو مقام ابو الاسود دوئلی کو ملا...... جو مقام فرزدق کو ملا وہ ہر ایک کو تو نہیں ملا۔ کیوں؟ بات یہ تھی کہ فرزدق نے امام

کی شان بیان کہاں کی......؟ امام کا قصیدہ پڑھا کہاں......؟ اپنے مجمعے میں نہیں۔ اپنے ماحول میں نہیں، بلکہ تلوار اس کی گردن پہ ہے ہشام کی۔ جب وہ تعریف کر رہا ہے۔ یعنی سعید ابن زبیر اور فرزوق جیسے امامؑ کے جانثار ہر دور میں تلواروں کی زد پر اپنی گردن کو تہ تیغ رکھ کر اہل بیتؑ کی بزرگی کا اعلان کرتے چلے گئے۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

بس عزیزو! بات اتنی سی ہے کہ ہم مجلس تو سنتے ہی ہیں، ہم فضائل بھی سنتے ہیں اور مصائب بھی۔ میں ہر مجلس کا ماحصل گریے کو جانتا ہوں۔ اگر گریہ نہ ہو تو پھر کتنا ہی پیغام ہو، اس پیغام کو پہنچانے کا حق ادا نہیں ہوا۔ مجلس کا ماحصل گریہ ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ بغیر مقصد کے رونے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ گریہ ہی تو، آنسو ہی تو وہ چیز ہے کہ جب یہ آنسو دل کی زمین پر پڑتے ہیں تو دل میں معرفت اہل بیت کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ گریہ ماحصل ہوتا ہے، آنسو ماحصل۔ اس لیے آئمہ طاہرین کا دستور یہی رہا کہ حسینؑ کے ذکر کو متصل رکھا تمام علوم کے ساتھ...... تمام مدارج کے ساتھ...... بلکہ یوں کہوں کہ علوم پھیلائے ہی اسی لیے جاتے تھے کہ جہاں جاؤ ذکر حسینؑ لے کر جاؤ۔ ذکر حسینؑ اور اس میں سب سے زیادہ حصہ کس کا ہے۔ پینتیس سال تک جو صرف روتا رہا۔ ان سوال کرنے والو سے، ان نام نہاد دانشوروں سے میرا سوال تو یہی ہے کہ پینتیس سال چوتھا امام کیوں اتنی تاکید کرتا رہا رونے پر...... کیوں اتنا گریہ کرتا رہا......؟ کیوں واقعہ کربلا کی تشہیر کی...... غلام ایک روز پوچھ بیٹھا مولا آخر کب تک روئیں گے......؟

بارہا کی سنی ہوئی آپ کی روایت لیکن میں اس روایت کو سہارا بنا رہا ہوں۔ کہا تو نے انصاف نہیں کیا۔ یعقوب کا ایک یوسف تھا اور اسے مل گیا۔ لیکن پھر بھی اتنا رویا کہ آنکھوں کی بنیائی چلی گئی تھی۔ چربی چڑھ گئی تھی آنکھوں پر۔ میرے اٹھارہ یوسف

خاک و خوں میں غلطاں کر دیے گئے۔ کس کس کا دکھ تھا سید سجادؑ کو کبھی اپنے بابا کی مظلومیت کا خیال آتا تھا...... کبھی اپنے چچا عباس کی بیکسی کا خیال آتا تھا...... کس بات کی بے کسی مجبور نہیں ہے امام، لاچار نہیں ہے امام۔

لیکن عزیزو جو مصیبت پڑ رہی ہے مشیت الٰہی اجازت نہیں دیتی۔ مشیت الٰہی کے سامنے معصوم سر تسلیم خم کئے ہوئے کبھی عباس کا خیال کبھی اپنے جوان علی اکبر کے سینے کا خیال کس طرح میرے جوان بھائی علی اکبر کو برچھی ماری گئی یہ سب زین العابدین کی آنکھوں کے سامنے ہوا کبھی عون و محمد کا خیال اور کبھی قاسم کا خیال میں نے نوشہ کہہ دیا میں وہ مصائب پڑھتا نہیں میں وہی روایت پڑھتا ہوں۔ جناب قاسم کی جو مستند ہے جو معتبر ہے اور جس کے پڑھنے میں مجھے کوئی شک و شبہ نہیں ہوا۔ لیکن عزیزو بہر حال میں کیا کروں کہ کربلا جب آپ زیارت کرنے جاتے ہیں ضعیف روایت میں سہی ارے موجود تو ہے حجرہ قاسم۔ موجود ہے کہ نہیں موجود ہے بس یوں سمجھ لو وہ جو مجھ سے سوال کیا گیا تھا اس کا جواب لے لو کہ یوں سمجھ لو ارے نکاح نہ سہی کیا معلوم کہ حسین نے اس خواہش کا اظہار کیا ہو کہ دل تو یہ چاہتا ہے کہ تیرے سر پہ سہرا دیکھتا، تو دولہا بنتا لیکن قاسم...... یہی لکھا ہے مشیت میں کہ تیری لاش کے ٹکڑے اٹھا کر لاؤں۔ تو رہا سوال مہندی وغیرہ تو میرے بھائی نکاح کی تاریخ کی تو تحویل کی جا سکتی ہے۔

ایک روایت ملتی ہے لیکن مہندی تو میرے بھائی عربوں میں آج بھی نہیں ہوتی۔ ہاں یہ رواج نہیں یہ آپ کا اپنا کلچر ہے۔ اگر آپ نوحہ لکھتے ہیں، مرثیہ لکھتے کوئی حرج نہیں کیونکہ نوحے میں ایک حد تک اجازت ہے۔ مرثیے میں اجازت ہے۔ بین کرتے ہیں آپ بیبیاں بین کرتی ہیں اپنے جوانوں کو کہ کاش ایسا ہوا ہوتا اس میں کوئی پابندی نہیں میں منع تھوڑی کر رہا ہوں یہ تو جذبات کا اظہار ہوتا ہے کہ انسان کس انداز

میں جذبات کا اظہار کرتا ہے لیکن کبھی کسی مرثیے کا شعر روایت تھوڑی ہوتا ہے بھائی مرثیے کے بند کو روایت نہیں سمجھا جا سکتا۔ ہاں یہ یاد رکھنا جذبات کے اظہار کا طریقہ ہے ہر انسان اپنے ماحول کے حساب سے جو چیزیں شریعت سے نہ ٹکراتی ہوں اس حساب سے اپنے دکھ اور درد کا اظہار کرتا ہے۔ جیسے ہمارے حصے میں اب تو پورے برصغیر میں رواج ہے۔ لیکن شبیہ ذوالجناح سب سے زیادہ جلوس، کہیں تابوتوں کا رواج ہے...... کہیں علم زیادہ...... کہیں علم کی وہ اہمیت نہیں ہے جو آپ کے ہاں ہے۔ یاد رکھئے گا وہاں علم ایک جھنڈے سے زیادہ نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں عباسؑ کے علم کی جو اہمیت شروع سے رکھی گئی ہے جب وہ آتے ہیں تو وہ بھی حیران ہو جاتے ہیں ہاں واقعی اگر عباسؑ کے علم کی کہیں حرمت ہے تو وہ یہ سرزمین ہے۔

واقعہ کربلا اپنی جگہ مسلمات میں سے ہے۔ لہٰذا کبھی قاسمؑ کا ذکر وہ قاسمؑ کہ جس نے سن رکھا تھا۔ سب اپنے اپنے لاشے اٹھا کر لے جائیں گے۔ اپنی رشتے داری جتائیں گے۔ قبیلے کا حوالہ دیں گے...... قوم کا حوالہ دیں گے...... اپنے اپنے لاشے اٹھا کر لے جائیں گے۔ بس ایک لاشہ پامالی کے لئے رہ جائے گا اور وہ میرے چچا حسین کا لاشہ ہوگا...... یہی ہے ناں روایت؟ سب نے سب سے پہلے حر کے قبیلے والے لوگ بڑھے تھے کہ ہم نے حر سے لڑ تو لیا ہے لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ ہمارے قبیلے کے آدمی کی لاش ہماری آنکھوں کے سامنے پامال ہو۔ عمر سعد نے کہا لے جاؤ حر کے لاشے کو...... حر کے لاشے کو الگ کیا۔ فوراً حبیب ابن مظاہر کے لوگ آگے بڑھے، کہا یہ نہیں ہوسکتا کہ حر کے لوگ حر کا لاشہ لے جائیں اور حبیب کا لاشہ پامال ہونے کے لئے رہ جائے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی رشتے داریاں اور قربتیں جتائیں، اپنے اپنے لاشے لے گئے بس ایک حسین کا لاشہ رہ گیا......

تو عزیزو...... قاسم نے سن رکھا ہوگا...... کہ ایک لاشہ رہ جائے گا پامالی کے لئے حسین کا...... جناب قاسم کی اب میں وصیت بیان کرتا ہوں کہ یہ جملے میں نے کیوں کہے مصائب کے آخر تک اپنے ذہن میں رکھئے گا۔

شب عاشور ہوتی اور جناب ام فروہؑ نے اپنے بیٹے قاسمؑ کو بلایا۔ قاسم جو سپاہیوں کے درمیان ہے جو مجاہدوں کے درمیان ہے کم سن ہونے کے باوجود یہ ثابت کرنا چاہ رہا ہے کہ میں حسن کا لال ہوں۔ مجاہدین کی صف میں بیٹھا ہوا ہے۔ ماں نے یاد کیا۔ قاسم خیمے میں آیا اور حسن کا شہزادہ چہرے پہ نظر نہیں ٹھہرتی تھی لوگوں کی...... اتنا حسین تھا قاسم۔ ماں نے بلایا اپنے پاس لٹا لیا میرے لال کچھ دیر میرے پاس لیٹ جا...... اپنے لال کا سر اپنے زانو پہ رکھا۔ جناب ام فروہؑ نے بالوں میں کنگھی کرنا شروع کی...... اپنی انگلیوں سے محبت کا انداز ہوتا ہے اور بچوں کو بھی جب ناز اٹھوانے ہوتے ہیں یہی انداز اختیار کرتے ہیں ناں۔ ماں جانتی ہے بچے کس طرح زیادہ قریب محسوس کرتے ہیں۔ ماں نے بالوں میں انگلیاں پھیرنا شروع کیں۔ کنگھی شروع کی اور کہا میرے لال قاسم تو تو بہت چھوٹا تھا تو...... تو ڈیڑھ دو سال کا تھا جب تیرے بابا کی شہادت ہوئی۔ لیکن تیرے بابا نے ایک نصیحت کی تھی مجھے خاص طور پر بلا کر کہا تھا کہ ام فروہ کربلا میں سبھی شہید ہوں گے۔ حسن کے دوسرے بیٹے بھی شہید ہوئے کہا ام فروہ دیکھو قاسم ابھی چھوٹا ہے۔ جب کربلا کا واقعہ ہوگا تو قاسم کافی بڑا ہو چکا ہوگا۔ اسے روکنا مت اگر یہ میدان جنگ میں جانے کی اجازت طلب کرلے اسے دے دینا۔ قاسم اپنی دکھیاری ماں کی لاج رکھ لے...... تیرے بابا کی وصیت پوری ہو جائے گی۔ مسکرا کر قاسم ماں سے کہتا ہے۔ مادر گرامی اطمینان رکھئے ابھی تو میں اپنا مقام شہادت دیکھ کے آیا ہوں۔

یاد ہے ناں آپ کو..... شب عاشور حسینؑ جب سب کو ان کے مقام شہادت دکھا رہے تھے تو ایک بچہ بار بار کھڑا ہو جاتا تھا پنجوں کے بل..... لیکن حسینؑ ہر بار اس سے منہ پھیر لیتے تھے، جب سب کے مقام ہائے شہادت دکھا چکے تھے۔ اس بچے نے آگے بڑھ کر کہا چچا میرا نام نہیں ہے؟ جیسے کسی بچے کو کوئی انعام ملنے سے رہ جائے تو جو اذیت اس کے لہجے میں شامل ہوتی ہے وہ سب قاسم کے لہجے میں شامل ہے۔ کہا چچا میرا نام نہیں ہے؟ چچا نے اپنے بھتیجے کو غور سے دیکھا کہا میرے لال موت کو کیسے پاتا ہے؟ چچا شہد سے بھی زیادہ شیریں۔ سینے سے لگا کر کہا میرے لال تیرا ہی نہیں علی اصغر کا بھی نام ہے۔ گھبرا گیا قاسم گھبرا کر کہتا ہے چچا کیا یہ اشقیا خیموں میں داخل ہو جائیں گے..... خیموں میں گھس جائیں گے؟ کہا نہیں۔ میرے لال نہیں خیموں میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ میں علی اصغر کو پانی پلانے لاؤں گا یہ ملعون تیر جفا سے اسے شہید کر دیں گے۔ اطمینان ہو گیا قاسم کو کہ اشقیا خیمے میں نہیں جائیں گے۔ حسینؑ نے بھی بتایا نہیں کہ بچہ ہے۔

کیسے بتاؤں میرے لال قاسم صرف خیموں میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ خیموں کو لوٹ کر آگ بھی لگا دیں گے۔ صرف خیموں کو لوٹ کر آگ نہیں لگائیں گے قاسمؑ تیری ماؤں بہنوں پھوپھیوں کے سروں سے چادریں بھی کھینچ لیں گے۔

قاسمؑ تیری ماؤں بہنوں پھوپھیوں کے ہاتھوں میں رسن باندھ کر بازاروں میں بھی پھرائیں گے۔ قاسم سن کر آیا ہے ناں شہادت کی بات..... لہٰذا اپنی ماں سے کہتا ہے مادر گرامی اطمینان رکھئے صبح ہونے دیجئے پھر دیکھئے میں کیسی جنگ کرتا ہوں۔ میرے بابا پر یہ بڑا الزام ہے جنگ سے جی چرانے کا..... کل لوگ میری جنگ دیکھیں گے تو نہیں معلوم ہو جائے گا کہ میرا بابا حسن کیسا شہسوار تھا..... کیسا شہسوار تھا میرا بابا۔

اطمینان ہو گیا۔ صبح عاشورہ ہوئی بار بار قاسم جاتا ہے مگر اجازت نہیں ملتی...... ظاہر ہے انصار کی موجودگی میں قاسم کیسے جا سکتا تھا...... اصحاب کی موجودگی میں قاسم کیسے جا سکتا تھا...... بڑے بھائیوں کی موجودگی میں قاسم کیسے جا سکتا تھا...... بہت پریشان ہے قاسم...... ماں بھی حیران ہے کہ بار بار قاسم نظروں کے سامنے سے گذر جاتا ہے اماں فضہ ذرا قاسم کو تو بلاؤ...... قاسم خیمے میں داخل ہوا...... سلام کیا...... ماں کہتی ہے سب چلے گئے قاسم تو اب تک نہیں گیا میدان میں......؟ رونے لگا قاسم...... زار و قطار کہتا ہے مادر گرامی، کتنی بار جا چکا ہوں۔ چچا جان مجھے جانے نہیں دیتے...... مجھے اجازت نہیں دیتے لڑنے کی...... ماں نے کہا میرے قریب آ...... بازو پر بندھا ہوا تعویذ...... جس کا ذکر مستند روایات میں ہے۔ وصیت نامہ امام حسن کھولا تعویذ کو کھول کر کہا...... میرے لال تجھے اجازت ملے گی...... اسی وقت کے لئے تیرے بابا نے کہا تھا کہ اگر میرا بھائی حسین اجازت نہ دے تو یہ وصیت نامہ کھول کر حسینؑ کو دے دینا...... پس اتنا معلوم ہوا۔ قاسم نے اپنے بابا کی تحریر کو سینے سے لگایا...... دوڑتا ہوا چچا کے خیمے میں آیا...... چچا جان...... چچا جان یہ میرے بابا کا خط ہے...... اس کو پڑھیے۔ یہ میرے بابا کا وصیت نامہ آپ کے لئے...... حسن کے قاسم کو دیکھا...... آنکھوں سے لگایا بھائی کی تحریر سامنے آئی...... بھائی کا سراپا نظروں میں گھوم گیا...... زار و قطار رونے لگے حسین...... تحریر پڑھی ارے یہی تو لکھا ہے کہ حسینؑ قاسمؑ کو نہ روکنا...... یہ میرا خاص عطیہ ہے...... یہ میری وصیت ہے...... اس پر عمل کرنا اور قاسم کو میدان میں جانے دینا...... بار بار تحریر کو پڑھتے تھے حسین...... قاسم کو گلے سے لگا کے دیر تک روتے رہے...... حسین کو یہ امتحان بھی دینا تھا کہ گود کے پالوں کو اس طرح بھیجے گا قتل ہونے کے لئے...... اپنے ہاتھ سے سجایا، یوں کہوں کہ اپنے ہاتھ سے قاسم کو دولہا بنایا...... یوں کہہ دو حریق مثالیں حسین نے بھائی کا

عمامہ...... بھائی کی عباء...... بھائی کا پیراہن...... بھائی کا کرتہ......آستینیں بڑی ہیں لہٰذا آستینوں کو الٹا...... ظاہر ہے قاسمؑ کم سن ہے...... اور جب نکلا ہے خیمے سے باہر حسینؑ ہاتھ تھام کر قاسمؑ کا......قاسمؑ کو خیمے سے باہر لائے۔ ہر شخص کی نظریں دیکھتی رہ گئی...... قاسمؑ کو ایسا مسکراتا ہوا...... ایسا حسین چہرہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا کہ اس طرح مرنے کے لیے جاتے ہیں رسولؐ کے گھرانے کے فرد...... یہ نونہال...... سب کی نظریں جم کر رہ گئیں قاسمؑ پر اور اتنا کم سن ہے قاسمؑ کہ حسینؑ نے کمر سے پکڑ کر قاسمؑ کو اٹھایا ہے اور گھوڑے پر سوار کرایا...... خودنہیں چڑھ سکتا تھا قاسمؑ...... گھوڑے کی باگ ایک طرف سے علی اکبرؑ نے تھامی تھی ایک طرف سے عباسؑ نے تھامی تھی...... حسینؑ نے گود میں اٹھا کر سوار کرایا...... اتنا کم سن ہے قاسمؑ کہ دونوں پیر رکاب میں لگتے نہیں...... کبھی ایک طرف جھک کر توازن برقرار کرتا تھا...... کبھی دوسری طرف...... جب چلنے لگا تو جناب عباسؑ نے قاسمؑ سے کہا بیٹا قاسمؑ ذرا ہوشیار ہو کر لڑنا...... ذرا تیز بھاگنا...... مسکرا کے قاسمؑ نے اپنے چچا کو دیکھا کہتا ہے چچا جان میں آپ ہی کا تو شاگرد ہوں...... چچا میں نے آپ ہی سے تو سیکھی ہے شمشیر زنی...... آج میری جنگ دیکھئے گا......اس شان سے نکلا حسنؑ کا قاسمؑ میدان میں اور رجز پڑھی قاسمؑ نے......سنو میں حیدر کرار کا پوتا......اس حسنؑ کا بیٹا ہوں جس پر جنگ سے جی چرانے کا الزام ہے اسی حسنؑ کا بیٹا ہوں......آؤ میری تلوار کی کاٹ دیکھو اور اندازہ لگاؤ کہ میرا بابا کتنا بڑا شمشیر زن تھا اور گھوڑے کو کبھی اس طرف دوڑا کر لے جاتا ہے سپاہیوں کے سامنے......کبھی اس طرف......کون ہے تم میں جو میرے مقابلے پر آئے گا۔ عمر سعد نے تیور دیکھے قاسمؑ کے اور تیور دیکھ کے ڈر گیا کہ یہ کوئی معمولی نوجوان نہیں ہے...... حسنؑ کا بیٹا ہے...... حیدر کا پوتا ہے......ارزق شامی کو حکم دیا جو اس کی فوج میں نامی گرامی پہلوانوں میں سے ایک ہے۔ ارزق شامی کو حکم

دیا جا اس جوان کے مقابلے پر ارزق نے غرور ونخوت سے قاسمؑ کے سن وسال کو دیکھا اور اس کے بعد حقارت سے کہتا ہے اس بچے کے مقابلے پر میں جاؤں گا۔ اس کے ساتھ اس کے چار بیٹے بھی مقابلے پر آئے ایک کو بھیجا جا...... اس نو جوان کا سر قلم کر کے لے آ...... ادھر وہ قاسمؑ کے مقابلہ پر آیا...... قاسمؑ تیار ہوا......جونہی ارزق کا پہلا بیٹا آیا......علی کے لال نے ایک ہی وار میں جہنم رسید کر دیا اور وار کرنے کے بعد فخر سے اپنے چچا کی طرف دیکھتا ہے...... بچے جب کوئی کارنامہ کرتے ہیں تو تعریف چاہتے ہیں ناں۔ لہٰذا ایک کافر کو......ایک دشمن دین کو جہنم میں پہنچا کر حسینؑ کی نصرت کی ہے قاسمؑ نے...... فخر سے دیکھا...... داد طلب نظروں سے دیکھا حسینؑ کی طرف......عباسؑ کی طرف......فوراً حسینؑ اور عباسؑ نے شاباش دی مرحبا بیٹا قاسم آفرین۔

اَلاَ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

# مجلس پنجم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ الۡحٰمِدُوۡنَ السّٰٓئِحُوۡنَ الرّٰكِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّاهُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَالۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰهِ ‌ؕ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ (التوبۃ ۱۱۲)

صلوات بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ جب لوگوں کو یہاں تک جواب پہنچ چکے ہیں تو یہ بات بھی ہو جانی چاہیے کہ دیکھیں ہم تفسیر پر بات نہیں کر رہے سیرت اور تاریخ پر بات کر رہے ہیں۔ لہٰذا پہلے تو چہلم کی مجلس تھی اس میں، میں نے آیت کا ترجمہ تفصیل سے کر دیا تھا۔ روز میں اس کی ضرورت اس لیے محسوس نہیں کر رہا کیونکہ آیت کو میں نے تبرکاً سرنامہ کلام قرار دیا ہے۔

تبرکاً یعنی اس کے مطابق جو میرا موضوع ہے۔ سورہ توبہ کی آیت **122** اس سے مطابقت رکھتی ہے۔ اس لیے میں نے اس کو سرنامہ کلام قرار دیا ہے۔ آج چونکہ پانچویں مجلس ہے۔ پھر ایک بار اس کا ترجمہ کر دوں گا کیونکہ جو لوگ پہلی مجلس میں نہیں تھے پریشان نہ ہو جائیں کہ مولانا چار دن سے آیت پڑھ کر اس کا ترجمہ نہیں کر رہے۔ تو ہوتا اکثر یوں ہے کہ تبرکاً مضمون سے مطابق آیت کو سرنامہ کلام قرار دیا جاتا ہے۔ اس

کے سہارے میں مضمون کو آگے بڑھایا جاتا ہے کہ غلط فہمی نہ ہو کہ ایک آیت کی تفسیر میں دس مجلسیں پڑھ رہا ہوں۔ عموماً لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک آیت پہ مولانا نے دس مجلسیں پڑھ دیں۔ اس لیے میں آپ کو صاف بتا رہا ہوں کہ تبرکاً تلاوت کر رہا ہوں۔

موضوع میرا سیرت اور تاریخ ہے تفسیر نہیں ہے۔ صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

یہ میں نے ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک بار اور آپ کو تفصیل سے آیت کا ترجمہ بتا دوں۔ اَلتَّائِبُونَ الْعَابِدُوْن اور یہ لوگ جو ہر وقت توبہ کرنے والے ہیں اور عبادت گذار ہیں...... وَالْحَامِدُوْنَ السَّائِحُون اور اللہ کی حمد کرنے والے ہیں ہر وقت اللہ کی حمد کرنے والے ہیں...... وَالسَّائِحُوْن اور اللہ کے رستے میں صرف سفر کرنے والے ہیں خدا کے لیے سفر کرتے ہیں...... اَلرَّاكِعُونَ السَّاجِدُون اور تم ان کو ہمیشہ رکوع کی حالت میں دیکھو گے سجدہ کی حالت دیکھو گے یہ رکوع کرنے والے ہیں اور سجدہ کرنے والے ہیں۔

دیکھئے یہ ساری صفات ایک جگہ جمع نہیں ہوں گی۔ موضوع کے حساب میں جو آپ سے عرض کر رہا ہوں اس لیے کہ اگر تمام صفات آپ کو نظر آئیں گی، کہیں تو معصومین علیہم السلام کی ذات میں وَالآمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوف ہمیشہ امر بالمعروف کرتے نظر آئیں گے۔ ہمیشہ نہی عن المنکر کرتے نظر آئیں گے۔ وبشر المومنین اور آئے حبیب مومنین کو جنت کی بشارت دے دیجئے۔ صلوٰت بھیجیں محمد وآل محمد پر۔

یہ وہ آیت کہ اب میں نے پانچویں دن ضروری سمجھا کہ ایک بار اور پڑھتا ہوا چلا جاؤں اور اس کا ترجمہ نہ کروں تو اس کی وجہ بھی میں نے بتا دی کہ تبرکاً میں نے اس کی تلاوت کی ہے کہ مومنین بھی اس میں شامل ہو جائیں اور امیر المومنین بھی شامل ہو جائیں۔ صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر......

ایک گذارش یہ ہے کہ تھوڑا تھوڑا آگے بڑھ آئیں گے۔ میں مجلس پڑھتا ہوں بچوں کے لئے اور جوانوں کے لئے، بزرگ تو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ تین سوال۔ دو تو میری تقریر سے متعلق ہیں۔ ایک اگرچہ میری تقریر سے متعلق نہیں ہے، چونکہ مختص ہے، اس کا بھی جواب دے دیں گے۔ ایک سوال کا جواب دینا اس لئے ضروری ہے کہ وہ نیٹ سے آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر جگہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ وہ سنتے ہیں اور سوال بھی کرتے ہیں۔ یہ سوال کم اعتراض زیادہ ہے۔

ایک مجلس میں نے جامعہ میں پڑھی تھی۔ نیٹ پر گیا تھا عشرہ مصائب پر اعتراض ہوا تھا کہ یہ روایت آپ نے کہاں سے پڑھی اور مصائب کی غلط روایت نہیں پڑھنی چاہیے۔ مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے یہ جرأت کی۔ میری ایک اور گذارش ہے کہ اور جگہوں پر بھی یہ سوال کر لیا کیجئے۔ جہاں پر اسی وقت گھڑ کر روایت پڑھ دی جاتی ہے۔ آپ نے کتابوں کا نام پوچھا ہے۔ یقیناً آپ نے ساری کتابیں پڑھی ہوں گی۔ میں نے سب نہیں پڑھیں۔ لیکن جن کتابوں سے میں مصائب پڑھتا ہوں اور جن معتبر مستند علماء کے مصائب کو نقل کرتا ہوں ان کے نام ابھی لیے دیتا ہوں۔ ان کے علاوہ اگر آپ کتابیں مجھے بتا دیں گے یا بھیج دیں گے تو ڈھونڈ کر میں اور بھی پڑھ لوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ جب آپ نے اعتراض کیا ہے تو یقیناً آپ نے مصائب کی ساری کتابیں پڑھ کے اعتراض کیا ہوگا۔ آپ کو کہیں نہیں ملا تو آپ نے اعتراض کیا ہے۔ اعتراض کرنے کے لئے بھی پڑھنا ضروری ہوتا ہے ناں۔ مجھے یقین ہے لیکن پھر بھی کتابوں کے نام لے رہا ہوں آپ کے سامنے ”مہیج الاحزان، ریاض القدس، الدَّمعَۃُ السَّاکِبَۃ“ یہ تو مشہور کتابیں ہیں یعنی جن سے تمام معتبر علماء مصائب پڑھتے ہیں۔ یہ تو وہ کتابیں ہیں جن کا اُردو ترجمہ ہوا ہے اور دو کا منہاج الامع اور عین الاحزان کا اردو ترجمہ نہیں ہوا،

وہ عربی اور فارسی میں موجود ہیں۔ یقیناً وہ بھی آپ کی نظر سے گذر چکی ہوں گی۔ باقی جو مستند اور معتبر علماء ہیں ان میں علامہ نقن صاحب اعلیٰ اللہ مقامہٗ ظاہر ہے کہ مجتہد جامع الشرائط ہیں۔ کبھی غلط روایت مصائب کی نہیں پڑھیں گے۔ تو میں حوالہ دے کر بھی پڑھتا ہوں۔ جب کبھی ان کا مصائب نقل کرتا ہوں۔ خود میرے نانا سید العلماء علامہ قبلہ قلب حسین صاحب اعلیٰ اللہ مقامہٗ المعروف کبن صاحب میں عادی نہیں ہوں تعارف کرانے کا۔ تو اب چونکہ آپ نے نیٹ پر سوال کیا ہے تو ریکارڈ میں بات رہنی چاہیے تاکہ میں بھی پورا جواب دے دوں اور آپ کے پاس بھی سند رہ جائے کہ مولانا نے یہ جواب دیا تھا۔ میں سرسری گزرنا نہیں چاہتا اور اس کے علاوہ سید محمد دہلوی صاحب اور اگر آپ کو ممکن ہے بعض لوگ کہتے ہیں یہ تو برصغیر کے علماء ہیں مثلاً یہ بھی ایک فیشن ہوگیا ہے آج کل کیونکہ اپنے علماء کو پڑھا نہیں لہٰذا ان کو جانتے بھی نہیں۔ ان کی کتابیں بھی نہیں پڑھیں اور جو آج کل کے مولوی ہیں معذرت کے ساتھ مجھ جیسے انہوں نے کوئی کام نہیں کیا۔ یہ سمجھتے ہیں کہ پچھلے لوگوں نے بھی کوئی کام نہیں کیا ہوگا۔ ایسا نہیں ہے ان کا خزانہ ہے علم کا، جب آپ پڑھیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ برصغیر میں کیسے اور کتنے کتنے علمی قلعے فتح کیے ہیں۔ علمی خیبر فتح کیے ہیں لیکن اگر پھر بھی آپ کو شک ہے ان کے علم پر تو میں نے آیت اللہ مظاہری کے درس میں شرکت کی ہے اور میں کبھی کبھی ان کا نام لے کر نقل کرتا ہوں جو میں نے بالمشافہ مصائب ان سے سنے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی میں آپ کو بتا دوں کہ اگر کبھی اپنی طرف سے کوئی جملہ کہنا چاہتا ہوں تو آپ تمام مجالس پھر سن لیجئے گا۔ ایک شرط بھی لگاتا ہوں کہ بعید نہیں کہ ایسا بھی ہوا ہو جو علماء نے بتایا ہے کیسے پڑھا جائے کہ اگر کوئی مصائب کا جملہ بھی کہنا چاہ رہا ہوں تو یہ کہہ کے ایسا ہوا ہوگا یا بعید نہیں۔ یہ بھی علماء نے مصائب کے پڑھنے کا طریقہ بتایا

ہے۔اب میں نے آپ کے سامنے پوری بات کو وضاحت سے واضح کر دیا ہے۔

اب اس کے بعد آپ کو بتاؤں کہ کیا پڑھنا چاہیے اور کیا نہیں۔آپ نے تو یہ کہا کہ یہ کہاں ہے......؟ میں آپ کو بتا دوں کہ بہت ساری چیزیں ہیں پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔ کتابوں میں ہونے کے باوجود نہیں پڑھتا۔ کیوں نہیں پڑھتا......؟ کچھ ایسی روایات ہیں جو واقعات ممکن ہیں ہوئے ہوں۔لیکن چونکہ اہانت کا پہلو نکلتا ہے معصومین کی۔لہٰذا اجازت نہیں ہے کہ جو کچھ لکھا ہے پڑھا بھی جائے۔اس سے زیادہ وضاحت نہیں کر سکتا تھا میرے بھائی۔اس کے علاوہ اور کتابیں آپ کی نظر میں ہوں مصائب کی تو مجھے بتا دیجئے گا میں انہیں بھی دیکھ لوں گا۔صلوٰت بھیج دیجئے محمد وآل محمد پر۔

بھائی میں نے تفصیل سے اس لیے جواب دے دیا کہ ورنہ میں یہ بھی کہہ کے گذر سکتا تھا جیسے لوگ کہہ کر گذر جاتے ہیں کہ آپ نے کون کون سی کتابیں پڑھیں ہیں۔ پہلے آپ بتائیں تو پھر میں جواب دوں گا آپ کو۔لیکن میں نے اس لئے تفصیل بتا دی کہ میرے پاس یہ کتابیں ہیں اور میں سفر میں بھی ان میں سے کچھ کتابیں مصائب کی ساتھ لے کے چلتا ہوں۔ بہت احتیاط کرتا ہوں کیونکہ مسئلہ نہ آپ کو خوش کرنے کا ہے اور نہ آپ کو زبردستی رُلانے کا ہے۔مسئلہ اپنے امام کی بارگاہ میں جواب دینے کا بھی ہے۔ ایک بات کل بھی عرض کی تھی پھر تکرار کر دوں کہ مصائب کربلا میں کوئی جھوٹ وغیرہ گھڑنے کی ضرورت پڑتی ہی نہیں کیوں کہ مصیبت ایسی ہے کہ اگر دل ہے تو آنکھ سے آنسو بھی ٹپکے گا۔ پھر عرض کر رہا ہوں کہ مجلس کا ماحصل گریہ ہوتا ہے۔ اگر حسین پر گریہ نہ ہو تو حسین کی معرفت حاصل ہو ہی نہیں سکتی یہ یاد رکھئے گا۔صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔ ایک سوال اور ہے جو غیر معروف ہے اس کے ساتھ چھوٹا سا ایک مسئلہ اور جو ہمارے موضوع سے متعلق ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ میری بات سن رہے ہیں تو آپ

نے سن لیا ہوگا میرے بھائی! نہ میں نے آپ کی بات کا بُرا مانا ہے نہ آپ میری بات کا بُرا مانیے گا۔

سوال کرنا آپ کا حق ہے اور پوری دنیا میں میرا یہ جواب گیا ہوگا پوری اجازت دیتا ہوں کہ جو سوال آپ نے کرنا ہے کیجئے گا اور یہ بھی میں ہمت رکھتا ہوں کہ جہاں میری غلطی ہوگی میں فوراً تسلیم کروں گا۔ کیونکہ جس انسان میں اپنی غلطی تسلیم کرنے کی ہمت نہ ہو اس کا حق نہیں کہ وہ دوسرے کو غلطی پر ٹوکے۔ میں نے تو کبھی سلونی کا دعویٰ کیا ہی نہیں ہم کوئی معصوم تھوڑی ہی ہیں، ہم سب غیر معصوم ہیں۔ بڑے بڑے علماء سے اشتباہات ہو جاتے ہیں، ہوئے ہیں۔ کیوں کہ بڑے خلوص سے علم حاصل کیا ہے معصوم تو نہیں ہیں۔

علماء سوء کی بات ہی نہیں کر رہا۔ علماء حق سے اگر کوئی سہواً بات ہو جائے تو اللہ کا وعدہ ہے کہ میں درگذر کروں گا۔ کیوں کہ اس نے خلوص کے ساتھ یہ مسئلہ پیش کیا تھا غلط ہو گیا تو کوئی بات نہیں، معصوم تھوڑی ہے اسی لئے مراجع میں بات کو واضح کر دوں اسی لئے مراجع کے مسائل میں دو فیصد سے زیادہ نہیں جو اختلاف نظر آتا ہے وہ یہی وجہ ہے کیونکہ معصوم نہیں ہے۔ یہی اس راز کا ثبوت ہے کہ کائنات میں صرف معصوم ہے جو یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ جو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں۔ صلوٰت بھیج دیجئے محمد و آل محمد پر۔

یہ سوال اچھا ہے۔ اگرچہ موضوع سے مربوط نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہوا ہے کہ "جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیے جائیں انہیں ہرگز مردہ نہ کہو" کیوں؟ وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَات دو تین جگہوں پر ہے اور کہیں وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ اور تمہیں شعور نہیں ہے، حالانکہ قید لگ گئی ہے کہ نہیں شعور نہیں ہے۔

جبکہ ہمارے یہاں نہیں بلکہ سب جگہوں پر یہ ہوتا ہے کہ مردہ کہہ دیا جاتا ہے۔ اس کا جواب بھی آپ کو دیے دیتے ہیں کہ جس قرآن مجید میں یہ آیت ہے۔ اسی میں یہ آیت بھی ہے کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوت کہ ہر نفس کو کوئی بھی ہو، نبی ہو، پیغمبر ہو، امام ہو، کوئی بھی ہو، قید نہیں ہے۔ یاد رکھیے کہ شہادت کا مرحلہ بھی موت سے ہی گذرتا ہے۔ پہلا مرحلہ موت ہے اسی لیے اللہ نے کہا یہ شہید ہیں تم انہیں مردہ سمجھ رہے ہو۔ کیونکہ تمہیں شعور نہیں اس لیے کہہ رہا ہوں۔ وہ حیات کیسی ہے؟ یاد رکھیے جو مر جاتا ہے کیا وہ باقی نہیں ہے؟ جو مر جاتا ہے وہ بھی باقی قُلْ یَسْئَلُونَکَ عَنِ الرُّوحُ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی آپؐ سے روح کے بارے پوچھا جاتا ہے کہ رسول یہ روح کیا ہے؟ یہ شہیدوں کی تو نہیں ہے ہر شخص کی روح قبض کی جاتی ہے۔ یعنی دوسرے عالم میں موجود ہے اس لیے روح ہمیشہ زیر سوال ہی رہی۔

سوال کیا گیا یَسْئَلُونَکَ عَنِ الرُّوح یہ آپ سے پوچھتے ہیں روح کے بارے میں۔ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اللہ کے امور میں سے ایک امر ہے...... اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے...... اللہ کے اصراروں میں سے ایک اصرار ہے۔ جو تھوڑا سا علم مجھے دیا گیا ہے۔ اگر چہ پورا بھی علم ہو، تو اللہ نے حکم یہی دیا ہے کہ رسول تھوڑے سے علم کا اظہار کرتا ہے سارے علم کا نہیں صلوٰت بھیجیے محمد و آل محمد پر۔

یاد رکھیے! جناب حمزہ کا غم منایا رسولؐ نے۔ یہ ہمارا تشیع کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ سب کا مسئلہ ہے۔ آیت کی تفسیر کبھی تفسیر بالرائے نیز بالرائے نہ کرنا۔ بلکہ آیت کی تفسیر وہی ہے جو معصوم کے کسی قول کے سائے میں ہو...... معصوم کے عمل کے سائے میں ہو...... معصوم کے فعل کے سائے میں ہو...... خود معصوم نے گریہ کر کے بتا دیا ہے۔ رسول

نے جناب حمزہ کی شہادت کا غم منا کر بتا دیا کہ وہ الگ چیز ہے۔ یہ جو اللہ کا وعدہ ہے، بتا رہا ہے کہ بیشک رب اپنی جگہ، لیکن یہ مت سمجھنا کہ عام انسانوں کی موت انہیں آ گئی۔ ہمیں تو باقی رکھا ہوا ہے؟ کیوں رکھا ہوا ہے باقی؟ ایک جملے میں اس بات کو مکمل کر دیں اس لئے کہ شہید کو نہیں معلوم کہ مجھے کتنے دن جینا ہے۔ شہادت کی اب حکمت سمجھ لیجئے آپ، شہید نہیں جانتا کہ میری کتنی زندگی باقی ہے۔ ایک دن ہے کہ ایک سال ہے کہ سو سال ہے۔ جو بھی زندگی ہے اس کا سودا کرتا ہے وہ اللہ کے ساتھ۔ اس لطیف نقطے کو سمجھ لیجئے گا، یہ سب معصومینؑ کا صدقہ ہے۔

یہ سوال ابھی ابھی مجھے کسی برادر نے دیا ہے۔ لیکن اتنا اچھا تھا کاش میرا موضوع یہ ہوتا تو میں اسی موضوع کے اوپر پڑھتا چلا جاتا۔ اتنا عمدہ سوال کیا ہے۔ جس بھائی نے بھی کیا ہے میں اسے داد دیتا ہوں دیکھئے آپ سمجھ لیجئے اس بات کو اب شہید معاملہ کرتا ہے اللہ سے اپنی باقی زندگی کا...... معاملہ کس سے کر رہا ہے اللہ سے...... اپنا مال کسے بیچ رہا ہے اللہ کو...... بیچنے والا جو اس کے پاس ہے وہ بیچ رہا ہے۔ جو میرے پاس ہے وہ میں بیچ رہا ہوں، آپ کے پاس جو ہے وہ آپ بیچ رہے ہیں۔ تو شہید کی قیمت لگانے والا کون ہے...... وہ ہے اللہ......! مجھے نہیں معلوم کہ کتنی زندگی ہے میں نے تو اللہ سے سودا کر لیا جو بھی زندگی ہے سب تیرے حوالے۔ اب پروردگار جب خریدے گا اس کو تو...... کس قیمت پہ خریدے گا۔ تو نے اپنی باقی زندگی میرے حوالے کی تو اب میں تجھے کبھی مرنے نہیں دوں گا۔ مطلب یہ ہے اس کا، یعنی تیرا ذکر ہمیشہ شہداء میں اسی طرح زندہ رکھا جائے گا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ شہید کی جو موت ہے یعنی شہید کو بھی موت آتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے بھائی کہ شہید ہونے کے لیے بھی مرنا پڑتا ہے۔ مرے بغیر کسی کو شہادت بھی نہیں ملتی۔ صلوات پڑھ دیجئے محمد و آل محمد پر۔

شہادت ہے تو بہت اچھی چیز لیکن شہید ہونے کیلئے موت کے لمحے سے تو گزرنا پڑے گال۔ اسی لیے یہ تمام انبیاء شہداء کی صف میں ہیں۔ لیکن اسی لیے ملک الموت کا ذکر ہر ایک کے لئے حضرت عزرائیل کے پاس ہے۔ فرق اتنا ہے کہ نبی کے پاس جاتا ہے تو اجازت لے کر جاتا ہے۔ پہلے بتائے گا پھر روح قبض کرے گا، باقی کسی کے لئے نہیں۔

اتنی ساری دلیل ہے جو میں نے دے دی اسے یاد رکھئے گا۔ موت کا حقیقی مفہوم کچھ اور ہے، موت کے مرحلے سے گزر کر حیات ابدی کو حاصل کرنا پڑتا ہے۔ صلوٰت بھیج دیجئے محمد و آل محمد پر۔

کل کی مجلس میں جو سوال پیدا ہوا اور کل ہی ہمیں دے دیا گیا تھا۔ آج پھر یاد دہانی کرا دی گئی کہ بھولیئے گا مت۔ تو بھولوں گا اس لئے نہیں کہ موضوع سے متعلق نہیں۔ میں آپ سے عرض کرتا رہا کہ ہر دور میں قیام ہوتا رہا۔ کبھی مخفی طور پر کبھی علوی طور پر۔ میں نے وعدہ کیا تھا دوسری مجلس میں کہ واقعہ حرہ میں پڑھوں گا اور شاید کہ کل پہنچتا لیکن سوال کی وجہ سے مجھے آج ہی آنا پڑ گیا۔

سوال یہ کیا گیا کہ جناب جب باطل کے خلاف قیام لازمی تھا اور ہر امام نے کسی نہ کسی صورت میں قیام کیا۔ تو چوتھے امام واقعہ حرہ میں مدینے کو چھوڑ کر کیوں چلے گئے۔ ہاشمیوں نے اتنے بڑے قتال میں جو یزید کے جنرل مسلم ابن عقبہ کے خلاف ہوا، بنی ہاشم نے حصہ کیوں نہیں لیا۔ سب مدینہ چھوڑ کر کیوں چلے گئے۔ امام سجاد کے ساتھ اس باغ میں کیوں رہے۔ بہت اچھا سوال آیا ہے اب کیونکہ موضوع سے متعلق ہے یہیں سے موضوع کی ابتدا کرتے ہیں اور پھر حسب وعدہ دعا کی طرف اشارہ یعنی دعا کی تشریح لے کر چلیں گے اور اس کے بعد اگر وقت بچ گیا تو آج انشاء اللہ فرزدق کا قصیدہ

اور فرزدق کے بارے میں بھی بات کریں گے۔ صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

واقع حرا تو آپ نے سنا ہو گا۔ پوری توجہ رکھئے گا کیونکہ یہ جو میں ٹکڑا پڑھ رہا ہوں یہ ہے تاریخ۔ تاریخی حوالے بہت کم ملا کرتے ہیں۔ سن لیجئے تا کہ کبھی کوئی اعتراض نہ کر سکے۔ کہ کس کس نے بنی ہاشم میں سے اس جنگ میں حصہ لیا، کون کون شہید ہوا۔ سید سجاد کے خاندان کا...... صرف امام نے حصہ نہیں لیا۔ امام نے حکمت عملی بتا دی کہ یہ اب دوشعبوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ اب صرف تلوار سے جہاد کرنا ہے۔ بنو امیہ کی حکومت کا زمانہ ایسا ہے کہ ان کو اپنی اصلی حالت میں رکھنا بڑا ضروری ہے۔ سوائے امام کے کوئی یہ کام انجام نہیں دے سکتا۔

بنو امیہ ڈرے ہوئے، وہ خود بھی نہیں چاہتے لہٰذا جب مسلم بن عقبہ کو بھیجا تو یزید نے زبانی بھی اور تحریر تاکید کی خبردار علی ابن حسین سے کوئی سروکار نہ رکھنا۔ کیوں؟ جانتا ہے اس سے ٹکرانے کا مطلب ایک اور کربلا بنے گی۔ پھر تعین سے کہا مجھے اطلاع ہے کہ وہ صرف عبادت، دعاؤں اور مناجات کے علاوہ کسی کام میں حصہ نہیں لے رہے۔ دیکھی امام کی حکمت عملی کہ امام جانتے ہیں کہ میرے چاروں طرف جاسوسوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ لہٰذا دین کو بچانا ہے...... پیغام و تاریخ پہنچانی ہے۔ کل میں نے عرض کیا اسلام کیسے پہنچا؟ آگے آنے والوں کو بتانا ہے۔ واقعہ کربلا کو بچانا ہے تا کہ اسلام ہمیشہ باقی رہے۔

چاروں طرف سے جاسوسوں نے یہ اطلاع دے دی کہ علیؑ ابن حسینؑ کوئی بھی سروکار نہیں رکھتے حکومتی کاموں سے۔ وہ صرف عبادت، دعاؤں اور رونے میں مشغول رہے ہیں۔ ان کو کیا پتہ کہ امام کا رونا بھی کربلا ہے...... امام کی نماز بھی کربلا ہے...... امام کی دعا بھی کربلا ہے۔

تو اب ہمیں پتہ چلا کہ سب کچھ دیا ہوا ہی چوتھے امام کا تھا۔ اگر چوتھے امام کا وجود نہ ہوتا اُس 35 سال کے پُر آشوب بھیڑیوں کہ دور میں کچھ نہ پتہ چلتا کہ اسلام ہے کیا؟

اب واقعہ حَرا...... حرا میں جس پر زبر ہے۔ لوگ یہی پڑھتے ہیں پہلے میں بھی یہی پڑھتا تھا مگر ح پر زیر ہے اس لیے فرق تو نہیں پڑھتا مگر جو لفظ صحیح ہے وہ پہنچانا چاہیے۔ یہاں شاعر بیٹھتے ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ شاعر زبان فوراً پکڑتے ہیں۔ پھر میں گزارش کرتا ہوں کہ زیر زبر صحیح ہو جائے۔

حِرا مدینے کی طرف مشرق کی طرف بلند ایک مقام ہے۔ مقام اس لیے بتا رہا ہوں کہ جنگ کے لیے جغرافیہ بڑا اہم ہوتا ہے۔ فوجی تو نہیں ہوں مگر تاریخ پڑھ کر پتہ چلا کہ جنگ کے لیے ان چیزوں کا بڑا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

وہ اپنی سازش کر رہے تھے۔ الشر اپنا بندوبست کر رہا تھا۔ لہٰذا پورے عالم اسلام میں خبریں پھیلتی جا رہی تھیں۔ ہریر کے متعلق اب عبدالشر ابن ہندلہ، عبدالشر ابن مقیم، برقل این سنیا تین بڑے بڑے نام تابعین کے۔ مدینے سے عبدالشر ابن ہندلہ، ہندلہ غسیل الملائکہ کا بیٹا جنگ احد کا وہ شہید جس کی لاش کو ملائکہ نے غسل دیا اور رسولؐ نے اُسے عضیر الملائکہ قرار دیا تھا۔ اُس کا بیٹا عبدالشر ابن ہندلہ غسیل الملائکہ کا بیٹا۔ عبدالشر ابن مقیم مراقل ابن سینا ان کا ایک وفد گیا کہ واقعی یہ فاسق و فاجر ہے کہ نہیں۔

62 ہجری کے آخر میں یہ وفد گیا۔ 50 عشراق مدینہ۔ تاریخ طبری حصہ چہارم اردو ترجمہ بھی دیکھ لیجئے گا۔ ابن خلدون جلد اول و دوئم اس کو بھی دیکھ لیجئے گا۔ ایک ہے مقدمہ ابن خلدون اور ایک قصص البنیاء، ابن خلدون کی جلد اول جلد دوئم چھوڑ دیجئے گا۔ کہاں سے شروع ہوتا ہے رسول اور خلفائے رسول اور خلافت بنو امیہ وہ کہاں

رہے کہ اول دوئم اُس کی دوسری جلد چہارم طبری کا اس میں آپ دیکھیں کہ واقع بالکل جو میں بتا رہا ہوں۔ صرف اپنی شیطنت کہیں کہیں دکھائی ہے واقع وہی کا وہی ہے کہ 50 عشراق مدینہ گئے مدینہ سے دمشق گئے، دمشق میں اپنی آنکھوں سے حالت دیکھی۔ یزید نے ان کو رشوت بھی دی کسی کو 50 ہزار کسی کو ایک لاکھ اور کسی کو 10 لاکھ درہم۔ اول تو یہ مخالفت نہیں کر سکتے تھے جانتے تھے کہ گردن ماردی جائے گی۔ واپس مدینے پہنچے پورا مدینہ جمع ہوا پوچھا کیا کچھ کر کے آئے۔ کہا کتوں سے کھیلتا ہے، شرابی ہے، بدکار ہے، حالت نشے میں نماز پڑھاتا ہے۔ کبھی کبھی اتنا مست ہوتا کہ نماز بھی نہیں پڑھتا۔ دونوں کے یہی الفاظ ہیں ابن خلدون اور طبری بھی، بدترین دونوں مخالف ہیں اہل بیت کے۔ اور دونوں تاریخوں میں یہی کردار لکھا ہے جو حسین نے 60 ہجری میں اعلان کیا تھا کہ یہ ہے ملعون لوگوں نے نہیں مانا۔ یہی ہوتا ہے کبھی حسین کی بات نہیں مانتے کبھی حسین کہ نمائندوں کی بات نہیں مانتے۔

اس وقت حسین کی بات مانی ہوتی اُس وقت یزید مسلط نہ رہتا اور زمانے میں اُن کے نائبین کی بات مان لی ہوتی تو تمہارا آج یہ حشر نہ ہوتا۔ جب وہ کہتا تھا شیطان ہے تو نہیں مانتے تھے۔ اب جوتے پڑ رہے ہیں تو کہتے ہیں سب سے بڑا شیطان ہے۔ اب یہ تو جناب پیغام کا حصہ ہے نہ پہنچانو۔ علماء کی روح کو کیا جواب دوں گا کہ جن جن جوتیوں کا صدقہ ہے، یہ جو ہم لوٹ رہے ہوتے ہیں مجلس حسینؑ کے نام سے، مجلس حسینؑ کے بہانے سے اس فرش عزا کے بہانے سے۔

واپس آئے پورے مدینے میں لوگوں نے کہا تم تو انعام بھی لے کر آئے ہو۔ ارے کیا کرتے اگر انعام نہ لیتے تو وہیں مار دیے جاتے تمہیں بتانا تھا اور ہم نے اس انعام کو خرچ نہیں کیا بلکہ یہ جو رقم اس نے دی ہے اس رقم کے ذریعے سے اب اس کے

خلاف قیام کریں گے۔ یعنی عبداللہ ابن حنزلہ یہ کہتے ہیں کہ جب تک ہمیں یہ یقین نہ ہو گیا کہ اگر اب ہم یزید کے خلاف کھڑے نہ ہوئے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسنا شروع ہو جائیں گے۔ اس وقت تک ہم نے قیام نہیں کیا، یوں مدینہ یک زبان ہو گیا اور پہلا حملہ مروان کے گھر پر کیا۔ مروان نکل کے کہاں بھاگا؟ اب دیکھئے یہ وہی مروان ہے جس نے گھر اجاڑا ہے۔ یہ وہی مروان ہے کہ جب یزید تخت پر بیٹھا اور سید الشہداء ولید بن عقبہ والئی مدینہ کے پاس آئے ہیں اس نے کیا کیا تھا کہ جانے مت دے۔ ابھی سر قلم کر دے اور جب یہ مشکل میں گھرا...... چار سو بنو امیہ اور آل مروان کے مرد عورتیں دوڑے ہیں جناب سید سجاد کے پاس کہ فرزند رسول ہمیں پناہ دیجئے۔ یہ لکھا ہے تاریخوں میں۔ طبری نے اس واقعے کو مختصر سہی لیکن لکھنا پڑا۔ تاریخ کا حصہ ہے کہ اس خاتون سمیت یہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے الزام لگایا تھا علی ابن حسینؑ کے دادا علی ابن ابیطالب پر قتل ثالث کے وہی لوگ ہیں۔ لیکن جب مدینے والے ان کے خلاف جمع ہوئے تو سید سجاد نے دروازہ کھول دیا کہ امان ہے۔

مدینے والے جانتے ہیں سید سجادؑ کا مقام آل ابوسفیان اور آل مروان کی چار سو عورتوں اور بچوں نے زین العابدینؑ کے گھر میں پناہ لی۔ امام نے دروازے کھول دیے تم نے ہماری عورتوں بچوں اور ماؤں کو قیدی بنایا تھا کتنا بہترین وقت ہے سید سجاد کیلئے کہ انتقام لیتے لیکن علی کا بیٹا ہے اور ہے بھی علی ایسا انتقام لے رہا ہے کہ کتنا ہی کردار کو مسخ کرو گے تمہارے مورخ لکھیں گے کہ میں نے اپنے گھر کے دروازے کھولے۔ کیا جب یہ مظلوم بن کر آئے مظلوم بن کر یعنی کمزور بن کر آئے اور میرے دادا کا قول ہے کہ جب دشمن کمزور ہو تو اس وقت اس پر حملہ مت کرنا جب کمزور ہو کر تمہارے سامنے آئے تو اسے معاف کر دینا۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر...... ابوسفیان

کے گھر کی خواتین کہتی ہیں کہ مہینوں ہم علی ابن حسینؑ کے گھر مہمان رہے اور قسم کھا کر کہتی ہیں کہ اتنے محفوظ اور اتنی امان سے کہ ایسے ہم اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے گھر میں نہیں رہ سکتے تھے جتنے محفوظ اور با امان ہم سید سجادؑ کے گھر میں تھے۔ یہ ہے پس منظر ان کے بھاگنے کا سمجھ گئے آپ سب نے پناہ لی کیوں کہ جانتے ہیں کہ سید سجادؑ کے گھر پر مدینے والے حملہ نہیں کریں گے۔ مدینے والے قیام کی حالت میں ہیں۔ یزید کو معزول کر دیا کہ اب تو خلیفہ نہیں ہے۔ یزید نے مسلم ابن عقبہ کو بلایا اس کو لشکر دیا بارہ ہزار کا...... کہا پہلے تین دن کی مہلت دینا...... یہ تاریخ کا حصہ ہے...... یہ وہ سوالات جو آپ سے کئے جاتے ہیں ان کے جواب دے رہا ہوں آپ کے پاس جب تک یہ ہتھیار نہیں ہو گا جوابات کا تو آپ کیسے معاشرے میں لوگوں کے سوالات کا جواب دیں گے...... ہمیشہ کردار کی تلوار سے اہل بیت نے باطل کو نعبود کیا ہے۔ اس کردار کی ذوالفقار کو اپنے پاس رکھو جس کا جواب کوئی تاریخ نہیں لا سکتی...... کہا تین دن کی مہلت دینا انہیں...... بیعت کر لیں اور اگر یہ لڑنے پر آمادہ ہوں تو ان کو تاراج کر دینا...... کوئی رحم نہ کھانا جب قبضہ کر لو تو...... تین دن تک قتل عام کرنا...... یہ حکم دیا جا رہا ہے کسی کا لحاظ نہ کرنا تین دن تک قتل عام کرنا اور غلامی پر بیعت لینا یعنی یزید کی غلامی پر بیعت لینا ان سے...... اسلام پر نہیں...... مسلم ابن عقبہ پہنچا مدینے کا محاصرہ کیا اور مدینے کا محاصرہ کرنے کے بعد پیغام بھیجا لیکن مدینے والے لڑنے کو تیار...... اب یہ سوال کا جواب تھا لیکن میرا موضوع چل رہا ہے آپ کو جواب ملے گا، کون کون تھا بنی ہاشم میں اور کس کس نے کیسے کیسے لڑائی کی ہے۔ پورا مدینہ جمع ہو گیا اور یہ میں اپنی تاریخوں سے نہیں پڑھ رہا ہوں یہ سارا میں پڑھ رہا ہوں تاریخ ابن خلدون سے۔ کیونکہ ہوتا یہ ہے آپ تو اپنی کتابوں سے پڑھتے جا رہے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں اور ان کے حوالے اور ابن کثیر نے بھی یہی لکھا ہے

ساری تاریخوں نے کسی نے مختصر کسی نے ذرا تفصیل کے ساتھ۔ جس کا جیسا حجم ہے کتاب کا اس نے اس حساب سے لکھا۔ مدینے والوں نے بیعت سے انکار کر دیا، تین دن کے بعد کہا کہ آخری مہلت دیتا ہوں کیا چاہتے ہو بیعت کرو گے یا لڑو گے...... مدینے والوں نے کہا کہ لڑیں گے خندق کھودنی شروع کر دی یہ حرا کے مقام پر آیا۔ اب دیکھئے جنگ کی حکمت عملی مشرق کی طرف مقام حرا مدینے کا بلند مقام ہے۔ یہاں سے حملہ کیا جائے یہ بھی ایک بنوامیہ کے فرد کا کام ہے...... نام نہیں لینا چاہتا مصلحتاً۔ اس نے جا کر ترکیب بتائی تھی کہ ادھر سے حملہ کرنا۔ کیوں مشرق سے سورج طلوع ہوتا ہے۔ جب تم صبح کے وقت حملہ کرو گے تو تمہاری پشت میں سورج ہو گا۔ ان کی آنکھوں میں سورج پڑے گا۔ اب جنگ کی حکمت عملی ہر دور میں اختیار کرنا پڑتی ہے۔ دعا اپنی جگہ۔

رسول نے پہلے جنگ بندی کی پہلے میدان کا انتخاب کیا تھا اس کے بعد دعا کی...... بعد میں کہا بار الہا! اس قلیل کی مدد کرنا۔ پہلے قیام کیا پہلے جنگ کی حکمت عملی...... پہلے میمنہ میسرہ علم کس کو دینا ہے علمدار کس کو بنانا ہے، انصار کا علم کسے دینا ہے...... مہاجرین کا علم کسے دینا ہے...... صائبان میں بھی کچھ رہنے والے ہونے چاہئیں۔ جن کا فخر یہ ہو کہ یہ پوری جنگ کے دوران رسول کے ساتھ چھتری کے نیچے کھڑے تھے۔ کیونکہ جانتے تھے کہ سب سے محفوظ جگہ ہی یہی ہے۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

جنگ احد میں اہتمام کیا رسول نے جنگ کی، حکمت عملی ترتیب دی احد کے پہاڑ پر، کچھ لوگوں کو مقرر کیا۔ خبردار جب تک میرا حکم نہ ہو جنگ ختم نہ ہو جائے اس درے کو نہ چھوڑنا۔ پھر دعا کی۔ لیکن جب لوگوں نے رسولؐ کے منصوبے کی، خلاف ورزی کی تو پٹائی ہوئی ناں۔ بھاگے پھر چھتری بھی کام میں نہیں آئی...... صائبان بھی کام نہیں آیا۔ دیکھا کہ اب تو رسولؐ پر بھی حملہ ہو رہا ہے۔ رسولؐ کے بھی دندان مبارک شہید

ہو گئے رسولؐ کی پیشانی پر بھی زخم آیا۔ یہی تو ہمارا سوال ہے کہ بدر میں چھتری تلے کھڑے ہونے والے احد میں کہاں چلے گئے تھے......؟ کوئی تو زخم انہیں بھی آ گیا ہوتا۔صلوٰت بھیج دیجئے محمدؐ وآل محمدؑ پر۔ زخم نہ آنا بتا رہا ہے کہ بڑے ہوشیار تھے۔صلوٰت بھیج دیجئے محمدؐ وآل محمدؑ پر۔

جنگ شروع ہوئی۔اب بات سمجھ میں آ گئی، کیوں اس کو واقعہ حرہ کہا جاتا ہے کہ حرہ کا مقام اتنی اہمیت کا حامل تھا اس جنگ کے لئے۔لہٰذا حملہ ہوا جنگ شروع ہوئی اور مدینے والے جی توڑ کر لڑنے لگے۔ایک سپاہی کا مجھے نام ملا کہ جو بیس سواروں کے ساتھ حملہ آور ہوا اور ان کو دوڑاتا ہوا لے گیا۔اس کا نام تھا فضل ابن عباس۔ جب اس نے ان سینکڑوں کو دوڑایا قتل کرتے ہوئے تو فضل ابن عباس نے عبداللہ ابن حنزلہ کو جو سپہ سالار ہے اس سے۔ کہا کہ کیا تو چاہتا ہے زیادہ سے زیادہ حزیمت پہنچاؤں...... نقصان پہنچاؤں تو تمام پیادوں کو میری کمان میں دے دے۔عبداللہ ابن حنزلہ نے دیکھا فضل ابن عباس کو اور حکم دیا کہ جتنے بھی پیادے ہیں سب اس فضل ابن عباس کی علمداری میں آ جاؤ۔فضل ابن عباس نے اعتراض کرنے والوں کو بھی جواب دے دیے۔سوال کرنے والوں کو بھی جواب دے دیئے۔فضل ابن عباس، ابن ربیعہ، ابن حارث، ابن عبدالمطلب یہ ہے شجرہ۔فضل ابن عباس کو پرچم دیا گیا، جسے علمدار بنایا گیا اور حالت یہ تھی کہ جسے برچھی مارتا تھا عبدالمطلب کا یہ پوتا ساتھ میں کہتا تھا خُذھَا مِنّی اَنَا ابنُ عبدالمطلب میری طرف سے یہ تحفہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

یاد رکھا کیجئے! کہ کہاں تھے اہل بیت...... کہاں تھے ہاشمی...... سب سے زیادہ جس نے مقابلہ کیا، تاریخیں کہتی ہیں کہ مسلم ابن عقبہ کے سر پر پہنچ گیا فضل ابن عباس پیادوں کے ساتھ۔اور یہ کہہ کے چلا تھا عبداللہ ابن حنزلہ سے کہ میں اب واپس نہیں

آؤں گا میدان سے یا مسلم ابن عقبہ کو مار کے آؤں گا یا تو میری شہادت کی خبر سنے گا۔
صلوٰت بھیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

یہ ہیں ہاشمی۔ فضل ابن عباس، ابن ربیعہ، ابن حارث۔ حارث کون؟ جن کا سب سے بڑا بیٹا پہلا شہید۔ ابو عبیدہ ابن حارث جنگ بدر کا پہلا شہید ہے۔ ویسے تو جناب یاسر ہیں...... جناب سمیہ ہیں...... ان کی بات نہیں کر رہا۔ بدر کی جنگ کا پہلا شہید کون رسول کا چچا زاد بھائی، عبدالمطلب کا پوتا، عبدالمطلب کے سب سے بڑے بیٹے حارث کا سب سے بڑا بیٹا ابو عبیدہ...... ابو عبیدہ کا چھوٹا بھائی، ربیعہ کا، عباس کا بیٹا فضل مدینے میں ان شامیوں کے خلاف علمبردار اور صرف جناب فضل ابن عباس نہیں جناب حارث کا ایک بیٹا جو بدر میں شہید ہوا، دوسرا بیٹا ربیعہ جس کے بیٹے فضل ابن عباس یعنی پوتے، تیسرا بیٹا نوفل اور نوفل کا بیٹا عبداللہ، پوری واقعہ حرہ میں شجاعت کے جو، جوہر ہیں ان دو چچا بھتیجوں کے ہیں۔ فضل ابن عباس اور ان کے چچا عبداللہ ابن نوفل یعنی حسن و باطل کا کوئی معرکہ ایسا نہ تھا جہاں ہاشمیوں کا وجود نہ ہو۔ صرف امام گیا ہے...... ہاشمی نہیں گئے۔ ہاشمی جانتے ہیں کہ ہمارا کام کیا ہے اور امام کا کیا ہے صلوٰت بھیج دیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

تو اب نہیں کہنا کہ واقعہ حرہ میں ہاشمی کیوں نہیں تھے۔ عبدالمطلب کی اولاد، یہ تو بنو ہاشم کا بیٹا ہے۔ وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں اور یہ پہنچا اور ان کے علمدار کو مسلم ابن عقبہ سمجھ کر قتل کر ڈالا۔ یہ سمجھے کہ میں نے قتلت تاغیت القوم اور نعرہ بھی لگایا کہ تاغعیت القوم کہ میں نے قوم جفا کا سردار قتل کر ڈالا۔

سمجھے کہ میں نے مسلم ابن عقبہ کو قتل کر دیا، لیکن مسلم ابن عقبہ دور سے چلایا...... یہ رومی غلام ہے۔ اپنے لوگوں کو سنبھال، کہ بھاگ نہ جائیں اس کے دھوکے

میں نہ آنا۔ میں زندہ ہوں۔ پھر اس کی طرف دوڑے فضل ابن عباس سواروں کے ساتھ۔لیکن برچھی برداروں نے روک لیا۔مسلم ابن عقبہ نے حکم دیا کہ کسی طرح بھی ان کو روکو۔ کیونکہ جانتا ہے کہ یہ عبدالمطلب کا بیٹا ہے۔آپ دیکھئے کہ فخر کیسا ہے۔ جب کوئی اپنی شجاعت کا ذکر کرتا تھا۔ چاہے وہ رسول ہو......رسول کے بعد کا زمانہ ہو...... کہتا یہی تھا کہ انا ابن عبدالمطلب یعنی سب کو یاد دلاتا تھا...... اس عبدالمطلب کا بیٹا ہوں جو اکیلا ہاتھیوں کے مقابلہ میں کھڑا ہو گیا تھا۔صلوٰت بھیجئے بلند آواز سے۔

اب اس تاریخی مقام پر چاہتا تو صرف واقعہ پیش کر دیتا۔ اتنی تفصیل سے بتانے کا مقصد یہ تھا کہ بات آج کل ریکارڈ میں آجاتی ہے۔ پہلے ہوا میں نکل جاتی تھی۔ اگر کوئی نہ مانے، اسے بعد میں دے بھی سکتے ہیں۔ اسی لیے میں نے نام لے دیے اُردو ترجمے کے ساتھ جبکہ اردو ترجمے والوں نے بڑی گڑبڑ بھی کی ہیں۔ بڑے خوف زدہ تھے سید سجادؑ...... عجیب خوف زدہ تھے۔ابھی مصائب کے دور میں بتا دوں گا کہ خود ہی اس امام کا یہ جملہ بھی لکھتے ہو اور خود ہی یہ لکھتے ہو کہ مسلم بن عقبہ کے مقابلہ میں امام خوف زدہ تھے۔ دہشت سے بڑے معاذ اللہ ایک ملعون نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ خوف سے کانپ رہے تھے۔ حسین کا بیٹا کوفہ شام سب سر کر کے آ گیا ہے۔ وہ اس مسلم ابن عقبہ ملعون کے خوف سے تو یہ اپنی کارستانیاں تو ضرور دکھائی ہیں۔لیکن اس کے باوجود کچھ نہ کچھ کہہ کے چلے گئے۔ کیوں کہ ان کے بغیر گذارہ نہیں تھا۔صلوٰت بھیجئے۔

تو بظاہر یہ سوال کا جواب تھا جو مجھ سے کیا تھا۔ واقعہ حرہ اور مجھے تو ویسے بھی پڑھنا تھا واقعہ حرہ کیونکہ امام کی زندگی کا واقعہ ہے۔اور سیرت سجاد کا ایک پہلو ہے کہ کسی ہاشمی کو نہیں روکا لڑنے سے۔ کیوں کہ حق و باطل کا معرکہ ہے۔آخر میں یہی ہوا۔ مدینے کے لوگ ہار گئے۔ ہارنے کے بعد سنئے...... یہی تاریخیں کہتی ہیں کہ تین دن تک کھلا

چھوڑ دیا اس نے معافی نہیں...... بیعت نہیں ......تو یہ بھی نہیں کہ تین دن تک جتنا قتل عام کر سکتے ہو کرو...... زبان رُک گئی ...... کہتے کہتے کچھ نے تو کہہ دیا کہ 360 صحابہ رسول قتل ہوئے۔ اور ابن خلدون جیسے منافقوں نے کہا کہ 360 اشراف مدینہ کا بھی قتل کر دیا۔ اشراف مدینہ کی تو نے تعریف نہیں کی، کہ یہ کون تھے......؟ اشراف مدینہ، اصحاب رسول ہزاروں مسلمانوں کی بے حرمتی کی گئی...... مسجد نبوی کو گھوڑوں کا اصطبل بنا دیا گیا...... سڑکوں پر خواتین کی...... صحابہ کرام کی...... حرمت کو پامال کیا گیا۔ یہی تو میں کہتا ہوں...... یہی سوال تو ہم کرتے ہیں کہ دفاع کا دعویٰ کرنے والو...... پہلے گریبان میں جھانک کر تو دیکھو کہ کس نے مدینے کی گلیوں میں صحابہ کی حرمت کو پامال کیا تھا۔

واقعہ حرہ کوئی تاریخ نہیں، جو واقعہ حرہ کے بغیر مکمل ہو جائے۔ تین دن لوٹ مار کے بعد قتل عام سے تھک گیا۔ پھر اعلان کیا کہ بیعت لو...... ان سے اور یزید کی غلامی پر بیعت لو...... ان سے اسلام پر نہیں...... سنت رسول پہ نہیں...... حتیٰ کہ سنت شیخین پر بھی نہیں...... بلکہ یزید کی غلامی پر جو بیعت کرے اس کی جان بخشتا ہے۔ اور ان کے شانے پر یزید کی غلامی کی مہر لگائی جاتی۔ یہ ہے جناب تاریخ...... اس کو ذرا پڑھ لیا کیجئے۔ کیونکہ تاریخ خطبوں میں بیان نہیں کی جاتی اسی لئے لوگ گمراہی میں پڑے رہتے ہیں۔ لوگوں کو پتہ ہونا چاہیے کہ کیا گیا مسجد نبوی کے ساتھ...... کس طرح حرمت پامال کی گئی خانہ کعبہ کی۔ کیونکہ جب مسلم ابن عقبہ نے پیغام بھیجا تھا مدینے والوں کو کہ بیعت کر لو...... تین دن کی مہلت ہے اور ساتھ میں یہ بھی کہا کیونکہ تم محترم شہر کے رہنے والے ہو میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہارے خون میں ہاتھ رنگوں۔

میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ مل کر اس کو قتل کروں جو مکے میں ہے۔ کیسے کہا تھا عبداللہ ابن زبیر کو۔ تاریخوں میں لکھا ہوا ہے کہ وہ اس کو مسلمان ماننے میں تیار نہ

تھا۔ جسے آپ خلیفہ کہتے ہیں۔سپہ سالار کو حکم دے کر بھیجا تھا یزید نے، کہا پہلے مدینہ پھر مکہ میں اس ملحد کو ختم کر کے آنا تو مسئلہ کوئی عجیب نہیں، یہ نعرہ بھی نیا نہیں، یہ الزام بھی جس کو جس کی مرضی ہر دور میں کہتا چلا آیا۔ یہ تاریخ کے وہ صفحے ہیں، کہ جن کا ریکارڈ پر لے آنا ضروری تھا۔ کیونکہ اتنی موٹی موٹی کتابیں الماری میں رکھی ہوئی اچھی لگتی ہیں پڑھنے کی کسی کے پاس فرصت نہیں ہوتی، اسی لیے میں حوالے دے رہا ہوں کہ جب بھی چاہیں انہیں کھول کر پڑھ لیجئے صلوٰت بھیج دیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

بہت دیر ہوگئی، موضوع وہی چل رہا ہے میرا۔ اس میں اتنی تفصیل ہوگئی۔ لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ تو بات کرنی ہے۔ اس دعا کا، آٹھویں دعا کا حوالہ تو دینا ہے۔ تو دعاؤں کو تو میں سہارا بنا رہا ہوں۔ کل میں نے ایک بات عرض کی تھی ہم مانگنے کو دعا کہتے ہیں۔ امام سجادؑ سکھا رہا ہے کہ صرف مانگنا دعا نہیں ہے...... بلکہ کچھ چیزوں کا نہ مانگنا بھی دعا ہے۔ مثلاً کچھ چیزوں کے لئے دعا کرو گے، اللہ یہ نہ دے۔ ہم دعا یہ کرتے ہیں، اللہ یہ دے دے...... اللہ یہ دے دے...... مولا یہ دے دے...... بحق پنجتن یہ دے دے۔ یہی کہتے ہیں ناں۔ مولا سے بھی مانگیں گے تو...... مولا یہ دے دے...... نہیں بلکہ مولا سکھا رہے ہیں کہ کچھ چیزوں کے لئے دعا کرو کہ مولا یہ نہ دے۔ یہ ضروری ہے وہ جو کل میں عرض کر رہا تھا کہ وہ تسبیحاں یاد کرو کہ جن سے کاروبار میں ترقی ہوتی چلی جائے...... کاروبار میں ترقی ہوتی چلی گئی۔ اور اگر تم اپنے نفس کے محافظ نہ رہے تو یہی مال تمہارے لئے عذاب بن جائے گا کہ نہیں...... تم نے دعا مانگی کاروبار میں ترقی ہو شاید بعض اوقات اسی لئے اللہ پاک دعا قبول نہیں کرتا کہ وہ اسے اچھے لگتے ہوں۔ مومن ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ حد سے زیادہ مال آجائے تو اور تم ایک ہی دعا مانگ رہے ہو۔ دعا مل گئی...... مال مل گیا...... یہ کہاں طے تھا کہ یہ کب دعا مانگی تھی کہ

پروردگار جب مجھے مال مل جائے تو مغرور نہ بنانا...... مال مل جائے تو مجھے ایسا نہ بنانا کہ میں غریب کی تحقیر کروں...... کسی غریب کو ذلیل کروں...... مال مل جائے تو ایسا نہ بنا دینا کہ اپنے سوا کسی کو انسان ہی نہ سمجھوں...... نہ حقوق اللہ ادا کروں...... نہ حقوق العباد ادا کروں...... تو ہم تو یہی مانگ رہے ناں۔ تو صحیفہ سجادیہ کی آٹھویں دعا۔ امام بتا رہا ہے ۔دعا میں کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں۔ جن کے لئے دعا کیا کرو کہ بارالٰہا! یہ مجھے نہ دے اور صحیفہ سجادیہ کی آٹھویں دعا شروع ہی ایسے ہوتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَعُوذُبِکَ۔

درود میں پڑھ چکا کل۔ درود میں ہی پوری تاریخ بتا دی۔ ہر دعا سے پہلے امام درود پڑھتا ہے۔ صحیفہ سجادیہ کی دوسری دعا کی صورت میں موجود ہے۔ اس کے بعد کہتا ہے بارالٰہا پناہ مانگتا ہوں۔ کیونکہ پانچویں مجلس ہے ہر روز صرف ایک ہی دعا کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے۔ شوق دلانے کے لیے بھی کبھی پڑھ لے انسان یہ آٹھویں دعا ہے۔ پروردگار میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے...... اس چیز سے کہ لالچ مجھ پر غالب آجائے...... حرص یعنی لالچ کا مجھے ہیجان ہو جائے...... لالچ کا جوکہ مجھے ہو جائے اِنِّی اَعُوذُبِکَ مِن ھیجانِ الحِرصِ۔ میں حرص کے لالچ سے لالچ کے ہیجان سے...... تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ بارالٰہا! مجھے دور رکھنا لالچ سے...... حریص نہ بنانا اور بعض حرص اور حَرص بھی کہہ دیتے ہیں اسی لئے اماموں کی دعاؤں میں اردو بھی درست ہو جاتی ہے عربی کا لفظ آیا تو ہیجان الحرص یعنی حرص لفظ ہے۔ جیسے مَرَض کو لوگ مَرض کہہ جاتے ہیں مَرَض ہے۔ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضَا اردو زبان کو آپ جانتے ہیں کہ یہ بہت ساری زبانوں کا مجموعہ ہے۔ عربی، فارسی، ہندی، ترکی، پنجابی، سندھی، یہ سب زبانیں اس میں شامل ہیں۔ تو ہر زبان کی اصل...... ہر لفظ کی اصل کو دیکھا جاتا ہے کہ اس کی اصل کیا ہے۔ تو

حِرص عموماً پڑھا دیا جاتا ہے۔ لفظ ہے حِرص اور ظاہر ہے امام سے تو کبھی زیر زبر کی غلطی نہیں ہو سکتی۔ وہ امام الکلام ہے اور اس کا کلام، کلام الامام ہوا کرتا ہے۔ ہیجان الحرص اس حرص سے مجھے محفوظ رکھنا پروردگار۔ اور کبھی غضب کے ہاتھوں میں مغلوب نہ ہو جاؤں...... ایسا نہ ہو کہ میرا غضب مجھ پر حاوی ہو جائے...... غضب کی شدت سے مجھے بچانا۔ یعنی یہ دعا ہے۔ اس دعا میں مانگا کچھ نہیں۔ کیا مانگ رہا ہے امام......؟ یہ چیزیں نہ دینا پروردگار۔ غضب کی شدت نہ ہو...... کبھی غصہ اتنا نہ ہو کہ مجھ پر غالب آ جائے...... آئے بار الٰہا! مجھے حسد کے غلبے سے محفوظ رکھنا۔ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَتِ الحَسَدِ۔ حسد کیسی چیز ہے......؟ عزیزو! ایک بات یاد رکھنا کہ حسد کا 90 فیصد حصہ ہی علم میں ہے۔ جاہل کیا حسد کرے گا بیچارہ۔

علم جتنا بڑھتا چلا جاتا ہے حسد بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی لیے اہل علم، اہل علم کہہ رہا ہوں علماء نہیں کہہ رہا۔ اہل علم میں شاعر...... ادیب...... مصنف...... عالم...... جہاں بھی علم ہے حسد ضرور ہوگا۔ چاہے کسی بھی شکل میں نکلے۔ حاسد یہ نہیں کہے گا کہ مجھے اس سے حسد ہے۔ اس کو اتنی عزت کیوں مل رہی ہے۔ وہ تو کوئی نہ کوئی الزام لگائے گا...... بہتان لگائے گا...... کوئی جھوٹی باتیں منسوب کرے گا کیونکہ حسد کا خاصہ یہی ہے۔ میں بتا چکا ہوں کہ حسد یہ ہے کہ حاسد میں خود وہ صفت نہیں ہوتی وہ چاہتا ہے کہ دوسرے سے چھین لے۔ رشک یہ ہوتا ہے کہ انسان جب دوسرے میں کوئی خوبی دیکھتا ہے تو تمنا کرتا ہے کہ پروردگار یہ خوبی مجھے بھی دے دے۔ تو رشک سے منع نہیں کیا گیا۔ حسد سے منع کیا گیا ہے۔ صلوٰت بھیجئے محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

بظاہر نصرت کا صیغہ ہے۔ امام اپنے لیے کہہ رہا ہے "اِنِّی اَعُوذُبِکَ" کیونکہ سننے والے سینکڑوں جمع ہیں۔ امام دعا کی صورت میں تعلیم دے رہا ہے۔ اپنے

لیے نہیں سب کو سمجھا رہے ہیں کہ دعا ایسے مانگا کرو۔ اِنِّی اَعُوذُبِکَ میں پناہ مانگتا ہوں صنُفِ الصُّبرِ کہ پروردگار کبھی ایسا نہ ہو کہ صبر کا دامن میرے ہاتھ سے چھٹ جائے۔ صبر شجاعت کا سب سے اہم پہلو ہے۔ یاد رکھئے گا جہاں صبر نہیں ہوتا وہاں شجاعت نہیں ہوتی...... بہادری کا لازم صبر ہے۔ اگر صبر نہیں تو بہادر نہیں۔ بہادری کا خاصہ یہ ہے کہ صبر ہو۔ صبر کی مختلف شکلیں ہیں۔ کبھی دشمن کے سینے سے اتر کر بتاتے ہیں کہ صبر اسے کہتے ہیں۔ بزدلی تو نہ ہوئی۔ بزدل سمجھتا ہے انسان سڑکوں پر صبح شام کے جھگڑے بتاتے ہیں کہ میں اتنا بڑا۔ اگر میں چپ رہا یہ تو میری بے عزتی ہے۔ یہ تو مجھے بزدل سمجھے گا۔ لہٰذا چاہے دنیا یہ کہے کہ ہم تو پڑھا لکھا سمجھے تھے، یہ بھی۔ لیکن عزیز و صبر شجاعت کا خاصہ ہے "اَشْجَعُ النَّاس" معصوم کی بات نہیں کر رہا۔ معصوم کے غلاموں سے پوچھو کہ صبر کیسے بتاتا ہے۔ اور بہادری کیا ہے؟ تماشا کر رہا ہے ایک شخص باہر کے شہر سے آیا کوفے میں۔ الٹی سیدھی ترکیبیں کر رہا ہے۔ کچھ غلط حرکتیں بھی ہیں۔ ایک شخص وہاں سے گزرا۔ اس نے دیکھا اسے منع کیا۔ امر بالمعروف کیا۔ ایسے نہ کر یار، بات آگے بڑھی ایک عام انسان سمجھ کے اس کے منہ پر تھوک دیا۔ اس روکنے والے شخص پر تھوک دیا اس نے۔ اپنے عبا کے دامن سے چہرہ صاف کیا، آگے بڑھ گیا۔ مجمع اس شخص کو دیکھتے ہی فرار ہو گیا۔ جیسے ہی اس نے تھوکا باقی لوگ بھاگ گئے یہ حیران ہو گیا۔ کیوں بھاگ گئے سب؟ میں لڑ لیتا ہوں، تلوار نکال لیتا ہوں، دوکانداروں نے دوکانیں بند کرنا شروع کر دیں۔ اس نے ایک سے پوچھا کیا ہوا......؟ کیا مطلب، اس نے کہا کہ تو نے کیا کیا......؟ کیا ہوا میرا معاملہ ہے تم کیوں ڈر رہے ہو۔ کیا تمہیں معلوم ہے......؟ کون ہے۔ یہ جانتا ہے؟ اسے کون ہے یہ؟ کہا میں تو نہیں جانتا اسے۔ کہتا ہے اسی لیے تو نے یہ حرکت کی یہ علی کا سپہ سالار مالک اشتر ہے۔ علی کا سپہ سالار مالک،

مالک ابن حارث نام ہے، اشتر کہلائے ہیں۔ مالک اشتر ہے اب اس پر خوف طاری ہوا۔ دوڑا اس راستے کی طرف پوچھتا جا رہا ہے۔ مالک کو دیکھا جاتے ہوئے۔ اور لوگ بتاتے ہیں کہ ہاں یہاں سے گذرا ہے۔ یہاں تک کہ کوفے کی مسجد تک پہنچ گیا۔ اس نے کہا ابھی داخل ہوا مالک، اس نے جا کر دیکھا مالک سجدے میں ہے بیٹھ گیا پیچھے کہ کب یہ سجدے سے سر اٹھائے اور میں اس کے پیر پکڑوں۔ ورنہ قتل کر دیا جاؤں گا۔ کچھ دیر کے بعد مالک نے سر اٹھایا چہرہ آنسوؤں سے تر ہے مالک کا۔ اس نے پیر پکڑ لیے خدا کے لیے مجھے معاف کر دو۔ میں تمہیں نہیں جانتا تھا۔ مالک نے سینے سے لگایا۔ میرا مسجد میں آنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا جب تو نے میرے منہ پر تھوکا، اسی وقت میں نے ارادہ کیا تھا۔ اور جب تک میں بارگاہ رب العزت میں تیرے لئے دعا کر رہا تھا کہ آئے میرے پروردگار یہ مجھے نہیں جانتا اس کی خطا کو بخش دینا۔ یہ ہے بہادری...... یہ ہے دلیری...... اسی لیے رسول کی بھی حدیث ہے۔ اسی لئے مولا کائنات کا بھی قول ہے" اَشۡجَعُ النَّاس مَنۡ غَلَبَ هَوَاهُ" بہادر ترین انسان وہ ہے جو اپنی ہوا نفسانی پر غالب آجائے...... اپنی خواہشات نفسانی پر اختیار رکھے۔ پروردگار مجھے صبر کی کمزوری سے بچا لے اور پروردگار مجھے قناعت ایسا نہ ہو کہ تھوڑے پر قناعت کرنا چھوڑ دوں۔ مجھے قناعت دے ایسا نہ ہو کہ میں قناعت کرنا چھوڑ دوں۔ پروردگار! مجھے باطل کی حمایت سے بچا لے...... پروردگار! مجھے بچا لے اس بات سے کہ میں اپنی اطاعت کو عظیم جانوں اور اپنے گناہوں کو حقیر جانوں۔ غور کر رہے ہیں جملوں پر۔ سن لیجئے معلوم نہیں کہاں آپ کو پھر دوبارہ سننے کو ملیں نہ ملیں۔ یہ باتیں بھی کانوں تک پہنچنی چاہئیں سید ساجدین کی۔ پروردگار! بچا مجھے اس بات سے کہ میں اپنی عبادت کو عظیم جانوں اور گناہوں کو چھوٹا جانوں۔ ہوتا ہے ناں انسان میں دعا کرتے ہیں بار الٰہا! اس قلیل عبادت کو قبول فرما

لے۔ کیوں چوتھے امام کا قول ہے کہ کبھی اپنی عبادت کو عظیم نہ جانوں۔ چاہے کوئی بھی عبادت ہو۔ لوگ کہتے ہیں عزاداری اتنی بڑی عظیم عبادت ہے۔ آپ کہتے ہیں عبادت قلیل نہیں عبادت عظیم ہے میں بہت حقیر ہوں۔ میں اس عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ یہ اس بات کا اعلان ہے۔ بارالٰہا! جو حق تھا وہ میں ادا نہیں کر سکا۔ چوتھے امام کا قول کبھی اپنی عبادت کو عظیم نہ جاننا۔ پروردگار مجھے بچالے اس بات سے کہ میں اپنے گناہوں کو حقیر جانوں نہیں کیا کہنا چاہ رہے ہیں سید سجاد......؟ کہ یہ مت سمجھنا کہ کوئی گناہ چھوٹا ہوتا ہے۔ گناہ صغیرہ کبیرہ کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔ ہر وہ گناہ جسے تم گناہ صغیرہ سمجھتے ہو وہی گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔ صلوٰت بھیجیے محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

بارالٰہا! مجھے بچا اس بات سے کہ میں کسی کو فریب دوں، کسی کو دھوکہ دوں۔ امامؑ یہ کر سکتا ہے پوری دعائیں امام کی اٹھا کے پڑھ لیجیے۔ صحیفہ سجادیہ کی آٹھویں دعا حیران رہ جائیں گے کہ امام کہہ رہا ہے، اپنے لیے تھوڑی کہہ رہا ہے ہمیں سمجھا رہا ہے۔ امام ہم سے کہہ رہا ہے۔ حالانکہ صیغہ کیا استعمال کر رہا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِی اَعُوذُبِکَ پروردگار میں پناہ چاہتا ہوں۔ لیکن ہمیں بتا رہا ہے کہ جب سید سجاد کا یہ عالم ہے بتا رہا ہے کہ اس لئے عبادت کرتا ہوں کہ اللہ کو یہ عادت بہت پسند ہے۔ اپنے بندوں کی ہمیں بتا رہا ہے ہمارا مولا۔ اور مولا کو کوئی ضرورت نہیں کہ جس کا جتنا مقام بلند ہوتا ہے اتنا ہی اس کا سر اللہ کی بارگاہ میں جھکتا چلا جاتا ہے۔ پروردگار میں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی کو فریب دوں...... کسی کو دھوکا دوں...... کسی کا مال غصب کروں...... کتنی عام وباء ہے ہمارے معاشرے میں ......؟ یہ عام وباء۔ بہت معذرت کے ساتھ مومنین کو تنبیہ کرنا بھی تو فرض ہے۔ اتنا آسان سمجھ لیں کہ کسی کا مال ہڑپ کر جانا...... کسی غریب کی زمین ...... کسی رشتہ دار کی زمین...... کسی رشتہ دار کا میراث میں حصہ...... کاروبار میں

گھپلا......اس میں بے ایمانی اور پھر رونا۔ تو بھائی روتا تو رہے گا۔ اب چاہے کروڑ پتی بنو۔ اب چاہے ارب پتی بنو۔ کہیں کچھ کرو گے تو صلہ تو کہیں نکلتا ہے...... کسی نہ شکل میں تو آئے گا سامنے۔ تو امام کہہ رہا ہے پناہ مانگتا ہوں پروردگار تیری اس بات سے کہ کسی کو دھوکہ دوں۔ کبھی نہیں مومن کی صفت ہی نہیں دھوکہ دینا۔ خود نقصان اٹھائے گا۔ لیکن اپنے کسی بھائی کو دھوکہ نہیں دے گا۔ اپنے بھائی کو کیا کسی کو بھی دھوکہ نہیں دے گا مسلمان ہو...... یہودی ہو...... ہندو ہو...... عیسائی ہو...... کسی کو بھی دھوکہ نہیں دے گا۔ لیکن عزیزو بالکل برعکس ہو گیا اور شاید ڈاکٹر کلب صاحب نے یہ واقعہ نقل کیا تھا۔ اس لیے انہی کے نام سے نقل کرنا چاہ رہا ہوں۔ یہ نہ سمجھیں کہ میرے ساتھ کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ اُنہوں نے اس واقعہ کو نقل کیا تھا۔ انگلینڈ میں کسی انگریز نے مسلمان کے ساتھ مالی دھوکہ کیا۔ اب تو وہاں بھی بیماری عام ہو گئی ہے۔ لیکن پہلے کم ہوا کرتی تھی۔ حکومتوں اور مملکتوں کے ساتھ بے ایمانی کرتے ہیں۔ جب پانی سر سے گزر جائے گا تو اِن کو سمجھ میں آئے گا۔ کہ بے ایمانی کسے کہتے ہیں۔ خیر ایک انگریز نے دھوکہ کیا وہ مسلمان بے چارہ لٹ گیا۔ جیسے لوگ یہاں آتے ہیں نہ عالم کے پاس، ویسے ہی وہ مسلمان پادری کے پاس گیا۔ اس نے جلدی سے ایک جملہ لکھا اور ٹیپ لگا کر بند کر دیا۔ اور کہا یہ خط اُس کو دینا وہ پیسے دے دیگا۔ خط انگریز کو دے دیا۔ اُس انگریز نے پڑھا اور جلدی سے چیک کاٹا اور دیدیا۔ مسلمان نے پوچھا کیا لکھا تھا خط میں جو تم نے میرے پیسے دے دیئے۔ کہتا ہے کہ تم اپنے پیسے لے جاؤ، باقی باتیں چھوڑو۔ جب بہت ضد کی تو کہا خود پڑھ لو۔ تو دیکھا کہ اس پرچی پر لکھا ہوا تھا کیا تم مسلمان ہو گئے۔ دل چاہتا ہے اُس کا ایک اور لفظ بدل دوں، خیر بُرا مان جائیں گے آپ لوگ۔

امام پناہ مانگتا ہے کہ پروردگار کسی کو دھوکہ نہ دوں۔ کیونکہ مر بھی جاتا ہے

انسان۔ تو ورثاء کے پاس لکھی ہوئی کوئی تحریر تو ہو اُسی لیے کتابت کا طریقہ کار اختیار کیا...... لکھنا۔ تا کہ کوئی مر جائے، مجنوں ہو جائے، دیوانہ ہو جائے، تو معلوم رہے کیا لینا دینا ہے۔ لیکن پھر بھی میں بتا دوں زبان کیا چیز ہے۔ زبان کا اعتبار نہ کھونا کبھی۔ مولا متقیان علیؑ کا قول ہے۔

''ہر انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔''

زبان ہی ہے جو انسان کا اعتبار قائم کرتی ہے پورے جہان میں۔ اس کو معتبر بناتی ہے تو زبان۔ اور اگر انسان اپنی زبان کے اعتبار کو کھو دے۔ اس کی قیمت کیا ہے......؟ یہ چوتھے امام کی سیرت میں ملے گا۔ امام سجادؑ کی ازواج میں ایک زن خارجی آ گئی یا مل گئی دشمن اہل بیت کے ساتھ۔ اب اس میں تعجب نہ کیجئے گا، یہاں تک امام حسنؑ کی ازواج میں بھی ملیں گی اور جگہوں پر بھی ملیں گی ایسی خواتین مگر اور کہیں نہ جائیں میں یہاں تک رکھنا چاہ رہا ہوں۔ امام حسنؑ کی ازواج میں تھی نا جعدہ بنت اشعث، جس نے زہر دیا امام کو۔ لہٰذا اس میں تعجب کی بات نہیں ہے۔ اسی طرح چوتھے امام کی ازدواج میں بھی ایک ایسی ہی تھی۔ امام نے اُسے طلاق دے دی۔ کنیزوں میں تھی، الگ کر دیا اُس کو۔ ایجنٹوں نے قابو کر لیا وہ چاہتے تھے ایک بار حسینؑ کے بیٹے کو عدالت میں لے آؤ۔ یہ بڑی بات ہے نا کسی کے لیے کہ عدالت میں جانا۔ مگر اب تو لوگ شوق سے جاتے ہیں۔ اب تو اس کی عزت ہی نہیں، جس کے چار پانچ مقدمے نہ چل رہے ہوں۔ لو بھائی یہ بھی کیا بات کہ مقدمے بھی نہیں چل رہے۔ چاہے وہ کسی بھی قسم کے مقدمے ہوں۔ جیسے بھی ہوں، چلو زمین کے ہی سہی۔ چلو جھگڑوں کے نہ سہی جناب وہ زمیندار ہی کیا ہوا جس کے پچاس ساٹھ مقدمے نہ ہوں۔ تیس پینتیس اس نے کسی کے خلاف کیے ہوں اور اتنے ہی دسروں نے اسی پر کئے ہوئے ہوں۔ تو جناب

عزت کا معیار یہ ہے، فائلیں ہوں، وکیلوں کا خرچہ ہو اور اس پر یہ بتائیں گے کہ بھائی مقدمہ چل رہا ہے..... آج مجھے ہائیکورٹ جانا ہے، آج سیشن کورٹ جانا ہے، آج میری سپریم کورٹ میں اپیل ہے، لیکن اس زمانے میں عدالت میں کسی انسان کو اور وہ بھی جو اشرف المخلوقات ہو اشرف المخلوق ضرور ہے کہ ایک موقعہ یا دو موقعے ایسے ملیں گے کہ مولا کائنات بھی گئے۔ اپنی حکومت کے دوران بھی گئے۔ لیکن وہ مسئلہ دوسرا تھا۔ یہاں مسئلہ اور ہے کہ سیدالساجدینؑ نمونہ بنا ہوا ہے۔ حقیقی تقدس ہے اس کا دعویٰ دائر کرادیا کہ میرے چار سو درہم نگل لیے علی ابن حسین نے۔ انہوں نے میرا حق نہیں دیا۔ وہ جانتے ہیں کہ جھوٹ ہے۔ امام آئیں گے ثابت کر کے چلے جائیں گے۔ بس بات اتنی ہے کہ عدالت میں آجائیں گے۔ امام کو نوٹس پہنچ گیا قاضی کا۔ کہ آپ پر دعویٰ کیا ہے ایک عورت نے چار سو درہم کا۔ آ کے اس کی وضاحت کیجئے۔ امام نے غلام کو حکم دیا، چار سو درہم لے جا اور جا کر دے دے، اس عورت کو۔ کیوں عدالت میں اس کے پاس گواہ بھی نہیں ہے۔ گواہ نہ ہو تو میں آپ کو بتا دوں کہ قانون شریعت کیا ہے۔ دعویٰ کرنے والے کے پاس اگر کوئی گواہ نہ ہو تو جس پر دعویٰ کیا جائے مدعا علیہ اس کو قسم کھانی ہوتی ہے۔ وہ قسم کھالے دعویٰ خارج۔ لہٰذا یہ قسم کھائے گا، تو امام کو قسم کھانی تھی عدالت میں جا کے معاملہ ختم ہو جاتا۔ امام نے کہا! چار سو درہم لے کر جاؤ، یہ دے کر آؤ اس عورت کو۔ چار سو درہم کا اس نے دعویٰ کیا ہے۔ اس کو چار سو درہم دے دو۔ پانچویں امام فرماتے ہیں کہ میں نے کہا، بابا آپ جانتے ہیں کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے، اس کا دعویٰ غلط ہے۔ پھر کیوں اس کو دیتے ہیں۔ اب دیکھیں امام جواب کیا دیتے ہیں کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں چار سو درہم کیلئے اللہ کی قسم کھاؤں۔ اللہ اس سے کہیں بار کہ اس کے لئے چار سو درہم کی قسم کھائی جائے۔ صلوٰت بھیجئے محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

تو بس اب آپ کی زحمتیں تمام کرنا چاہ رہا ہوں کہ عزیز و یہ امام نے بتایا کہ کبھی کبھی اپنا حق چھوڑ دو کوئی بات نہیں اللہ کے لیے چھوڑ دو جب تم اللہ کے لیے حق چھوڑ دو گے اللہ تمہیں اس سے کئی گنا زیادہ دے دے گا۔ کسی کے بچوں کا خیال کر کے چھوڑ دو، کسی کے خاندان کا خیال کر کے چھوڑ دو۔ اور اگر تم پر زیادتی ہوئی تو اللہ پر رکھ کر چھوڑ دو...... پروردگار تو جانتا ہے کہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ لیکن چھوڑ رہا ہوں کیا مال دنیا کے پیچھے جھگڑا کرنا مال دینا چھوڑ جاؤ گے بچے لڑیں گے۔ چھوڑ جاؤ گے دشمنیاں پڑتی ہیں یا نہیں پڑتی ہیں۔ جہاں زمہ داریاں ہیں وہاں بھی مسائل...... اور جہاں سرمایہ داریاں ہیں وہاں بھی بہت مسائل ہیں۔ چھوڑ جاؤ گے...... لڑیں گے...... دشمنیاں ہوتی ہیں...... قتل ہوتے ہیں...... ایک پلاٹ کے لئے لڑتے رہو پچاس ساٹھ سال تک۔ اس لیے معصوم فرماتے ہیں۔ پروردگار محفوظ رکھنا کہ کہیں ایسا نہ ہو، میں اس مال کی خاطر انسان کو انسان نہ سمجھوں۔ بس پروردگار! مجھے کبھی میرے نفس کے حوالے نہ کرنا۔

بس عزیز و! اب صرف مصائب سے ربط دینے کیلئے چند جملے اور تھوڑی سی زحمت ہو جائے برداشت کر لیجئے گا۔ کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو آج کے لئے مضمون بنایا تھا وہ مکمل ہو جائے۔ مجلسیں ختم ہو جاتی ہیں، موضوع مکمل نہیں ہوتا۔ موضوع تو خیر اب بھی مکمل نہیں ہوا کیونکہ معصومین کا تذکرہ ہے۔ لیکن کسی حد تک بات تو پہنچ جائے۔ امام ہے کیا......؟ امام کے جانثار کیا ہیں......؟ وہ جو میں نے تین چیزوں کا وعدہ کیا تھا۔ اب آجایئے شعراء کی طرف۔ یہاں شعراء بھی تشریف رکھتے ہیں۔ شعراء کی مذمت بھی کی گئی...... سورہ شعرا قرآن میں موجود ہے جس مین مذمت کی گئی ہے شعراء کی کہ یہ خیالوں کی وادیوں مین بھاگ جاتے ہیں۔ ان کی پیروی نہ کرو......! ان کی اتباع نہ کرو۔ یہ خیالات میں پتہ نہیں کہاں سے کہاں باطل کی طرف چلے جاتے ہیں۔ لیکن ان

میں بھی اِلّا کی شرط ہے۔اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوا مِنکُم۔ان میں سے وہ جو مومنین ہیں۔شعرا میں بھی مومنین کہا نہیں۔ ان کے لئے منع نہیں کیا گیا...... کیوں کہ یہ اپنی صلاحیتوں کو وقف کر دیتے ہیں اہل بیت اور اسلام کی خدمت کیلئے۔ کتنا مبارک ہے وہ قلم کہ جس سے ایک بیت یعنی ایک شعر معصوم کی شان میں لکھا جائے۔ اس بیت کے بدلے میں اللہ اسے ایک بیت یعنی جنت میں ایک گھر دے دیتا ہے۔ کتنے مبارک ہیں وہ قلم...... کتنی مبارک ہیں وہ زبانیں...... صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔ لیکن یاد رکھنا اس کی بھی شرائط ہیں۔ عام حالات میں انسان مدحت لکھ بھی سکتا ہے، پڑھ بھی سکتا ہے۔ لیکن عزیزو ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت کلام حق کہنا جگر چاہیے۔

تم نے جو بات سرِبزم سننا چاہی
میں وہی بات سر دھار کہوں تو کیا ہو گا

بات یہ ہے ۔ان شعراء کیلئے آئمہ طاہرین سے ان شعراء کے لیے روایتیں موجود ہیں کہ جو حق کو سر دھار بیان کرتے ہیں۔آج بھی یہی صورت حال ہے۔ کچھ مختلف نہیں ہے۔ یہ جو آج جو کچھ ہو رہا ہے شاید وہ پچاس ساٹھ سال پہلے کہا ہو گا۔ غالباً ساحر لدھیانوی کا یہ قطعہ ہے مجھے یاد آ گیا اور اسی کا انداز بھی لگتا ہے کہ

وجہ بے رنگی گلزار کہوں تو کیا ہو
کون ہے کتنا گنہگار کہوں تو کیا ہو
اور تم نے جو بات سربزم نہ سننا چاہی
میں وہی بات سر دھار کہوں تو کیا ہو

فیض یا ساحر کا بہر اہتی کا رنگ ہے۔

فرزدق دربار کا شاعر ہے۔فرزدق ہشام کا شاعر ہے۔ ہشام ابھی خلیفہ نہیں

بنا۔ یہ اس وقت کی خلافت کا دور ہے۔ عبدالملک ابن مردان کا۔ یاد رکھئے گا! ہشام اس کا بیٹا ہے۔ ہشام ابن عبدالملک شہزادہ ہے تو شہزادہ بھی اموی شہزادہ۔ مذاق تو نہیں حج کرنا بھی ضروری ہے۔ اس کے لئے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ حاجی بھی ہیں۔ لہٰذا حج پہ آیا ہے، اس کے تصور سے کہیں زیادہ رش؟ حاجی کسی کو تھوڑی دیکھتے ہیں، بلکہ حاجی تو بعض اوقات طواف پہ اپنی دشمنیاں بھی نکال لیتے ہیں۔ کہنیاں مارتے نظر آتے ہیں کوئی، پچیس لاکھ آدمی میں مار کے کہنی گرادوں ہوتا ہے۔ لہٰذا حاجیوں کے پاس تو بہترین ہے کہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں ہم تو اللہ کو پکارنے میں مصروف تھے۔ اور جب یہ پہنچا تو اپنے پورے لاؤلشکر کے ساتھ۔ فرزدق بھی ساتھ اور حجر اسود تک پہنچ نہیں پا رہا بوسہ دینا چاہتا ہے۔ ہجوم پیچھے دھکیل دیتا ہے۔ اور بعض تو جان بوجھ کے بھی دھکیل دیتے ہوں گے، کہ موقع اچھا ہے۔ دھکے مارو، دو چار اسے اور پھر آگے نکل جاتے کون پکڑنے والا ہے۔ تو ہشام دھکے کھاتا کھاتا دور کھڑا ہو گیا، پسینہ پونچھتا ہوا کہتا ہے کہ ذرا مجمع کم ہو جائے تو پھر حجر اسود کو بوسہ دیں۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ ذرا ہجوم کم ہو جائے پھر آپ کو بوسہ دلواتے ہیں۔ اچانک ہشام نے دیکھا کہ ایک جوان داخل ہوا حرم میں اور سیدھا حجر اسود کی طرف جا رہا ہے۔ وہیں سے شروع کرنا ہے ناں، طواف اپنا سیدھا حجر اسود کی طرف اور مجمع اسے دیکھتے ہی کائی کی طرح پھٹنا شروع ہو گیا۔ چھٹنا اور چیز ہوتی ہے اور پھٹنا الگ چیز ہوتی ہے۔ کائی کی طرح پھٹنا الگ چیز ہوتی ہے۔ کائی کی طرح پھٹنا شروع ہو گیا۔ جیسے پھٹتی ہے بیچ میں سے کائی۔ ہشام حیرت سے دیکھتا ہے۔ پہچان گیا کون ہے۔ پہچان گیا تجاہل عارفانہ سے کام لے رہا ہے۔ یعنی جیسے نہیں پہچانا۔ مجمع کائی کی طرح چھٹا، آگے بڑھا وہ نوجوان اور آگے بڑھ کے اس نے حجر اسود سے اپنے لب لگا دیئے بلکہ یوں کہوں کہ حجر اسود نے آگے بڑھ کے اس کے لبوں کو چوم

لیا۔ جیسے ہی یہ منظر دیکھا...... اندر سے کھول گیا۔ کہ کون ہے یہ شخص؟ اب نہ رہا گیا فرزدق سے، کیونکہ فرزدق جانتا ہے کہ پہچان گیا ہے ملعون۔ اور کہہ رہا ہے کون ہے یہ جوان۔ اب نہ رہا گیا۔ شعر کہنا شروع کیے۔ هٰذَالَّذِی تَعْرِفُ الْبَطحا وَیَصْرِفُ الْبَیْتُ وَالْحَرَم۔ تو نہیں جانتا یہ وہ ہے کہ بطحا کی سرزمین جس کے قدموں کی آہٹ کو پہچانتی ہے...... یہ وہ کعبہ پہچانتا ہے...... یہ وہ ہے جسے حرم بھی پہچانتا ہے۔ هٰذَاالتَّقِیُّ النَّقِیُّ الطَّاهِرُالْاَعلیٰ ۔ یہ وہ ہے جو پاک بھی ہے...... پاکیزہ بھی ہے...... طاہر بھی ہے...... مطاہر بھی ہے اور اس کی یہی صفات مشہور ہیں۔ انہیں صفات کے ساتھ یہ پہچانا جاتا ہے۔ هٰذَا بِنْ خَیْرِ عِبَادَ اللّٰهِ کُلِّهٖ۔ اللہ کی جتنی بھی مخلوق ہیں ان میں سے یہ سب سے بہترین فرد کا بیٹا ہے هٰذَالَّذِیْ اَحْمَدُ مُخْتَارُ وَلَدُهٗ وَصَلَّ عَلَیْهِ اِلٰهی مَاجَرَی الْکَلَم۔

یہ وہ ہے جس کا باپ احمد مختار ہے...... یہ وہ ہے کہ جس پر میرا رب صلوٰت بھیجتا رہے گا جب تک کائنات کی گردش جاری ہے۔ اے ہشام تو نے کیا کہا......؟ تو نہیں پہچانتا نہ پہچان، تیرے نہ پہچاننے سے اس کے مقام پر فرق نہیں پڑتا۔ یہ وہ ہے جس کو حجر اسود پہچانتا ہے...... حجر اسود جس کے لبوں کو بوسہ دینے کے لیے بیقرار رہتا ہے...... قریب ہے کہ حجر اسود نیچے گر کر اس کے قدموں کو چوم لے...... تو نہیں پہچانتا، نہ پہچان اس کو زمزم پہچانتا ہے...... اس کو صفی و مروئی پہچانتی ہے...... اس کو اللہ کی ہر ایک نشانی پہچانتی ہے...... یہ رسول خدا کا بیٹا ہے...... اگر تو نہیں پہچانتا تیرے نہ پہچاننے سے اسے کوئی اثر نہیں پڑتا...... اس لیے کہ رسول خدا کا بیٹا ہے...... فاطمہ زہرا کا بیٹا ہے...... یہ حسین ابن علی کا بیٹا ہے...... یہ اس علی کا بیٹا ہے کہ جس کی شمشیر باطلوں کو ان کے انجام تک پہنچانا جانتی تھی۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

یہ ہے فرزدق۔ اور جوش میں بڑھتا چلا جا رہا ہے، روک رہے ہیں ہشام کے سپاہی۔ رُکا نہیں۔ کیوں اب آ گئی ایمان کی بات...... اب آ گئی امامت کے دفاع کی بات...... بات سمجھ میں آئی کہ گناہ کب دُھلتے ہیں۔ ایسا کردار تو ہو اس کے دربار سے وابستہ تھا۔ نجات کیسے لی......؟ بخشش کب اس وقت جب کسی کی جرأت نہیں امامت کا دفاع کر رہا ہے۔ تاریخ میں محفوظ ہو گیا فرزدق کا کلام...... زنجیروں سے جکڑ کر پھینک دیا گیا زندان میں...... بعد میں فیصلہ کروں گا۔ ابھی تو قید میں ڈالو امام کو...... کسی نے بتایا مولا آپ کو چاہنے والا قربان ہو...... آپ پر قصیدہ سنایا مولا خوش ہوئے مسکرائے اس کی نجات ہو گئی۔ یہ بخش دیا گیا...... دفاع کیا ہے اس موقع پہ...... ایسے ہی حر بننا تھوڑی آسان ہوتا ہے۔ حر بننے کیلئے بھی تو قربانیاں دینا پڑتی ہیں۔ ایسے ہی لوگ سمجھتے ہیں کہ معافی ہو جائے گی۔ قربانی بھی تو دیکھو فرزدق، حر بن گیا اپنے دور کا۔

کتنے کردار آپ کے سامنے لاؤں۔ ہر جگہ حر ملے گا...... ہر جگہ ابو طالب ملے گا...... یہ کردار ہیں۔ جو قربانیاں دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ امام نے بارہ ہزار درہم اور کہیں بیس ہزار درہم، کہا جاؤ اسے دو اور کہو کہ تمہارا امام تم سے راضی ہے۔ کوئی فکر نہ کرنا ہم ضامن ہیں...... ہم شفاعت کریں گے...... ہم خوش ہوئے تمہاری زبان سے...... پہنچایا گیا امام کا پیغام زندان میں ......امام کا انعام واپس کر دیا فرزدق نے۔ مولا میں نے انعام کے لالچ میں آپ کی مدح نہیں کی۔ یہ اصول یاد رکھنا کہ مولا سب کو دیتا ہے۔ لالچ میں کسی کی مدح نہ کرو۔ اس قابل ہے امام کہ اس کی مدح کی جائے...... اس لائق ہے حسین کہ اس پر رویا جائے...... لالچ نہ کرو انعام تو واپس کر دیا کہ میرا اللہ گواہ ہے میں نے انعام کے لالچ میں آپ کا دفاع نہیں کیا۔ آپ سب سپاہی ہیں اپنے دین کے میں بھی ادنیٰ سی اس فہمی میں مبتلا ہوں کہ میں سپاہی ہوں۔ سپاہی کا کام ہے صرف

دفاع کرنا۔ بس یہ حق امور ہیں اللہ کے سپرد کہ مولا خود جانتا ہے کہ اپنے سپاہیوں کو کیسے دیتا ہے اور کہاں سے دیتا ہے۔ خود جانتا ہے مولا میں نے انعام کے لالچ میں نہیں...... میں بھی جانتا ہوں کہ تو نے اگر میرا ذکر کیا ہے..... میری مدح کی ہے.....تو انعام کے لالچ میں نہیں کی۔ جانتا ہوں، لیکن رکھ یہ ہماری طرف سے ہدیہ ہے تمہارے لئے۔ رکھ لے ہمارا ہدیہ اور ہمارے ہدیے کو لوٹایا نہیں جاتا۔ واپس نہیں کرتے...... ہمارا ہدیہ ہے...... رکھ لے تو ہدیہ سمجھ کے رکھ لیا۔ اب اصول سمجھ میں آ گیا آپ کو۔ پھر اپنے آپ کو گھرانے کی قیمت لگانے کی کہ میں اتنے کا ہوں لے لو...... اتنے کی میری زبان ہے خرید لو مجھے...... یہی تو میں تکرار کرتا ہوں۔ کہ جہاں سے شروع کی تھی مجلس وہاں پر ختم کرنا چاہتا ہوں مجلس۔ جو تمہارے پاس ہے دے دو مولا کو......تم اپنے حساب سے مولا کو دو گے......مولا اپنے مقام کے حساب سے تمہیں دے گا۔

مولا جو میرے پاس ہے! زبان تیری......قلم تیرا......سب کچھ تیرا...... اپنے لئے نہیں کہہ رہا...... میں تو بہت جاہل آدمی ہوں...... میں حقیر ہوں...... میں تو اصول کلی بیان کر رہا ہوں...... جو میرا ہے وہ تیرا ہے......تو جو میرے پاس ہے وہ مولا کو دوں گا۔ اب تو سمجھ لیجئے اس بات سے کہ جو علیؑ کے پاس تھا۔ وہ علی نے اللہ کو دیا...... اپنا نفس دیا...... اور یہ نفس کون سا نفس ہے۔ کائنات میں ہے کوئی نفس علی جیسا ......بس صرف نفس پیغمبر...... نفس علی بن سکتا ہے...... یا نفس علیؑ ...... نفس پیغمبر بن سکتا ہے اور کوئی نہیں ہے کائنات میں......علیؑ نے اپنا نفس اللہ کو دیا...... اللہ نے اپنی مرضیاں علیؑ کو......علیؑ نے اپنے حساب سے دیا......اللہ نے اپنے حساب سے دیا۔

یہ اصول دو ان بچوں کو جوانوں کو...... جو ماحول بگڑ چکا وہ تو بگڑ چکا......آئندہ تو بنانا ہے یا نہیں بنانا...... بنانا ہے تو یقین رکھو......عقیدہ تو پختہ رکھو کہ لالچ نہیں

رکھنی...... مولا جو ہے تیرا ہے...... زبان بھی تیری...... قلم بھی تیری...... بیان بھی تیرا...... سب تیرا...... بس میرے پاس یہی تھا معمولی سا ہدیہ جو میں اس مکتب کو پیش کر سکتا تھا۔ مولا تیرے قدموں میں نچھاور کر سکتا تھا۔ مولا یہ میری صلاحیت تھی جو میں نے دے دیا بغیر کسی لالچ کے دیا۔ قیمت تو نہیں لگائی کہ اتنے کا ہوں۔ لہٰذا آخرت میں بھی عزت دیتے ہیں۔ امام رزق کی بھی ذمہ داری لیتے ہیں۔ ایسے ہوگا وہ امام جو پتھروں میں رزق بانٹے...... وہ امام جو ہر صبح کائنات کی ہر مخلوق کو رزق بانٹے...... وہ اپنے غلاموں کو...... اپنے سپاہیوں کو نہیں دے گا......؟ مانگنے کا طریقہ ہے۔ چاہے گرا کے اپنے آپ کو مانگ لو...... چاہے مولا پہ چھوڑ دو...... وہ دنیا بھی دے گا...... آخرت بھی دے گا...... فرزدق کو دنیا بھی دی اور آخرت بھی دی۔ کیوں اس لئے کہ فرزدق نے اپنی قیمت نہیں لگائی...... فرزدق نے جو کیا مولا کی خوشنودی کیلئے کیا تھا۔ صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

مولا میں نے آپ کے لئے ...... آپ کی خوشنودی کے لیے...... اور بشارت بھی دے دی اسے کہ نہیں قتل کیا جائے گا تو زندہ رہے گا...... ان کے لئے عبرت بن کے زندہ رہے گا...... لہٰذا ہشام بھی اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔ لہٰذا چھوڑ دیا کچھ عرصے بعد۔ جب اس کی محفل سونی ہونے لگی تو کہا چھوڑو اس کو لے کر آؤ۔ لیکن جو اس نے لکھ دیا وہ تاریخ کا حصہ بن گیا۔ اسی طرح جس جس آئمہ طاہرین کے مکتب میں حاضری دی امام نے اسے دنیا میں بھی سرخرو رکھا...... آخرت میں بھی سرخرو رکھا...... بلکہ یہاں تک کہ سید سجادؑ نے اس بشیر کو بھی انعام اکرام سے لاد دیا تھا، جو بشیر مدینے میں ندا دے رہا تھا۔ روک لیا تھا قافلے کو سید سجاد نے کہ اچانک ہم گئے تو مدینے والے قابو میں نہ رہیں گے۔ مدینے والوں سے زیادہ گھر کے افراد کا بھی تو خیال ہے۔ کیا ہوگا بیبیوں کا حال اگر اس عالم میں اچانک مدینے پہنچ گئے۔ بشیر کو بلا کر کہا تھا، بشیر تیری آواز بہت

اچھی ہے۔ تیرا گفتگو کا انداز بہت اچھا ہے۔ پہلے جا مدینے میں جا کے ذکر کر تو...... سید سجادؑ نے اہتمام کیا تھا کہ پہلے مدینے میں ذکر حسینؑ پہنچوایا...... اس کے بعد پھر سید سجاد داخل ہوئے...... یہی طریقہ کار ہے۔ ہر جگہ امام نے کچھ افراد کو پیدا کیا...... کہیں زید ابن ارقم...... کہیں ام حبیبہ...... کہیں عبداللہ ابن عقیل...... کوئی شہادت کو پہنچ رہا ہے کوئی قید کیا جا رہا ہے۔ یہ واقعہ کربلا کے بعد ان ہزاروں کے مجمع میں جب خطاب کرتا تھا امام۔ اس طرح کے کردار نکل کر سامنے آتے تھے بازار کوفہ میں بھی...... ایسا ہی ایک منظر ہوا داخل ہوا اسیروں کا قافلہ دربار کوفہ میں اپنی آنکھوں سے رسول خدا کو ان لبوں کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ابن زیاد نے...... حقارت کی نظر سے دیکھا ارے بوڑھے اگر بڑھاپے کی وجہ سے تیری عقل زائل نہ ہوگئی ہوتی تو تجھے بھی قتل کر دیتا...... کانپتا ہوا یہ بوڑھا کھڑا ہوا...... لرزہ ہے ہاتھ پیروں سے چلا نہیں جاتا۔ روتے ہوئے کہتا ہے او ابن زیاد ملعون۔ خدا تجھے برباد کرے۔ خدا تجھے تیرے بھیانک انجام تک پہنچائے۔ میں اس لئے زندہ تھا کہ یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھتا اس ضعیفی کے عالم میں۔ زید ابن ارقم کو مار ڈالا گیا۔ عبداللہ نابینا صحابی نے زینب کی گفتگو سنی، بیقرار ہو کر کھڑا ہو گیا۔ کیا علیؑ واپس آگئے۔ کب کی بات ہے جب اسیروں کو دیکھ کر ابن زیاد نے کہا تھا۔ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے۔ دیکھو اللہ نے تمہیں رسوا کر دیا۔ اللہ نے تمہیں معاذ اللہ ذلیل کر دیا۔ میرے امیر کو فتح دی۔ فوراً للکارا زینب نے تیری کیا جرأت، یہ ذلت، یہ رسوائی فاسقوں اور فاجروں کا حصہ ہوا کرتی ہے وہ تو ہمارے علاوہ دوسرے ہیں ہم اہل بیت رسولؐ ہیں۔ ہم نے تو اپنے اللہ کی طرف سے صرف خیر ہی خیر دیکھی۔ ہم نے تو اس معاملے میں بھی خیر ہی پائی۔ بہترین انجام تک ہمارے مرد پہنچ گئے۔ شہادت سے بڑی کوئی سعادت نہ تھی۔ پسر زن، بدکار، تو انتظار تو کر یہ ثانی زہرا کا جملہ ہے۔ اور جب ثانی زہرا

کوئی جملہ کہہ رہی ہو تو اس کی حقیقت تک پہنچ جاؤ اور پسر زن بدکار تیری جرأت کہ تو ہم اہل بیتؑ کو ذلیل کرے۔ ہمارا انتظار کر کہ جب خدا کی بارگاہ میں محمد مصطفٰیؐ کا ہاتھ ہو گا...... تیرا گریبان ہو گا۔ اب تو اپنے بھیانک انجام سے دو چار ہو گیا۔ یہ جملے سن کر ملعون کا کف بہنے لگا۔ غصے سے کھڑا ہو گیا...... قتل کا حکم دیا...... ثانی زہرا کی حریص ابن امر ولی آگے بڑھا۔ امیر یہ بیوقوفی نہ کرنا...... یہ اقدام نہ اٹھانا...... یہ علی کی بیٹی ہے...... اگر عورت پر ہاتھ اٹھایا تو اسی وقت کوفے کے حالات بدل جائیں گے۔ خوفزدہ ہو کے بیٹھ گیا۔ غصہ مٹانے کے لئے کہتا ہے ہاں جانتا ہوں تو علی کی بیٹی ہے۔ اس لئے فصیح و بلیغ ہے۔ اسی لیے تیرا کلام مسجع ہے۔ پھر للکارا ثانی زہرا نے کہ اگر میرا کلام مقوہ ہے...... اگر میرا کلام فصیح و بلیغ ہے تو اس لئے ہے کہ ہم سچے ہیں۔ اور پھر اس وقت کھڑا ہوا عبداللہ ابن عقیل اور کہتا ہے کہ کیا علی واپس آ گئے ہیں۔ علیؑ کی آواز سن رہا ہوں میں۔ علی کی تقریر سن رہا ہوں۔ لوگوں نے بتایا کہ علیؑ نہیں علیؑ کی بیٹی خطبہ دے رہی ہے۔ کانپ گیا یہ علیؑ کا صحابی۔ جو صفین میں علی کا ہم رکاب تھا۔ لرز کر کہتا ہے علیؑ کی بیٹی کا یہاں کیا کام۔ کہا کہ اے عبداللہ اسیر بنا کے لائی گئیں ہے اور سر برہنہ بھی ہے۔ یہ سننا تھا طیش میں کھڑا ہوا...... کہا شمر جانہ یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ تو علیؑ کی بیٹیوں کو سر برہنہ دربار تک لے آیا...... غضبناک ہوا...... ابن زیاد عبداللہ کے قتل کا حکم دیا...... اس کے قبیلے کے لوگ آگے آ گئے دربار سے نکال کر لے گئے۔ گھر پہنچا رات کے وقت حملہ کرایا سپاہیوں کے ذریعے سے۔ جب حملہ ہوا بیٹی نے جگایا بابا دشمن کے سپاہی آ گئے۔ ابن زیاد کے سپاہی آ گئے۔ یہ نابینا صحابی علیؑ کھڑا ہوا یہ کہتا ہوا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ میری بیٹی میری شمشیر لا شمشیر لا اور اس بہادر باپ کی بہادر بیٹی کا کیا کہنا۔ باپ نے بیٹی سے کہا مجھے بتاتی جا کدھر کدھر سے یہ حملہ کرتے ہیں۔ نابینا صحابی علیؑ نے اس عالم میں

ان سے جنگ کی۔ کتنوں کو زخم لگائے۔ آخر حسینؑ کا ایک اور جانثار شہید ہوا۔ واپس اے دربار میں...... اس علی ابن حسین پر نظر پڑی ابن زیاد کی یہ کون ہے......؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حسینؑ کا بیٹا علیؑ ہے۔ کہتا ہے کیا علیؑ کو اللہ نے قتل نہیں کر دیا۔ کربلا میں لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ سید سجادؑ کہتے ہیں میرا بھائی تھا علی اکبر جسے تیرے سپاہیوں نے قتل کر دیا۔ کہا کہ نہیں اسے اللہ نے قتل کیا۔ پھر امامؑ نے جواب دیا...... ہاں ہر انسان کی موت کے وقت اللہ ہی روح کو بلاتا ہے۔ کہا اب تک تمہاری زبان چلتی ہے۔ یہ کیوں باقی بچا...... اسے قتل کیا جائے۔ بس یہ سننا تھا ثانی زہرا سامنے آئیں۔ سید سجاد پھوپھی کا شانہ پکڑ کر ہٹایا ہٹو پھوپھی ذرا مجھے اس کا جواب دینے دو۔

او ابن زیاد ابھی تک تم نے دیکھا نہیں کربلا میں کہ قتل ہو جانا ہماری عادت ہے اور شہادت ہمارے لئے کرامت ہے۔ شہادت سے ڈراتا ہے۔ پریشان ہو گیا ابن زیاد ثانی زہرا سامنے آ گئیں تھی۔ خبردار! اگر کوئی میرے بھتیجے کی طرف بڑھا۔ پہلے میں اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کروں گی۔ اچانک دربار میں شور اٹھا ابن زیاد ایک اور حربہ استعمال کیا تھا۔ اذیت دینے کا حکم دیا کہ زندان سے مختار کو لایا جائے زنجیروں سے جکڑا ہوا...... علی کا شیر دربار میں لایا گیا...... ابھی اس کی نظر نہیں پڑی اسیروں پر اسے نہیں معلوم کہ علیؑ و زہراؑ کی بیٹیاں کھڑی ہیں...... دربار میں زخمی حالت میں...... مختار کو لایا گیا، ابن زیاد نے دیکھا کہا کیوں مختار تجھے معلوم ہو گیا جسے تو امیر کہتا تھا ہم نے کس طرح اسے کربلا میں قتل کیا...... امیر مختار نے للکار کر کہا او ابن زیاد ہاں مجھے پتہ چل گیا...... کاش میں زندہ نہ رہتا لیکن او ابن زیاد تو بھی اطمینان رکھ اللہ کا وعدہ پورا ہو کے رہے گا...... میں بھی تجھ سے انتقام لوں گا حسین کا...... تو یاد رکھ کہ میں پیدا اسی لیے ہوا ہوں کہ حسینؑ کے قاتلوں کو ان کے کیفر کردار تک پہنچاؤں...... ابن زیادہ کہتا ہے، مختار

ابھی تجھے پورے واقعے کا علم نہیں ذرا اپنے دائیں طرف تو دیکھ...... اب جو مختار نے نظریں گھما کر دیکھا...... بس اسی عالم میں زنجیروں سے اپنے آپ کو پیٹنا شروع کیا...... دوڑا ابن زیاد کی طرف حملہ کرنے کے لئے...... ابن زیاد اندر کی طرف بھاگا...... زنجیروں سے اپنے آپ کو مارتا جاتا ہے مختار اور کہتا جا رہا ہے اے خانوادہ رسالت...... اے رسول زادیوں...... اے علی و زہرا کی بیٹیوں...... اس غلام کو معاف کر دینا ...... میرے علم میں نہ تھا میری گنہگار نگاہیں تمہارے سروں پر پڑ گئی۔ لیکن یہ غلام تم سے وعدہ کرتا ہے کہ اس بے پردگی کا بھی انتقام لے گا۔ اس خون ناحق کے بہنے کا بھی انتقام لے گا۔

اَلا لَعنَۃُ اللہِ عَلَی القَومِ الظّالِمِینَ
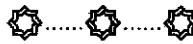
# مجلس ششم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ الۡحٰمِدُوۡنَ السّٰٓئِحُوۡنَ الرّٰکِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّاہُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَالۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰہِ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (التوبۃ ۱۱۲)

صلوات بھیجیں محمدؐ وآل محمدؑ پر۔

مختصر سے مختصر جواب دوں گا۔ لیکن تفصیل طلب ہے۔ ایک بچے نے یہ سوال بھیجا ہے کہ تشیع کے خلاف خاص طور سے استادوں کے ذریعے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں، آج کل یہ پھیلایا جا رہا ہے کہ اساتذہ درس دیتے دیتے، ٹیچر پڑھاتے پڑھاتے موضوع تبدیل کر دے گا، یا کوئی نہ کوئی ایسی بات کر دے گا کہ جس سے لوگوں کے عقیدے کو ضرب لگے۔ ہماری طرف سے بھی ایسا ہونا چاہیے تھا۔ لیکن نہ جانے کیا معلوم ہمارے بھی سکولوں میں لوگ پڑھاتے بھی ہیں، ٹیچر بھی ہیں، پروفیسر بھی ہیں کہ اس کا جواب اسی انداز میں دیا جاتا تو...... بہرحال دیکھئے کبھی یہ شعور آتا ہے...... استاد نے درس دیتے دیتے یہ بات کہہ ڈالی کہ فرق ہے لوگوں میں...... ہندوؤں میں...... وہ بت کھڑا کر کے پوجتے ہیں اور یہ لوگ لٹا کر یعنی تعزیہ پوج لیتے ہیں۔ مجھ سے وضاحت مانگی ہے۔ ویسے تو میں اس پہ بہت مجلسیں پڑھ چکا ہوں۔ لیکن بیٹا سوال کا جواب سوال

ہوتا ہے۔ آپ تھوڑی سی محنت کیجئے گا۔ سورہ بقرہ کو ترجمے کے ساتھ پورا پڑھ لیجئے گا۔ اس میں تابوت سکینہ کا ذکر آئے گا۔ وہ آیت ڈھونڈ کر اس کے پاس لے جایئے گا۔ کیا فرق ہے بنی اسرائیل اور پیغمبرؐ کی نبوت میں کہ جن کو اللہ تابوت کو علامت قرار دے رہا ہے۔ جب تابوت سکینہ آپ کے پاس آجائے گا، یہ تابوت کیا..... کہنا چاہیے، کہ جس میں سارے تبرکات ہیں پیغمبروں کے تو تمہیں فتح ہو گی۔ یہ تابوت کا ہی ذکر کیوں ضروری ہے؟ تابوت کے بغیر کیا اللہ فتح نہیں دے سکتا تھا بنی اسرائیل کو۔ تو یہ ان سے پوچھ لیجئے گا.....! یہ تابوت کیوں ضروری تھا۔ وہ گائے کا واقعہ کیوں ضروری تھا..... کیا گائے کے بغیر اللہ اس مردے کو زندہ کر کے نہیں بتا سکتا تھا؟ کہ بتا دو قاتل کون ہے.....؟ جس کے نام یہ سورہ بقرہ ہے۔ اور بھی بیسیوں سوال آپ نکالتے چلے جایئے گا کہ بھائی کیا فرق ہے اس رونے میں اور جناب یوسف کے لئے رونے میں..... جو اپنے بچے کی قمیص لگا کر روتے رہتے تھے۔ اصل قمیص جب آئی آنکھوں کی بینائی بھی واپس آ گئی۔ تو سوال کا جواب سوال ہوتا ہے۔ تو انہوں نے تابوت کا سوال کیا ہے۔ آپ بھی تابوت کا سوال کر دیجئے کہ بھائی جب اہمیت ہی نہیں تو قرآن میں تابوت کا کیوں ذکر ہے۔ پروردگار عالم بغیر تابوت کے فتح نہیں دے سکتا تھا.....؟ تو تابوت کا کیوں ذکر ہوا ہے قرآن میں۔ یہیں سے تو ہمیں گڑبڑ ہوئی کہ اگر قرآن میں ذکر نہ ہوتا تو شاید آج بھی تابوت نہ چلتا۔ لیکن اللہ نے خود تابوت کا ذکر کیا اور تابوت پہنچایا بھی بنی اسرائیل تک۔

یہ صاحب نے سوال کیا ہے۔ یہ ہاتھ دکھانے کے متعلق موضوع سے مطابق تو نہیں۔ لیکن مہربانی کر کے ذرا اس کو بتا دیجئے گا۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ ہاتھ دکھانے کے علم کی ایک حد تک جیسے بہت سارے علوم ہیں۔ علم جعفر بھی ہے..... علم نجوم بھی..... پتہ

نہیں کیا کیا علم ہیں۔لیکن یہ بھی ایک علم ہے۔ یہ بھی ، یکھنا چاہیے کہ ہاتھ کس کو دکھانا ہے۔آج کل تو انسان نفسیات کا اتنا ماہر ہوتا ہے کہ تقریباً نوے فیصد تو حالات ایک ہی جیسے ہیں۔آپ صدر بش کا ہاتھ دیکھئے اور کہئے گا ۔ بھائی لگتا ہے ۔ آج کل آپ بہت پریشان ہیں۔تو کہیے گا کہ آپ تو بہت قابل ہیں۔آپ نے جیسے میرا ہاتھ دیکھ کے بتا دیا کہ پریشان ہیں۔تو کونسا آدمی ہے جو دنیا میں پریشان نہیں ہے۔تو اکثر حالات سب کے ایک سے ہی ہوتے ہیں۔تو یہی ہوتا ہے کہ بہت ساری چیزیں نفسیات کے ذریعے سے......لہٰذا پرہیز کرنا چاہیے انسان توہمات کا شکار ہو جاتا ہے۔اور محرم کا تو بہت ہی بڑا مسئلہ ہے یعنی اس کا تو ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے چلو بہرحال۔ایک بار اور صلوٰت بھیجئے گا۔

تو یہ کمپنیوں کے متعلق ہے۔ بھائی جو بھی رقم ایک سال تک رکھی جاتی ہے۔ اس پر خمس ہو جاتا ہے۔ وہ چاہے کمیٹی کی رقم ہو یا بغیر کمیٹی کی رقم ہو۔آپ کو یہ بھی مختصر سا جواب دے دیا۔

اس سوال کو آخر میں میں اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ یہ کل کے موضوع سے متعلق ہے۔ جو کل میں نے پڑھا تھا واقعہ حرہ کا نتیجہ مختصراً بیان کر دیں۔ ہاں یہ تو بات وہی ہوئی کہ پوری کہانی تو ختم ہو گئی یہ تو پتہ بھی نہ چلا کہ زلیخا کون......؟ اچھا میں نے دوسری چیزوں کے لئے واقعہ حرہ تو بہانہ بنایا تھا۔لیکن نتیجہ ابھی بیان کر دیتا ہوں اور تفصیل بھی بیان کر دیتا ہوں۔شکر یہ مختصراً اس لیے کہا کہ آپ کی آج کی مجلس متاثر نہ ہو۔جب بات موضوع کے مطابق ہو تو متاثر ہونے کا سوال کیسا۔یہ سوال موضوع کے مطابق تھا اس لئے میں نے تینوں سوال جلدی جلدی بیان کر دیئے۔اس پہ ذرا بحث کریں گے۔صلوٰ پڑھ دیجئے آل محمد پر۔

اَوَّلُنَا مُحَمَّد اَوسَطُنَا مُحَمَّد آخِرُنَا مَحَمَّد وَ کُلُّنَا محمد ان میں سے جس

کا بھی ذکر کیا جائے گا۔ وہ چودہ کے چودہ کا ذکر ہو گا۔ جس کا بھی ذکر کریں گے وہی علی کا ذکر ہے...... وہی محمدؐ کا ذکر ہے...... اسی لیے سب کے فضائل کو بیان ہی نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وہ فضیلتیں ہیں اہل بیت کی کہ جناب قلم روشنائی ختم ہو جائے...... سمندر روشنائی بن جائیں لیکن ان کا ذکر ختم ہونے والا نہیں۔ یہ ثابت کرنا چاہ رہا ہوں کہ مجھ جیسا طالبعلم بھی اگر محنت اتنی کر لے تو ہو سکتا ہے کہ ہر امام کا عشرہ پڑھ دیا جائے تو زندگی ختم ہو جائے گی۔ معصومین کا ذکر ختم نہیں ہو گا...... معصومین کی زندگی کے گوشے ختم نہیں ہوں گے...... وہ پہلو ختم نہیں ہوں گے جتنا زمانہ آگے بڑھے گا یقین جانئے اہل بیت کے گنتی کے واقعات نہیں ہیں۔ جتنا زمانہ آگے بڑھے گا ہر زمانے کے ساتھ معصومین کی سیر تطبیق ہو سکتی ہے۔ ہر زمانہ معصومین کی سیرت کا مصداق بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ معصومین کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے۔ صلوٰت بھیجئے محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

دیکھئے واقعہ حرہ جس کا پوچھا گیا کہ نتیجہ کیا ہوا۔ ویسے تو میں نے اشارہ کیا تھا لیکن چلئے میں نتیجہ بتا دوں۔ یزید نے سرکوبی کے لئے بھیجا تھا۔ نتیجہ تو میں نے بتایا تین دن تک قتل عام کرتا رہا۔ اس کے بعد غلامی پہ بیعت لی۔ پھر اس کو یزید نے دو معرکے دیے تھے۔ مدینے اور مکے میں عبداللہ ابن زبیر کو ختم کرنا ہے۔ تو حصین ابن نمیر اس کا نائب ہوا۔ مدینے کو تاراج کرنے کے بعد اللہ نے اس کو ایسے مرض میں مبتلا کر دیا کہ جیسے مکے کی طرف بڑھا مفلوج ہو گیا...... مرض الموت میں یہ ملعون...... یعنی مسلم ابن عقبہ جس نے حملہ کیا تھا۔ مدینے کو...... شہر رسولؐ کو تاراج کیا تھا...... یہ مرض الموت میں مبتلا ہو گیا۔ اس ملعون نے یزید کے حکم کے مطابق اس نے نائب بتایا حصین ابن نمیر کو کہ تو اس کے آگے چلا۔ یہ راستے میں واصل جہنم ہو گیا۔ حصین ابن نمیر نے مکے کا محاصرہ کیا تھا اور کافی عرصے تک یہ مکے پر منجنیقوں سے آگ اور پتھر برساتا رہا۔ اس عرصہ میں یہ

واقعہ ذی الحجہ تریسٹھ ہجری کا ذی الحجہ کے بعد، محرم چونسٹھ ہجری شروع ہو گیا، ربیع الاول میں ابھی یہ محاصرہ جاری تھا کہ یزید واصل جہنم ہو گیا۔ سب سے پست درجے جہنم میں چلا گیا۔ جب وہ مر گیا تو ظاہر ہے کہ افراتفری مچ گئی، حصین ابن نمیر محاصرہ اٹھا کے وہاں سے واپس بھاگا، کہ جیسے ہی خبر پہنچی کہ یزید ملعون مر گیا۔ تو عبداللہ ابن زبیر اور اس کے ساتھیوں کا حوصلہ بڑھ گیا۔ ظاہر ہے کہ جب ان کا حاکم ہی مر گیا اس کو وہاں سے بھاگنا پڑا۔ یہ ہے نتیجہ واقعہ حرہ کا یعنی اس وقت عبداللہ ابن زبیر کا خاتمہ نہیں ہو سکا اور یہی واپسی کا سفر تھا جو میں کسی وقت مصائب میں پڑھ چکا کہ جب حصین ابن نمیر کی ملاقات ہوئی تھی چوتھے امامؑ، امام زین العابدینؑ سے صلوٰت پڑھ دیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر۔ دیکھئے ابھی سوال کے جواب میں تاریخ کا ایک باب مکمل ہو گیا۔ بس یہی ہماری مشکل ہے۔ ہم مصائب میں ایک جملہ پڑھ کے چلے جاتے ہیں۔ لیکن آج آپ کو پورا پتہ چل گیا کہ وہ کونسا سفر ہے کہ حصین ابن نمیر واپس ہو رہا تھا...... اور ادھر سے امام واپس جا رہے تھے...... راستے میں ملاقات ہوئی یہ پیاسہ تھا...... اسے پانی بھی پلایا...... کھانا بھی کھلایا...... اس کی ضروریات کو پورا کیا کہ جس پر اس نے کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پہچان لیتے تو میری پیاس نہ بجھاتے...... تو امام نے جواب دیا تھا کہ میں نے تجھے پہچان لیا حصین ابن نمیر...... لیکن یہ میں مصائب میں پڑھ چکا تو اب یہ واقعہ مکمل ہو گیا۔ اب آگے چلیں گے۔ کل یا پرسوں بتائیں گے کہ دوبارہ جب عبدالملک ابن مروان کا دور آیا تھا تو اس میں پھر دوبارہ تاراجی ہوئی ایک مرتبہ مدینے کی...... اور مکے کی بھی۔ اس میں پھر عبداللہ ابن زبیر کا خاتمہ ہوا۔ امیوں کی حکومت پورے عالم اسلام پر محکم یعنی مضبوط ہوئی تھی۔ عروج کا دور تھا۔ باقی انشاء اللہ کل پہنچ گئے تو کل۔ زندگی رہی پرسوں کی مجلس میں پہنچ گئے تو پرسوں۔ صلوٰت بھیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

واقعہ حرہ ذی الحجہ میں ہی یہ شروع ہوا تھا۔ اور ذی الحجہ میں ہی ختم ہوا۔ اس کے بعد مکے کا محاصرہ ہوا اور راستے میں مسلم ابن عقبہ واصل جہنم ہوا اور یہ میں نے آپ کو یہاں تک چونسٹھ ہجری تک مکمل ہو گیا یہ واقعہ۔ دوبارہ حملہ ہوا ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ کل یا پرسوں بات آجائے گی۔ اور آج کی مجلس بچوں کے نام پہ ہے۔ آج کی مجلس جوانوں کے نام پہ ہے۔ کیونکہ آج کی مجلس میں، میں نے ایسی دعا کا انتخاب کیا ہے کہ جس دعا کا تعلق ماں، باپ کے حقوق کے ساتھ ہے۔ دیکھئے میں آپ سے مسلسل عرض کر رہا ہوں کہ دعا صرف یہ ہی نہیں ہوتی۔ آج بھی مجھے ایک صاحب مل گئے بلکہ کل رات ہی کہیں ملاقات ہوئی انہوں نے سب سے پہلے سوال ہی یہ کیا کہ کوئی تسبیح بتا دیجئے کہ رزق میں برکت ہو۔ میں نے کہا آپ کیا کھاتے ہیں؟ مرغ تو ابھی بھی آپ کھا رہے ہیں۔ مجھے بھی کھلا دیں۔ وہ جو بیچارا دال روٹی کھا رہا ہے اس کو تسبیح بتاؤں کہ آپ کو بتاؤں۔ اور بھی کچھ مانگا جا سکتا ہے۔ یا صرف یہی مانگا جاتا ہے۔ رزق تو بٹ رہا ہے۔ ایک آپ حد مقرر کر دیجئے کہ آپ کتنا چاہتے ہیں۔ تو میں بتا دوں کتنا چاہتے ہیں۔ کروڑ پتی ہو...... ارب پتی...... کھرب پتی ہونا چاہتے ہیں۔ اللہ کرے۔ آپ کو حلال روزی دے۔ لیکن بھائی مانگنے کی اور بھی چیزیں ہیں۔ یہ کیا مانگ رہے ہیں......؟ میں یہ تمہیں کہہ رہا کہ صرف رزق نہ مانگیں۔ مانگنے کی چیزیں اور بھی بہت ساری ہیں۔ جیسے کل میں نے دعا کو نقل کیا کہ یہ بھی مانگو کہ پروردگار! یہ دے...... یہ نہ دے...... حسد نہ دے...... بغض نہ دے...... لالچ نہ دے...... حرص نہ دے۔

صبر دے...... قناعت دے...... یہ سب بھی تو مانگنے کی چیزیں ہیں۔ آج ایک ایسی ہی دعا امام کی جو ساٹھ پینسٹھ دعائیں ہیں۔ جا کے تو پڑھئے اس میں رزق کے اضافے کی بھی دعا ہے۔ لیکن اور بھی تو دعائیں ہیں۔ دعائے مکارم اخلاق بھی تو ہے۔

کچھ صفات جن کا نہ ہونا ضروری...... کچھ صفات جن کا ہونا ضروری...... وہ اسی مجلس میں انشاء اللہ آجائے گی۔ دعائے مکارم اخلاق کی بھی آپ سے تھوڑی سی بات کرلیں گے۔ حقوق پر بھی بات کرلیں گے۔

امام نے دعاؤں کے ذریعے پورا مکتب پھیلایا ہے۔ پورا دین...... پورا مذہب بتایا ہے۔ اب یہ چوبیسویں دعا اور کسی نسخے میں چھبیسویں دعا ہے۔ جو والدین سے متعلق ہے۔اس دعا کی بھی ایک خاصیت ہے۔ ہر دو جملے کے بعد درود...... ہر دو جملے کے بعد درود...... کیوں جو سننے والے ہیں یاد کرلیں چاہے، نادانستگی میں یاد کریں۔لیکن یاد رہے کہ درود کے بغیر اللہ دعا سنتا نہیں ہے۔ درود شریف!

خاندان آل محمد بلند تر صلوٰت۔

امام کی حکمت نے اتنا محکم کر دیا کہ کوئی درود کا منکر نہیں ہوسکتا۔ اگر منکر بھی ہے تو پھر نماز میں تو اسے پڑھنا ہی پڑتا ہے۔ یہاں سے تو بھائی فرار ممکن ہی نہیں۔ لہٰذا درود ہر دعا میں...... درود اتنا کثرت سے امام کرتے ہیں تو امام جانتے ہیں کہ لوگ تو ضرورت مند ہیں۔لوگ دعائیں یاد کر رہے ہیں۔ امام خود بھی دعائیں لکھوا رہا ہے۔ یاد کرتے چلے جاؤ۔ ہر دو جملے کے بعد درود...... تا کہ تمہیں خیال رہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجے بغیر مالک سنتا ہی نہیں ہے۔ صلوٰت بھیجئے محمدؐ و آل محمد پر۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِيْنَ۔

اے بار الٰہا! اپنی صلوٰت بھیج اپنے نبیؐ پر جو تیرا رسول بھی ہے اور تیرا بندہ بھی اور اس کی آل محمدؐ پر بھی۔

صرف ایسا درود نہیں وہ میں نے بتایا تھا کہ کیسا درود اس دعا میں بھی اسی طرح فخصو صھم ایسا درود جو مخصوص کر دے ان کے ساتھ وَاخصُصهُم بِاَفْضَلِ

صَلَوٰاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ وَسَلَامِکَ مخصوص کر دے ان کے ساتھ ایسی صلوٰت جس میں برکتیں...... سلامتی ......رحمتیں ہوں۔ یعنی اس درود کو بھی امام طویل کرتا چلا جاتا وَاخصُصھُم اَللّٰھُمَّ اور اے میرے پروردگار وَلِدَیَّ بِالکَرَامَتِکَ میرے والدین کے ساتھ درود بھیجئے۔ اب والدین کے لئے دعا شروع کی وَاخصُصھُم اَللّٰھُمَّ وَالَّذِیَّ بِالکَرَامَتِکَ وَالصَّلٰوۃُ مِنکَ یَا اَرحَمَ الرَّاحِمِیْن اور اپنی بارگاہ سے آئے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ان کے لیے رحمتیں مخصوص کر دے۔ میرے ماں باپ کے لئے رحمت کو مخصوص کر دے۔ میرے والدین کے لیے کرامت کو مخصوص کر دے۔ اور پھر درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَلْھِمْنِی عِلمَا مَا یَجِبُ لَھُمَا عَلَیَّا اِلھَامَا۔ اس جملے سے آغاز کرنا چاہتا ہوں۔ پوری مجلس شاید اسی پہ ختم ہو جائے۔

بارالہا! اپنی بارگاہ سے الہام کر دے۔ جو ماں باپ کا حق مجھ پر واجب ہے۔ وہ واجبات میں سے ہے اس لیے امام نے اس کو واجب کہا۔ قرآن میں بھی واجب ہے۔ واجبات میں سے ہے...... مستحبات میں سے نہیں ہے۔ والدین کے حقوق کیسے ہیں۔

بارالہا! اپنی بارگاہ سے الہام کر دے۔ وَاَلْھِمْنِی مجھ پر الہام کر دے۔ اپنی بارگاہ سے ماں باپ کا جو واجب حق ہے مجھ پر وہ مجھے الہام کر دے۔ بارالہا! اپنی بارگاہ سے الہام کر دے کہ میں ان سے کس طرح سے پیش آؤں...... میں ان کا حق کیسے ادا کروں۔ بارالہا! ان کے سامنے میری آواز کو بالکل نرم کر دے...... بارالہا میں ان کے سامنے سے اس طرح جاؤں جیسے کوئی جابر بادشاہ کے سامنے جاتا ہے۔ میرے ماں باپ کا اس طرح کا خوف مجھ پر بٹھا دے...... ایسا خوف مجھ پر ہو اور ان کے سامنے ایسے بن جاؤں جیسے شفیق ماں اپنے بچوں کے لئے ہوتے ہے۔ ان کی خدمت سے بڑھ

کر میرے لئے کوئی خیر قرار نہ دے۔ پہلے دعا کے جملے۔ بعد میں تشریح میں جائیں گے۔ یعنی خدمت دو طریقے کی ہے۔ امامؑ فرما رہے ہیں...... ایک خدمت خدمت سمجھ کر...... ایک خدمت بوجھ سمجھ کر کر رہا ہے...... ایک کر رہا ہے خوشی محسوس کرتے ہوئے کہ پروردگار ان کی میں ایسی خدمت کروں کہ ان کی خدمت کرنے سے زیادہ لذت مجھے کسی کام میں نہ آئے...... محفوظ رکھ، کہ کبھی ان کی آواز سے میری آواز بلند ہو جائے۔ پروردگار مجھے نافرمانوں میں سے قرار نہ دینا۔ یہ ہر وقت یاد رہے کہ میں جب کچھ بھی نہ تھا...... کمسنی میں انہوں نے میری کیسی خبر گیری کی ہے...... کمسنی میں مجھے کیسے پالا ہے۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

لیکن وہی انسانی نفسیات پہ امام نے ہاتھ رکھا ہے۔ جانتا ہے کہ انسان سب کام کر رہا ہے۔ نمازیں پڑھ رہا ہے...... خمس دے رہا ہے...... زکوٰۃ دے رہا ہے...... گھر میں بھولا ہوا ہے کہ میرے گھر میں وہ واجب ہے...... سب سے بڑا واجب ہے۔ کہ یہ واجب ادا نہ کیا تو...... نمازیں...... خمس...... زکوٰۃ...... روزے...... سب ہی گئے۔ ماں باپ کی اطاعت ان احکامات میں سے ہے۔ یاد رکھئے گا! وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلَاھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَہ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا۔ صلوٰت بھیج دیں آل محمد پر۔

یہی لگتا ہے کہ امام نے ان دو آیات کی تفسیر کی ہے۔ بس اور بھی آیات قرآن مجید میں ماں باپ کے حقوق کے لیے ہیں۔ لیکن یہ دو آیات، جن میں بڑی تفصیل ہے۔ اور جگہ پہ اتنی تفصیل نہیں ہے۔ جتنی ان دو آیات میں ہے۔ سورہ بنی اسرائیل کی تیئسویں اور چوبیسویں آیت: کہ اللہ کی طرف سے تم پر حکم آیا ہے۔ جب آیات سمجھ میں آ جائیں

گی تو خود بخود ہمارے امام کی دعا کا مقصد بھی سمجھ میں آجائے گا کہ اپنے ماں باپ کا احترام کرنا...... اپنے ماں باپ کا خیال کرنا...... ماں باپ کے حقوق ادا کرتے رہنا۔

اگر تم نے ماں باپ کے حقوق ادا نہیں تو کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارا لہجہ سن کر ڈر جائیں...... سہم جائیں۔ کیونکہ وہ ضعیف ہو گئے، تم جوان ہو گئے۔ تو تم بھول گئے ہو کہ کبھی یہ بھی جوان تھے۔ مگر انہوں نے اپنی جوانی تم پر قربان کر دی۔ تم تو بھول گئے کہ کبھی وہ بھی جوان تھے۔ محنت کرتے تھے مزدوری کرتے تھے۔ تاکہ تم پڑھو...... تم لکھو...... اپنی جوانی قربان کی تمہیں جوان کرنے کیلئے۔ لیکن جانتا ہے پروردگار کہ جب یہ خود جوان ہوگا تو بھول جائے گا۔ کہ کبھی میں گوشت کا لوتھڑا تھا، جو اپنے جسم پر بیٹھی ہوئی مکھی کو بھی ہٹا نہیں سکتا تھا۔ کبھی میں بھی گوشت کا لوتھڑا تھا کہ رات بھر روتا تھا۔ میری ماں مجھے رات بھر چھاتی سے لگا کر جاگتی تھی۔ سب کو اذیت ہوتی تھی، میرے رونے سے ایک ہستی ایسی تھی جس کے دل میں ایسی محبت ڈال دی تھی اللہ نے کہ وہ بچے کو چھاتی سے لگائے رات بھر جاگتی تھی۔ کس طرح سے دفاع کرتی ہے ماں بچے کا۔ موسموں سے...... خود بھوکا رہ کر بھی بچے کا پیٹ بھرتی ہے۔

ماں باپ کا ادب تم بھول جاؤ گے۔ قرآن واجب کہہ رہا ہے۔ یہی فرق میں کسی مجلس میں عرض کر چکا ہوں۔ مغربی معاشرہ کتنا بھی ترقی یافتہ ہو جائے۔ سب سے بڑا فخر ان کا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں جناب کہ ہمارے بوڑھوں کے لیے بھی اولڈ ہاؤس ہیں۔ جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ہم ان کو اولڈ ہاؤس میں جمع کراتے ہیں۔ وہاں ان کو وظیفہ...... لباس...... ان کو کھانا پینا بھی ملتا ہے۔ تو ہم یہی تو بتا رہے ہیں کہ آپ کو اولڈ ہاؤس کی ضرورت کیوں پڑی۔ اولڈ ہاؤس کیوں بنائے گئے۔ آپ ہمارے سوال کا جواب دیجئے۔ اگر آپ کے ہاں بچے ماں باپ کو گھر سے نکال دیں، کوئی سزا

ہے دنیا کے کسی قانون نے سزا رکھی ہے......؟ کوئی سزا نہیں ہے۔ پڑھ لیں سارے آئین...... اٹھا کے سارے قانون پڑھ لیں۔ یہ بچے چھوڑ کر چلے جائیں ماں باپ کو...... کوئی سزا ہے کہیں......؟ امریکہ...... برطانیہ...... پاکستان...... میں بچے چھوڑ کے چلے جائیں بوڑھے ماں باپ کو۔ کوئی سزا ہے......؟ کوئی سزا نہیں ہے۔ بلکہ انہوں نے کیا، کیا ماں باپ کو سزا ہے۔ اگر ماں باپ نے ڈانٹ دیا بچوں کو تو اب اس نے گھمایا 15 اب وہاں جو بھی نمبر ہوگا مجھے نہیں پتہ۔ لیکن گھمایا...... اس نے کہا کہ باپ نے مجھے ڈانٹا ہے۔ لہٰذا پولیس آئے گی۔ پہلی بار تنبیہ کریں گے کہ ہوشیار...... دوبارہ کیا تو اندر کر دیے جاؤ گے۔ اولڈ ہاؤس ہوتا ہے ناں؟ کیوں بنے؟ کوئی قانون نہیں اگر بچے ماں باپ کو نکال دیں...... یا بچے ماں باپ کو چھوڑ کر چلے جائیں...... ان کے لئے کسی قسم کی کوئی سزا نہیں ہے۔ بلکہ وہ فخر سے کہتے ہیں ہم نے بوڑھوں کے لئے اولڈ ہاؤس بنا لیا۔

اسلام میں اور مغربی نظاموں میں فرق کیا ہے؟ اسلام نے مشروط کر دیا ساری عبادتوں کو ماں باپ کی اطاعت کے ساتھ۔ اگر ماں باپ راضی نہیں تو ساری عبادتیں منہ پر ماردی جائیں گی۔ نظام پابند کر رہا ہے...... پروردگار عالم پابند کر رہا ہے۔ خبردار جس طرح اللہ کی اطاعت واجب ہے، ماں باپ کی اطاعت بھی میں نے واجب قرار دی ہے۔ اس لئے چوتھا امام فرما رہا ہے۔ پروردگار! کہیں بھول چوک نہ ہو جائے۔ اپنے لئے دعا نہیں مانگ رہا۔ ہمیں سمجھا رہا ہے کہ ایسے دعا مانگو کہ کہیں اب تم سمجھ رہے ہو کہ تم نے حق ادا کر دیا۔ پروردگار مجھے الہام کر دے کہیں کوئی کوتاہی نہ ہو جائے **وَاَلْهِمْنِی عِلْمَا مَا یَجِبُ لَهُمَا عَلَیَّا اِلْهَامَا** بار الہا! مجھے الہام کر دے وہ جو واجب ہے وہ علم الہام کر دے، جو ماں باپ کا مجھ پر واجب ہے۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ میں سمجھ رہا ہوں کہ میں حق ادا کر رہا ہوں۔ بلکہ اگر کہیں کوتاہی ہے تو میرے دل میں ڈال دے۔

اس کو الہام کہتے ہیں۔ وہ وحی مت سمجھئے گا رسول والی...... یعنی میرے دل میں ڈال دے اس بات کو کہاں کی بیشی پیش آ رہی ہے۔ کہاں کی ہو رہی ہے ماں باپ کے حق کیلئے۔ کیوں جیسے اللہ کی اطاعت واجب...... ویسے ہی ماں باپ کی اطاعت واجب صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

کیسے واجب......؟ اللہ کی بارگاہ میں کیسے جانا ہے؟ امام بتاتا ہے ہم ویسے جائیں کے نہ جائیں، لیکن حق کیا ہے کہ کام ہو جاتا ہے۔ انسان ایک ایک لفظ پر غور کرتے ہوئے پڑھتا ہے۔ اماموں کی نماز...... ایسے ہی ہے ناں۔ امام کہہ رہا ہے کہ بار الہا! میں ماں باپ کے سامنے بھی ایسے ہی جاؤں جیسے کوئی جابر بادشاہ سے ڈرتا ہے۔ ایسے ڈرتے ہوئے رہوں...... کبھی میری آواز ان کی آواز سے بلند نہ ہو...... پروردگار وہ سارے حق مجھے سکھا دے کہ کبھی کوئی کوتاہی نہ ہو...... تو قرآن نے کیا کہا! اللہ کی عبادت تم پر واجب وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوا اِلَّا اِیَّاہ۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرنا۔ سب سے بڑا ظلم کیا ہے، وہ مشرک ہے۔ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ اس آیت کے حصے پہ وَبِا الْوَلِدَیْنِ اِحْسَانًا اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی سے پیش آنا۔ تین چار جگہوں پہ والدین کے اطاعت کی آیت ہے۔ اور توحید کے ساتھ ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِی اِسْرَائِیلَ لَا تَعْبُدُونَ اِلَّا اللّٰہ وَبِالْوَالِدَینِ اِحْسَانًا۔ اور یاد کیجئے رسول یہ کوئی نیا عہد نہیں ہے۔ جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا۔ یہی عہد لیا تھا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرو گے۔ اپنے والدین کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ گے۔ یعنی ہر قوم سے یہ عہد لیا گیا ہے۔ صرف آپ سے نہیں...... ہر قوم سے۔ یعنی شروع سے یہ واجب عہد ہے کہ اپنے ماں باپ کی اطاعت کرنا۔ ماں باپ کی اطاعت اگر توحید سے ٹکرا رہی ہے...... تو پھر اللہ پہلے ہے...... بعد میں ماں باپ۔ لیکن اس میں

بھی خبردار اجازت نہیں دی کہ اپنے ماں باپ سے کھڑے ہو کر جھگڑا کرو۔ اپنے ماں باپ سے بلند آواز میں گفتگو کرو۔ بس واجب سے روکتے ہوں تو نہیں رکنا...... مستحب سے روکیں تو...... کہیں کہ رجب کا روزہ نہیں رکھنا تو نہیں رکھنا...... کیونکہ یہ مستحب ہے ماں کا حکم ماننا واجب ہے۔ ماں یہ حکم دے دے کہ میں کہہ رہی ہوں یہ روزہ نہیں رکھنا تو...... اب مستحب ختم ہو گیا۔ کسی مکروہ فعل کا حکم دے دے ماں کراہت ختم ہو گئی ...... ماں کا حکم آ گیا...... باپ کا حکم آ گیا...... اب وہ جانے...... اللہ جانے...... آپ پر نہیں کیونکہ آپ نے تو اطاعت کرنی ہے۔ صرف واجبات، کیونکہ واجب ہے اللہ کی اطاعت...... واجب میں ماں باپ کی اطاعت نہیں کرنی...... باقی زندگی کے ہر شعبے میں ماں باپ کی اطاعت کر سکتے ہیں۔ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ کِلَاهُمَا وَلَا تَقُلْ لَهُمَا اُفٍ۔ اگر تمہارے سامنے یہ دونوں یا ان میں سے ایک بڑھاپے کی سرحد کو پہنچ جائے۔ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ کِلَاهُمَا۔ کوئی ایک یا یہ دونوں تمہارے سامنے بوڑھے ہوں وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍ خبردار! انہیں اف تک نہ کہنا۔

امام جعفر صادقؑ اس ''اف'' کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: کہ اس سے ادنیٰ بھی کوئی لفظ ہوتا تو پروردگار اسے بھی نقل کرتے۔ اف تو کچھ بھی نہیں، پھر بھی ماں باپ کے سامنے اف تک بھی نہ کہنا۔ وَلَا تَنْهَرْهُمَا چہ جائے کہ تم ان سے جھڑپو...... انہیں ڈانٹوں...... کچھ تو ماں باپ کو بھی سوچنا چاہیئے کہ بچوں کی تربیت کیسی ہونی چاہیے۔ انہیں جب جدید تعلیم سے آراستہ کر رہے ہو...... انہیں آئمہ طاہرین کی تعلیمات سے بھی آراستہ کرو...... ورنہ گلہ کرنے کا فائدہ کہ...... بچے احترام نہیں کرتے......ادب نہیں کرتے...... بچوں کو ادب سکھاؤ گے تو ادب کریں گے۔

بچوں کو تعلیمات اہل بیت کی دو گے تو ادب کریں گے۔ جب بچوں کو مجلسوں میں ادب نہیں ملے گا...... گھر میں بھی ادب نہیں ملے گا...... تو کہاں جائیں گے۔ بد تمیزی سمجھیں۔ یہ بھی اچھی چیز ...... باپ سے بلند آواز میں بات یہ بھی اچھی چیز...... ماں کو جھڑک دینا اچھی بات......؟ یہی سیکھ کے آئے گا جب مجالس، محافل میں یہی رنگ نظر آئے گا، تو وہ جو کچھ بڑوں کو کرتے دیکھے گا...... وہی کچھ گھر میں جا کے کرے گا۔ گلہ کرنے کا حق تب ہے۔ جب انسان ساری چیزوں کی طرف نشاندہی دے۔ لیکن میرا فرض ہے بچوں کو نصیحت کرنا۔ لہٰذا آج کی مجلس بچوں کے نام کر رہا ہوں۔ اگر اپنے اعمال کی ضمانت چاہتے ہو تو کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کی سرحدوں کو پہنچ جائیں...... خبردار "اُف" بھی نہ کرنا۔ چہ جائے انہیں جھڑکو وَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا جب بات کرنا ان کے ساتھ مہربانی کرامت سے بات کرنا۔ یعنی نرمی سے بات کرنا۔

یہی تو چوتھا امام کہہ رہا ہے۔ پروردگار کبھی ایسا نہ ہو کہ میری آواز ماں باپ کی آواز سے بلند ہو جائے۔ یہ چوتھے امام کی دعا ہے۔ وہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ دعا پڑھ کے ایسے لگا جیسے امام ان دو آیات کی تفسیر کر رہا ہے۔ بارالٰہا! میں اتنی شفقت سے بات کروں جیسے شریف ماں اپنے بچے سے بات کرتے ہیں۔ میں اس طرح اور وہی قرآن کہہ رہا ہے: وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا۔ اپنے ماں باپ کے ساتھ جب بات کرنا نرمی کے ساتھ کرامت کے ساتھ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَهِ۔ ہمیشہ اپنے ماں باپ کے لیے مہر و محبت کی آغوش کو پھیلا کر رکھنا، یعنی آغوش محبت ان کے لیے کھلی رکھنا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَهِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا۔ امامؑ نے وہاں پر کیا کہا تھا؟ پروردگار! جس طرح وہاں پر یہ میری کمسنی میں خبر

گیری کرتے رہے میں نے نہیں دیکھا کس طرح سے مجھ پر مہربان رہے۔ بس اسی طرح جس طرح مجھے پالنے میں لذت ماں باپ محبت کے ساتھ پالتے ہیں...... نفرت سے تو نہیں پالتے بچوں کو...... بوجھ سمجھ کر تو نہیں پالتے...... کیسے پالتے ہیں ماں باپ...... ماں باپ سے زیادہ کوئی محبت کرتا ہے بچوں سے......؟ محبت نہ ہوتی تو پالتے کیسے...... اس محبت کی طرف امام اشارہ کر رہا ہے کہ جس محبت میں انہوں نے مجھے پالا ہے۔ پروردگار! اس محبت سے مجھے بھی خدمت کرنے کی توفیق دے دے صلوٰت بھیجیے محمد وآل محمد پر۔

وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا۔ اے ہمارے رب اس طرح کہو...... اللہ کا حکم ہے ماں باپ کیلئے...... اللہ کا حکم ہے یہ نہیں کہا کہ دعا کرو ماں باپ کیلئے...... بلکہ دعا کے الفاظ بتائے، دعا بتائی کہ یہ دعا کرو...... قرآن مجید میں بہت کم جگہوں پہ دعا نقل کی گئی ہے۔ دعا کے الفاظ ماں باپ کی وہ ہستی ہے کہ دعا کے جملے نقل کیے ہیں۔ ایسی دعا کرو اپنے ماں باپ کیلئے وقل یوں کہو رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا۔ اللہ سے اپنے ماں باپ کے لئے دعا کیا کرو کہ اے پالنے والے، اے رب ہمارے ماں باپ پہ اپنی رحمتیں نازل فرما...... ہمارے ماں باپ پہ اپنی رحمتیں نازل فرما...... کیوں......؟ كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا۔ میں اس کا ترجمہ بعد میں کروں گا۔ پہلے رب کا معنیٰ سمجھ لیجیے۔

"رب" کسے کہتے ہیں۔ صلوٰت بھیجیے محمد وآل محمد پر۔

یہاں ایک چیز کی وضاحت ضروری ہے۔ رب کے معنی کی میں تشریح کروں۔ یہ نہ ہو کہ کچھ لوگوں کو دلیل مل جائے کہ جب ماں باپ "رب" ہیں۔ لیکن عزیزو! کہنے کے انداز کی بات ہے۔ میں کچھ بھی سمجھ کے کہوں سننے والا کیا سمجھے گا...... کیا سمجھے گا سننے

والا.....تو موقعے اور محل کی بات ہوتی ہے کہ کہاں پہ کونسا لفظ کیا اثر دکھائے گا۔ لہٰذا ساری احتیاطوں کو سامنے رکھتے ہوئے بات کرنی پڑتی ہے۔"رب" کے معنٰے کیا ہیں.....؟ جب اللہ نے اپنا تعارف کرایا تو کہا تھا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ ساری حمد ہیں.....اس اللہ کی جو سارے عالمین کا رب ہے..... جو سارے عالمین کا پالنے والا..... عالمین کا انسانوں کا نہیں..... جتنے بھی عالمین ہیں..... یہ منصب ہے اللہ کا..... کہ کوئی اس کا کلمہ پڑھے یا نہ پڑھے پالتا ہے..... کیونکہ رب العالمین ہے..... منصب ہی ایسا ہے..... نہ مانے اسے نہ مانے..... وہ قیامت کے دن حساب ہوگا..... یہاں تو پال رہا ہے..... سب کو دے رہا ہے.....رزق مل رہا ہے.....کیوں کہ منصب ایسا ہے رب العالمین..... تو اللہ نے پالنے میں تمیز نہیں کی..... ہندو..... مسلم..... یہودی.....عیسائی پالنے میں تمیز نہیں کی۔ کیوں کہ یہی تو منصب ہے میری مخلوق ہے۔ پالوں گا..... مانے نہ مانے..... کلمہ پڑھے نہ پڑھے..... سجدہ کرے نہ کرے..... پال رہا ہے.....سب کو پال رہا ہے..... پس آپ دیکھئے جو لطیف نقطہ اس آیت میں پوشیدہ ہے وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا۔ کہ پروردگار سمجھانا چاہ رہا ہے کہ کیسے دعا کرو: کہ اے میرے رب اَللّٰھُمَّ سے دعا نہیں ہے۔ اکثر دعائیں اَللّٰھُمَّ سے شروع ہیں۔ معصوم نے بھی دعا شروع کی اَللّٰھُمَّ یااللہ۔ کم دعائیں ہیں جو رب کے نام سے شروع ہوتی ہیں۔ جو دعائیں رب سے شروع ہو رہی ہیں۔ ان میں حکمت الگ ہے۔ یہاں حکمت کیا ہے؟ رب ارْحَمْهُمَا اے پالنے والے یہ ایسے دعا کرو..... اے پالنے والے ہمارے ماں باپ پہ رحمتیں نازل فرما..... كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا۔ کہ جیسے یہ دونوں میرے رب بنے رہے..... جب میں کچھ بھی نہ تھا یہ اللہ کا منصب دیا ہوا ہے ماں باپ کو..... کسی اور کا دیا ہوا نہیں ہے۔ كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا۔ یہ تثنیہ کا صیغہ ہوا ..... جس طرح کہ یہ دونوں

میرے رب...... یعنی اللہ نے جو منصب اپنے لئے رکھا...... وہی منصب ماں باپ کو بھی دیا...... کیوں کہ اللہ رب حقیقی ہے! یہ رب مجازی ہے...... آخر مشترک کیا ہے دونوں میں...... اللہ بھی رب...... ماں باپ بھی رب...... قدرے مشترک یہ ہے۔ جیسے اللہ پالنے کی صفت میں کبھی تمیز نہیں کرتا ایسے ہی ماں باپ اولاد کو پالنے میں تمیز نہیں کرتے...... دنیا کے لئے ناقص ہو گا یہ تو ماں باپ سے پوچھو کہ کیسے پالتے ہیں اولاد کو...... ایک ہو یا دس ہوں...... دو ہوں یا چھ ہوں...... لڑکے ہوں یا لڑکیاں...... دنیا کے لئے ہو گا...... اس ماں کی کوکھ سے پوچھو جس سے وہ بیٹی جنم لے رہی ہے۔ مجھے تو آج بھی حیرت ہوتی ہے اتنے ترقی یافتہ دور میں بھی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ لڑکی کا پیدا ہونا جو ہے وہ معاذ اللہ منحوسیت کی علامت ہے۔ لو بھئی کیسے چار بیٹیاں ہو گئیں اس ترقی یافتہ دور کی بات کر رہا ہوں۔ صبح شام کی بات لوگ تعویذ لینے بھی جاتے ہیں کہ ہماری بیٹی کا جینا دوبھر ہو گیا ہے...... گھر میں تین بیٹیاں ہو گئیں...... بیٹا نہیں ہوا...... جینا دوبھر تو مرد کا بھی ہونا چاہیے...... دونوں برابر کے ذمہ دار ہیں...... پیٹ میں جو تصویر بن رہی ہے وہ عورت بنا رہی ہے......؟ کون بنا رہا ہے......؟ اللہ بنانے والا ہے ناں تصویر...... تو اللہ سے جھگڑا کرو...... اس بیچاری نے کیا کیا ہے...... وہ تو تصویر نہیں بنا رہی رحم کے اندر...... کیا بنانا ہے کیا نہیں بنانا...... کس کے ہاتھ میں ہے...... اللہ تصویر بناتا ہے ناں اللہ مصور ہے انسانوں کا...... لیکن آج کے دور میں یہ حالت ہے۔ اس بیچاری لڑکی کو جس کے ہاں بچیاں پیدا ہو رہی ہیں، لوگ منحوس کہہ دیتے ہیں۔ بھائی تمہارا وہ بیٹا منحوس نہیں ہے؟ جس کے ہاں بیٹا نہیں ہوتا...... اگر یہی بات ہے تو پھر ہم تو ایسے جواب دیں گے...... بھائی منحوس ہو گا تمہارا بیٹا...... وہ بیچاری کیوں...... اگر لڑکی کا ہونا ایسے ہوتا تو عیسیٰ کو مریم سے عزت نہ دی جاتی...... رسول کو فاطمہؑ سے عزت نہ دی جاتی۔ عزیزو! اس جملے پہ غور

کیا آپ نے...... میں نے یہ نہیں کہا کہ فاطمہؑ کو رسول سے عزت نہ دی جاتی، میں نے کہا کہ رسول کو فاطمہؑ سے عزت نہ دی جاتی۔ کیوں کہ رسول کا تو کوئی بیٹا نہیں بچا۔ اور عزت تو وہی ہے کہ نسل آگے چلے۔

جس کی نسل آگے چلے، کوثر بھی ہے۔ کس کے ذریعے سے دی ہے اگر رسول کی نسل باقی ہے...... اولاد رسول اگر باقی ہے تو کس سے باقی ہے...... یہ وہ عزت ہے جو بیٹی کے ذریعے اللہ رسول کو دے رہا ہے۔

یہ وہ عزت ہے، یہ باطل خیال اپنے دلوں سے نکال سکتے ہیں۔ وہ ساس کبھی خود بھی غور کرتی ہیں، اپنی بہو بیٹیوں پر طعنے دینے سے پہلے کہ اللہ نے انہیں بیٹی بنایا ہے۔ یہ تو دیکھے کہ تو خود کون ہے۔ اگر بیٹی کا وجود نحس کی علامت ہے تو تم خود ہو۔ کیا تم عورت نہیں ہو ظاہر ہے تم بھی عورت ہو تو اپنے وجود پر خود انگلی اٹھانا...... کہ نحس ہے یہ اتنی بڑی احمقانہ حرکت میں نے کبھی نہیں دیکھی...... یعنی ظاہرانہ فکر کے لیے میں کیا کہوں کہ اعتراض کرنے والی خود اپنے اوپر اعتراض کر رہی ہے کہ میں عورت ہوں۔ یہ مسئلہ جہاں بھی بھیجئے گا کہ مجھ سے یہ پوچھا گیا اور یہ مسئلہ سمجھئے گا۔ یہاں بھی پوچھا تھا کسی نے...... مگر پوچھا کہاں تھا جامعہ میں...... موقع مجھے یہاں مل گیا۔ صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

رسولؐ تو ہے ہی عزت، بیٹی کے ذریعے عزت دی کیونکہ نسل آگے چلی رسول کی...... نسل رسولؐ اور اولاد رسول کس سے...... ایک بیٹی کے ذریعے سے کہ بیٹی کے لئے کہا کسی شاعر نے ۔

اے جبین مصطفےٰ یہ تو بتا
کتنے سجدوں کا صلہ ہے فاطمہ

بیٹی اور بیٹے کا مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ اس تربیت کا ہے۔ اگر بیٹیوں کی تربیت ہی ایسی کر دو تو...... بیٹیاں بھی خاندان کے لئے فخر بن جایا کرتی ہیں...... اگر کبھی کوئی موقع ملا تو اسلام کی ان جلیل القدر خواتین پر بحث کروں گا...... کہ جو اس وقت سے لے کر آج تک دین کی خدمت کر رہی ہیں...... جنہوں نے ہزاروں لاکھوں کروڑوں مردوں سے زیادہ دین کی خدمت کی ہے...... اللہ جس کو جس طرح سے چاہتا ہے نعمت دیتا ہے...... یہ بھی نعمت ہے نام بھی ''زینبؑ'' علیؑ نے اسی لئے رکھا کہ باپ کی زینت ہے۔ باپ کے دل کا چین ہے۔ باپ کا زیور ہے۔ یہ وہ زین ہے زینب۔

مولا کائنات نے اس لئے نام رکھا۔ بیٹیوں سے محبت کرنے میں کوئی کمی رکھی؟ فاطمہ بیٹی نہیں ہے......؟ فاطمہ کی بیٹیاں نہیں ہیں......؟ یہ اللہ کی مرضی ہے۔ جس کو جس طرح سے چاہے اولاد دے رہا ہے۔ تو تمہارے لئے سب کچھ بھی ہو...... ماں کے دل سے پوچھو جس کی کوکھ سے وہ بیٹی جنم لے رہی ہے۔ اس کے لئے بیٹی کیا ہے...... اس کے لئے بیٹا کیا ہے...... اس طرح امام توجہ دلا رہے ہیں کہ تو بھول جا...... تو بھول جا کہ تم کبھی گوشت کے لوتھڑے تھے۔ اب اللہ نے ماں باپ کو یہ منصب دیا کہ یہ رب ہیں۔ دنیا میں تم ان کے ذریعے سے آئے ہو...... یعنی میں رب حقیقی ہوں...... یہ رب مجازی ہیں...... جس طرح مجھے گوارہ نہیں کہ تم میری معصیت کرو...... اسی طرح مجھے یہ بھی گوارہ نہیں کہ جسے دنیا میں تمہارا مجازی رب قرار دے رہا ہوں ...... تم ان کی معصیت کرو...... کیوں ان کی مخالفت کرو...... کیوں ان کو تکلیفیں دو...... کیوں ان کو اذیتیں دو...... اگر ایسا کیا تو...... اپنی تمام عبادتوں سمیت دھکیل دیے جاؤ گے...... منہ پہ مار دی جائیں گی تمام عبادتیں...... توازن رکھنا...... دو چار جملے اس پر بھی عرض کرنا چاہتا ہوں...... جوانوں کی رہنمائی کے لئے...... اپنے بچوں کیلئے...... اپنی بچیوں کیلئے......

توازن قائم رکھنا پڑتا ہے..... عدالت قائم کرنی پڑتی ہے..... شادی کے بعد جو رسہ کشی شروع ہو جاتی ہے..... بیوی کہتی ہے شوہر میرا..... ماں کہتی ہے میں نے پال کر جوان کیا..... میرے حقوق ہیں۔ حقوق بچوں کے بھی ہیں..... بیوی کے بھی حقوق ہیں..... والدین کے بھی حقوق ہیں..... بچیوں کو بھی سوچنا چاہیے کہ آج جو میری ساس ہے کل کو میں نے بھی ساس بننا ہے..... اگر اسی طرح میرے بھی بچے مجھ کو چھوڑ کر چلے گئے تو..... اسی طرح میرے بیٹے بھی مجھ کو چھوڑ کر چلے گئے تو..... ہر ایک کو اپنی جگہ سوچنا ہے..... ماں کو بھی یہ سوچنا ہے..... جیسے میری بیٹی ہے اسی طرح یہ بھی کسی کی بیٹی ہے..... جو اپنے گھر لے کر آئی ہوں ..... یہ ہے فکر کی بات۔ جب اس طرح مسائل کو سوچو گے..... کہ بہو نہیں بلکہ میرے گھر میں بھی بیٹیاں ہیں..... میں کسی کی بیٹی لے کر آ رہی ہوں..... جس طرح میری بیٹی ہے..... یہ بھی بیٹی ہے..... یہ بھی کسی کے جگر کا ٹکڑا ہے..... بچیوں کو بھی یہ سوچنا چاہیے کہ جس طرح ہمارا بھائی ہے..... یہ بھی کسی کا بھائی ہے۔ مل جل کر جو خاندان رہتے ہیں۔ یہی تو اسلام کا کمال ہے کہ یہ محبت صرف اسلام میں ملے گی۔ اور کہیں نہیں ملے گی۔ خوش نصیب ہوتے ہیں وہ خاندان کہ جو جھونپڑیوں میں بھی مل کے رہتے ہیں۔ ان محلوں کا کیا فائدہ کہ اتنی ہزاروں سہولیات ہونے کے باوجود..... بوڑھے ماں باپ کے لئے جگہ نہ ہو..... ان میں سرونٹ کوارٹر تو بڑے بڑے ہوں لیکن ان میں ماں باپ کے لئے جگہ نہ ہو۔ صلوٰت بھیجیں آل محمد پر۔

کس کی تعلیمات کا حصہ.....؟ آپ کے سامنے صرف اسی دعا کی تشریح کر رہا تھا۔ صحیفہ سجادیہ کے کچھ نسخوں میں..... جیسے مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ کا جو نسخہ ہے ترجمے کا.....اس میں چوبیسویں..... باقی کے جو نسخے ہیں ان میں بھی یہی ترتیب ہے کسی میں چوبیسویں..... کسی میں چھبیسویں.....تو اس کو ضرور پڑھیے گا۔ میں نے اتنی

تشریح کر دی آپ کی رہنمائی ہے بچوں کے لئے نہیں...... بچیوں کے لئے پڑھو...... کہ ماں باپ کا کیا مقام ہے۔ جیسے تم اپنے ماں باپ کو سمجھتے ہو...... اس بچی کے بھی ماں باپ ہیں...... جیسے یہ بچی اپنے ماں باپ کا احترام کرتی ہے...... وہاں اس کے شوہر کے بھی ماں باپ ہیں۔ جہاں عدالت، توازن لے کر چلو گے ساتھ میں...... تو غم...... دکھ...... روکھی سوکھی...... میں بھی اچھی گزرتی ہے۔ لیکن یہ محبتیں تو پیدا ہوں۔

عزیزو! یہی تو دکھ ہے کہ فاطمہؑ رسولؐ کی بیٹی ہونے کے باوجود اپنے گھر میں ماں کی محبت نہیں ملی۔ کیوں کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ کا تو انتقال ہو گیا تھا۔ تو جو کیفیت تھی...... جو صورت حال تھی، جناب فاطمہ زہراؑ کی آپ سب کو معلوم ہے۔ جس طرح کے حالات سے گذرنا پڑا...... ماں کا پیار نہیں ملا...... ٹھیک ہے دو چار سال کی تھیں جب تک ماں کے پاس رہیں...... پانچ سال تک اس کے بعد شہزادی کو اپنے گھر میں بھی مخالفت اور نفرت زدہ آنکھوں کا سامنا کرنا پڑا...... لیکن اس کے باوجود اس بیٹی کے لئے کہتا ہے، خدمت ایسی کی ہے...... بتا رہا ہے رسولؐ...... کہ اپنے ماں باپ کی اس طرح خدمت کرو۔ جس طرح اس بیٹی نے اپنے ماں باپ کی خدمت کی تھی۔

خدا کا رسولؐ اپنی بیٹی کو کہتا تھا فَاطِمَۃُ اُمُّ اَبِیۡھَا۔ فاطمہ نے میری اس طرح میری خدمت کی جیسے ماں بچے کی کرتی ہے۔ یہ اپنے بابا کی ماں کے برابر ہے۔ صلوٰت بھیجئے آل محمدؐ پر۔

دوستو! یہ یاد رکھنا...... خدا کی نعمت ولایت...... ذکر حسینؑ کے بعد روئے زمین پر تمہارے سروں جو سب سے بڑی نعمت ہے۔ وہ تمہارے ماں باپ ہیں۔ ہمیشہ ان کے لئے دعائیں کرتے رہو۔ ماں باپ اتنی بڑی سپر ہوتے ہیں کہ جب تم گھر سے نکلتے ہوں، ماں باپ کی دعاؤں کا احساس ساتھ ہوتا ہے۔ کتنی ہی مشکلوں کے مقابلوں

ہیں...... ماؤں کی دعائیں حصار بن جاتی ہیں...... باپ کی دعا حصار بن جاتی ہے......
یاد رکھنا ! یہ ہستیاں اتنی بڑی نعمت ہوتے ہیں، ماں باپ...... کیوں کہہ رہا ہے امام کہ
پروردگار مجھے ان کے لیے ایسا کر دے...... جیسے شفیق ماں...... کیوں ماں باپ وہ ہستیاں
ہیں......سنو جوانوں کے لئے کہہ رہا ہوں...... جب یہ تمہیں کوستے ہیں...... اُردو میں
ہیں لفظ جب تمہیں بُرا بھلا کہتے ہیں...... جب تمہیں بددعا دیتے ہیں...... ہوتا ہے اکثر
کہیں گے...... ماں باپ تو ہمیں اتنا ڈانٹتے ہیں...... اتنا کوستے ہیں......اتنا بُرا بھلا
کہتے ہیں...... کہتے ہیں جا مر جا...... جانتے ہو ماں باپ کا مقام کیا ہے......؟ جب ماں
باپ بچے کو بددعا دے رہے ہوتے ہیں تو...... پروردگار سنتا ہی نہیں......فرشتوں کو بھی
یہی حکم ہے نہیں سننا...... کہنے دو...... کتنی بددعا دیں...... کیوں ماں باپ کا مقام یہ ہے کہ
مشیت بھی جانتی ہے کہ...... یہی ماں جو اتنا کچھ غصے میں کہہ رہی ہے تھوڑی دیر بعد کہے
گی...... پروردگار سننا نہیں...... یہی باپ ڈر رہا ہوتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری بات
لگ جائے......تو اللہ نے پہلے اطمینان دے دیا کہ میں تمہاری بات سنو گا ہی نہیں......
بددعا کبھی نہیں سنتا بچوں کے لئے ماں باپ کی......سنتا ہی نہیں...... کیوں؟ ماں باپ
ہیں جانتا ہے کہ جو کہہ رہے ہیں غصے کے عالم میں کہہ رہے ہیں۔ ہاں لیکن اس وقت
سے ڈرے انسان...... جب واقعی ماں باپ کی بددعا لگ جائے...... وہ کون سا جرم ہے
جو نا قابل معافی ہے...... نبی اور امام کے قتل کے بعد...... جو جرم نا قابل معافی ہے وہ
ماں باپ پر ہاتھ اٹھنا ہے...... کتنی بدبخت ہے وہ اولاد...... دنیا میں بھی اور آخرت میں
بھی...... کہ جس سے یہ بُرا فعل سرزد ہو گیا کہ اس نے اپنے ماں یا باپ پر ہاتھ اٹھا
لیا......جس نے اپنی ماں یا اپنے باپ پر ہاتھ اٹھا لیا وہ پھر بھول جائے میں آپ سے
پوری ذمہ داری سے بات کر رہا ہوں۔ بھول جائے کوئی چیز قبول نہیں...... کوئی عمل......

کوئی تو یہ...... جب تک وہی ماں باپ دل سے اس کو معاف نہ کر دیں۔ اگر آپ نہ بھی کریں گے تو اللہ عاق شمار کرے گا...... عاق یہ تو آپ جانتے ہیں کہ جس کو ماں باپ عاق کر دیں اس کا انجام کیا ہوتا ہے شریعت میں......دعائے مشلول میں بھی جا کے دیکھئے گا۔ مفاتیح الجنان میں بھی...... تحفتہ العوام میں بھی...... وظائف الابرار میں بھی ایک دعا ہے۔ دعا مشلول...... مشلول کا مطلب آپ جانتے ہیں۔ جس کو شل کر دیا گیا ہو۔ یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے، شل سے نکلا ہے ''مشلول'' جسے شل کر دیا گیا ہو۔ راوی کون ہے اس کا امام حسنؑ اور امام حسینؑ ۔صلوٰت بھیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

خانہ کعبے میں دیکھا۔ خانہ کعبے کی دیوار کے ساتھ بیٹھا ایک اپاہج جوان ہے۔ ہاتھ پیر شل ہو چکے......ہل نہیں سکتا...... رو رہا ہے پڑا ہوا۔ اور دعا کر رہا ہے اور گناہوں کی معافی مانگ رہا ہے...... اتنا گڑگڑا کر دعا کر رہا تھا کہ دونوں شہزادوں کی بھی آنکھوں میں آنسو آگئے ۔بابا کی خدمت میں پہنچے، جو وہیں عبادت میں مشغول ہیں۔ بابا ایک جوان اس طرح سے دعا کر رہا ہے ''مشلول ہے'' شل ہو چکا ہے۔ قریب آے مولا کائنات جانتے ہیں۔ لیکن اس سے پوچھا تو نے کون سا ایسا کام کیا...... رونا شروع کر دیا......کہا مولا میرا گناہ ایسا ہے کہ میں بخشا ہی نہیں جا سکتا...... کہا میں بدکار تھا...... جواری تھا......شرابی تھا...... اپنے ماں باپ سے پیسے چھین چھین کر لے جاتا تھا۔ وہ مزدوری کرتے تھے میں ان سے پیسے چھین کر لے جاتا تھا۔ ایک دن میں نے گھر کی ضرورت کا جو سامان تھا وہ بھی چھینا اپنے باپ سے، پیسے بھی چھینے اور میرا باپ چیختا ہوا میرے پیچھے آگیا کہ دیکھ ہم بوڑھے بھوکے مر جائیں گے۔ یہ جو تو ہماری جمع پونجی لے جا رہا ہے تو میں نے شدت سے اسے جھٹکا اور اتنی زور سے اس پر حملہ کیا کہ اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا بڑھاپے میں۔ ظاہر ہے کہ بوڑھا آدمی تھا جوان کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔ کہاں

میں نے چلتے چلتے سنا مجبوری کے عالم میں میرا باپ بددعا کر رہا تھا۔ بارالٰہا میری اس نفرین کو ضرور پورا کرنا جس طرح اس نے میرا ہاتھ توڑا ہے۔ اس کا ہاتھ شل کرنا۔ بارالٰہا اسے معاف نہ کرنا۔ کہا میرے باپ کی مجھے بددعا لگی اور اس سے پہلے کہ میں اس سے معافی مانگتا وہ مر گیا۔ میرے باپ نے مجھے معاف نہیں کیا۔ میری ماں نے مجھے معاف نہیں کیا۔ اور وہ مر گئے۔ مولائے مشکل کشا یہ ہے میری مجبوری کیا آپ حل کر سکتے ہیں۔ شل ہو گیا اب خدا مجھے معاف کرنے والا نہیں ہے۔ اب یہاں تک تو یہ ذہن میں رکھئے کہ یہ وہ گناہ ہے کہ جو پروردگار کبھی معاف کرتا ہی نہیں۔ انبیاء کے قتل کے بعد جو گناہ خدا معاف نہیں کرتا وہ یہ گناہ ہے کہ جو اپنے ماں باپ پر ہاتھ اٹھائے۔

بات ختم ہو گئی یہ رب ہیں" مجازی" رب ہیں۔ لہٰذا اب وہ مولا ہی نہیں......؟ جو مشکل کو حل نہ کرے۔ مولا نہ ہوا ناں...... اب سوال کس کے سامنے رکھا ہے مولا کائنات کے سامنے...... اور مولا کون ہیں مرضی الٰہی کے مالک ہیں...... بس ختم کر رہا ہوں، آپ کی زحمتیں تمام کر رہا ہوں۔ کیونکہ روزانہ ایسے ہی چلے گا موضوع کے حساب سے تو آج یہ دعا کا موضوع تھا۔ ماں باپ کے بارے میں تو مجھے اسی پر بات کرنا تھی۔ لہٰذا اب مولا کائنات نے اسی لیے دعا تعلیم دی۔ یہ بھی میری آپ سے ایک گذارش ہے کہ اس دعا کا ایک یہ بھی معجزہ ہے کہ جسے ڈاکٹر جواب دے دیں۔ اس کے سرہانے بیٹھ کے یہ دعا پڑھا کرو اور جتنے خشوع وخضوع سے یہ دعا پڑھی جائے گی اور یہ تجربے میں نے کیے بھی ہیں اور دیکھے بھی ہیں ہاں موت کا ایک ایسا وقت معین ہے کہ اس کا تو کوئی علاج نہیں ہوتا۔ لیکن بڑے بڑے مریضوں کو مولا کی تعلیم دی ہوئی اس دعا سے بھی ٹھیک ہوتے دیکھا ہے۔ اس کو ویسے بھی آپ جا کر پڑھیں...... ترجمہ پڑھیں تو آپ کو اندازہ ہوگا، آپ زار وقطار رونا شروع کر دیں گے اور آپ کبھی بھی دعاؤں کی

مخالفت نہیں کیا کریں گے۔ دعا کی مخالفت وہی کر سکتا ہے جس نے کبھی دعا پڑھی نہ ہو...... جس کو پتہ ہی نہ ہو کہ دعا ہوتی کیا ہے۔ اگر دعا پڑھیں تو کبھی معصوم کے کلام کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا امام نے اسے دعائے مشلول تعلیم دی۔ یہ دعا پڑھ...... میں بھی پڑھتا جاتا ہوں...... تو بھی پڑھتا جا...... تیرے ماں باپ تجھے عالم ارواح میں معاف کر دیں گے...... کیونکہ اب یہ سچے دل سے توبہ بھی کر رہا ہے۔ توبہ لہٰذا امام نے دعائے مشلول تعلیم دی۔ اس کا نام دعائے مشلول پڑ گیا۔ دعا کے معجزے سے وہ جوان ٹھیک ہو گیا۔ صلوٰت بھیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

اس پر بہت زیادہ گفتگو کر سکتا تھا۔ لیکن وقت اجازت نہیں دیتا۔ اسی لیے امام نے صرف یہی نہیں کہا...... کہ دولت مانگے جاؤ...... ارے یہ بھی مانگنے کی چیزیں ہیں۔ یہ وہ صفات ہیں کہ جتنے ہی تم تونگر بن جاؤ...... اگر ماں باپ کا احترام نہیں ہے تو تونگری کس کام کی ہے۔ وہ دولت کس کام کی ہے...... وہ زمینیں کس کام کی ہیں...... جبکہ مرنا ہے...... مرنا تو ہے ہی کہ نہیں مرنا...... ہمارا اختیار تو نہیں مرنے پہ...... یا زندہ رہنے پہ...... جب جانا ہے تو جانا ہے۔

عزیزو! یاد رکھنا یہ کتنی تعلیمات...... کتنے پہلو...... معصوم بتا کے گئے یعنی کوئی گوشہ نہیں چھوڑا۔ امام یہ بھی کہتے ہیں کہ کتنا بدبخت ہے وہ انسان کہ کتنے راستے اللہ نے اس کی معافی کے رکھے ہوں...... پھر بھی جہنم میں چلا جائے...... ہم یہ سمجھتے ہیں اکثریت جہنم میں ہی جانا ہے۔ معصوم یہ کہتا ہے کہ بدبختی تمہاری اپنی ہے۔ اللہ نے تو اتنے راستے رکھے ہیں۔

ماں باپ کی خدمت میں اعجاز یہ ہے کہ اگر عمل میں کمی بھی رہ جائے...... خدا صرف ایک صفت پر کہ اس نے اپنے ماں باپ کی اتنی عمدہ خدمت کی ہے...... وہ جو

عبادتوں میں کمی رہ جاتی ہے۔میں نے کہا عشرہ پڑھا جا سکتا ہے پوری ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں۔شہید دستغیب نے جو حقوق والدین پر جو کتاب لکھی ہے۔اس کے بارے میں عرض کر رہا ہوں۔کبھی ماں باپ کی خدمت بھی انسان کی بخشش کا سبب بن جاتی ہے۔میں نے حوالہ دیا تھا کہ انسان کے پاس جتنا علم ہوتا ہے...... ماں باپ کا ادب اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔

شیخ مرتضٰی مطہری کا جب حوالہ دیا تھا تو پورا واقعہ بھی بیان کیا تھا۔جب ان کی ماں کا انتقال ہوا...... وہ بڑے بردبار...... بڑے حلیم آدمی تھے۔کسی کو ان سے غیر سنجیدہ حرکت کی توقع ہی نہیں تھی۔تو جب ان کی ماں کا انتقال ہوا تو ان کے طالبعلموں نے دیکھا کہ عمامہ پھینکا ہوا ہے۔دیوانوں کی طرح...... مجنون جیسے جنون طاری ہو گیا ہے۔مجنوں بن کے جنازے کے پیچھے جا رہے ہیں۔بڑے پریشان شاگرد اور دیگر علماء کہ یہ کیا ہوا؟ ایسے حلیم...... ایسی بردبار شخصیت...... انہیں ہوا کیا ہے۔جب کئی دن گذر گئے تو پوچھا شیخ یہ کیا ہوا تھا...... ہاں ٹھیک ہے ماں کے مرنے کا بڑا غم ہوتا ہے...... بڑا افسوس ہوتا ہے...... لیکن آپ پر ہم نے ایسی کیفیت کبھی نہیں دیکھی...... پھر رونے لگے...... تمہیں نہیں معلوم کہ جب تک میری ماں زندہ تھی میں بے فکر تھا ہر کام سے آزاد تھا۔بے فکر ہو کے علمی کام کرتا تھا۔مجھے پتہ تھا کہ میرے لئے ایک ہستی ایسی ہے جو رات بھر جاگ جاگ کے میرے لئے دعائیں کرتی ہے۔جس کی ہر سانس میں میرے لئے دعا ہے۔میرے لیے یہی تو سب سے بڑا افسوس کا باعث ہے کہ اب وہ ہستی نہ رہی جو بغیر کسی لالچ، بے لوث میرے لئے دعائیں کرتی تھی۔یہ ہے ''ماں'' کا مقام۔کہ جس کا اختتام ہی امام زین العابدینؑ کے واقعے پر ہی کروں گا۔بلند آواز سے صلوٰت بھیجئے۔

جب امام سے اس دعا کے بارے میں کسی نے سوال کیا کہ دو جملے ماں باپ

کے مقام پر خلاصہ کر دیجیے۔ تو معصومؑ ارشاد فرماتا ہے کہ یوں سمجھ لو کہ میں نے آج تک اپنی ماں کے ساتھ بیٹھ کے کھانا نہیں کھایا۔ اب وہ حیران ہوا پوچھنے والا...... کہ مولا ماں کے ساتھ کھانا کھانے میں تو خوشی ہوتی ہے۔ یہ تو سعادت ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ میں نے ماں کے ساتھ کبھی کھانا نہیں کھایا۔ اب اس بحث میں مت پڑیے گا کہ جناب شہر بانو کا انتقال کب ہوا۔ امام حسین کی جتنی بھی ازواج مطہرات ہیں۔ چوتھے امام کیلئے سب ماں کا درجہ رکھتی ہیں۔ امام کہتے ہیں کبھی میں نے ماں کے ساتھ کھانا نہیں کھایا۔ وہ کہتا ہے کیوں؟ ماں کے ساتھ کھانا کھانا تو خوشی کی بات ہے۔ امام فرماتے ہیں کہ نہیں......! مجھے ڈر ہے...... میں ڈرتا ہوں...... کہ کہیں میرا ہاتھ اس لقمے کی طرف نہ بڑھ جائے جس لقمے کی طرف میری ماں کا ہاتھ بڑھ رہا ہو...... یہ معصومؑ ہے...... امام ہے...... اس لئے خدا کا رسول جناب فاطمہ بنت اسد کو یہ اعزاز دے کے بتا رہا ہے کہ ماں کا مقام کیا ہے۔

اسی لیے یاد رکھنا کہ رسولؐ کی ماں کو بھی پہلے اٹھا لیا گیا۔ ولایت اور امامت کے ظاہری منصب سے پہلے علی کی ماں بھی اس دنیا میں نہ رہی۔ کسی امام کی ماں منصب امامت کو سنبھالتے وقت اس دنیا میں نہیں تھی...... کیوں...... دو اطاعتیں ٹکرا جاتیں۔ حکمت الٰہی کو یاد رکھنا اور کبھی بھی مطالعہ کر لینا...... سیرت کا کہ جب رسول منصب رسالت پر آیا ہے...... خاتم النبیین کی ماں دنیا میں نہیں ہے۔ ہمیشہ منصب رسالت پر ہے...... ہمیشہ سے رسول ہے...... لیکن اٹھا لیا گیا بچپن میں...... کیوں......؟ دو اطاعتیں سامنے آجاتیں...... رسولؐ خود رسولؐ ہے۔ اس کی اطاعت ماں پر لازم آجاتی کہ ماں "رسولؐ" کی اطاعت کرے۔ رسولؐ ماں کی اطاعت کرے۔ کیسے ہوگا...... دور لازم آجاتا ہے منطقی اعتبار سے باطل ہو جاتا کلیہ...... لہٰذا ماں کو اٹھا لیا گیا...... مولائے کائنات کو

ظاہری منصب ہمیشہ سے ولی ہے..... امامؑ ہے..... لیکن اختیارات کب استعمال کرے گا؟ جب رسول چلے جائیں گے۔ لہٰذا ظاہری منصب سنبھالنے سے پہلے ماں کا انتقال ہوا۔ دونوں شہزادوں کے ظاہری منصب سنبھالنے سے پہلے ماں چلی گئی۔ چوتھے امام کو منصب سنبھالنے سے پہلے ماں کو بلا لیا گیا..... کیوں؟ اسی سے ماں کے مقام کا اندازہ لگا لو کہ اگر امام کی ماں سامنے ہو گی تو اس پر اس کی اطاعت واجب ہو گی..... یہ ہے "ماں" کا مقام..... جو خود اماموں نے بتایا..... جو خود رسول نے بتایا۔ امام کا یہ جملہ بتا رہا ہے کہ ماں کا مقام کیا ہے.....؟ جس کے رحم سے امام نہیں آیا ان کے لیے کہہ رہا ہے کہ اتنا مقام ہے میری نظر میں ان کا جیسے فاطمہ بنت اسد کا احترام تھا رسول خدا کے لیے۔ صلوٰت بھیجئے۔

بچوں کے لیے آج کی مجلس میں کہ قدر جانو..... ہر وقت دعا کرو اور خدا سلامت رکھے سب کے ماں باپ کو۔ لیکن جن کے نہیں ہیں، رشتہ ختم نہیں ہوا۔ اگر کوتاہی رہ گئی ہے تو اب بھی پورا کر سکتے ہو۔ ان کے لیے تحفے تحائف بھیجتے رہو۔ ان کے لیے ایسے کام کرو ان کو ہمیشہ یاد رکھو کہ ان کی روحیں تم سے خوش رہیں۔ اللہ نے یہ ماں باپ کو اختیار دیا ہے۔ کاش ہم سمجھتے کہ وہ مرنے کے بعد بھی اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ بارالٰہا! ہمارے بچے ہمیں یاد رکھتے ہیں ان کو مصیبتوں سے دور رکھنا۔ یہ جو آپ دیکھتے ہیں کبوتروں کو دانہ ڈالا جاتا ہے ہر محرم میں..... کربلا جائیں..... مشہد جائیں.....مدینے جائیں..... مکے جائیں یہ روایت ہے۔ یہ ایسے نہیں ہے چاہے ضعیف سہی۔ مگر روایت ملتی ہے کہ مومنین کی ارواح ان پرندوں کی شکل میں بھی کبھی آتی ہیں۔ یہ خوبصورت پرندے ہیں کبوتر، ان کی شکل میں، ان کو ایسے نہ مار دیا کرو اور مستحب قرار دے دیا گیا ہے ان پرندوں کو دانہ ڈالنا، چھت پہ مستحب ہے۔ اگر آپ دانہ

ڈال دیں اور یہ کھا کر چلے جائیں ۔لوگ ڈالتے ہیں چھتوں پہ اکثر یہاں بھی درباروں پہ رکھ دیا جاتا ہے۔ مستحب ہے۔ ایک روایت ہے کہ مومنین کی ارواح خبر لینے بھی آتی ہے۔ کبھی کبھی اپنے بچوں کی خبر لینے آتی ہیں ۔کیا کر رہے ہیں، ہمیں یاد کر رہے ہیں کے نہیں...... کر رہے، لہٰذا ان کو یہ حق ہے کہ مرنے کے بعد بھی دعا کرتے ہیں ۔ بارالٰہا !ہمارے بچوں کو حفظ وامان میں رکھنا۔ ہمارے بچوں کو محفوظ رکھنا۔ تو امام بتا رہا ہے کہ یہ سب مانگنے کی چیزیں ہیں۔ تم ایک ہی چیز مانگے جاتے ہو۔ بس دولت ہی مل جائے...... دولت ہی مل جائے کوئی انتہا ہے اس کی یا نہیں ہے صلوات بھیجیں محمدؐ و آل محمد پر۔

اس لیے بتا رہا ہوں بے شک رزق مانگو، کوئی حرج نہیں۔ لیکن اور بھی چیزیں مانگنے کی ہیں۔ یہ وہ صفات ہیں۔ جب ان سے آراستہ ہو جاتا ہے انسان تو...... پھر مومن کامل بنتا ہے۔ یہ تھا امام کی زندگی کا ایک تبلیغی پہلو کہ بچوں کو جوانوں کو بلکہ ماں باپ کو بھی پیغام ہے کہ کچھ پڑھاؤ گے تو تمہارے لئے کچھ کریں گے۔ جب انہیں بتاؤ گے تو ایسے بنیں گے۔ اگر نہیں بتایا گیا......

اب آجائیں جہادی پہلو کی طرف...... میں مصائب کی طرف آجاؤں گا...... لیکن بیچ میں بہت ساری باتیں کرنی تھیں۔ لیکن وقت اجازت نہیں دے رہا چاہے آپ بے وقت سمجھئے لیکن مجھے وقت کو دیکھ کر گفتگو کرنا ہے۔ صلوٰت بھیج دیجئے آل محمد پر۔

دیکھئے ''جہاد'' ہے۔ امام کہ جہاں ایسے نظر آتا ہے لوگوں کو کہ سوائے عبادت کے...... دعا کے...... امام دوسرا تصور ہی نہیں کر سکتا۔ امامت کا ایک اعجاز یہ ہے کہ امامت معراج میں بھی...... منبر پر بھی...... میدان میں بھی ......جس میدان میں امامت نظر آئے گی چاہے وہ جنگ کا میدان ہو...... محراب عبادت ہو چاہے...... وہ منبر بیاں

ہو...... منمبر کلام ہو...... جب امامت ان میں سے کسی مقام پر آئے گی تو دیکھنے والا یہی سمجھے گا کہ اسی میدان کے سربراہ ہیں۔ اسی میدان کے سالار ہیں۔ مولائے کائنات جنگ کے میدان میں نظر آئیں گے تو یہی سمجھے گا دیکھنے والا کہ سوائے شمشیر زنی علیؑ نے کوئی کام سیکھا ہی نہیں...... محراب عبادت میں علی جائے گا تو دیکھنے والا یہی سمجھے گا کہ سوائے عبادت کے علی نے کچھ کام کیا ہی نہیں...... منمبر پہ خطبہ دے گا تو سننے والا سمجھے گا سوائے خطابت کے علی نے کوئی کام سیکھا ہی نہیں...... یہ ہے کمال امامت کا کہ جس میدان میں نظر آئیں گے...... اپنے کمال پہ نظر آئیں گے یعنی آخری حد پر۔

یہی چوتھے امام جب لوگ نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے تو کہتے سوائے عبادت کے کوئی سروکار نہیں...... جب باطل سے مقابلہ ہوتا تھا تو...... اب ہیں دو علیؑ کے مقام...... ذرا آپ کے سامنے رکھنا چاہ رہا ہوں۔ دو علیؑ کے مقام...... ایک علیؑ مخالفوں سے ٹکرایا میدان جنگ میں...... لیکن عزیزو یاد رکھنا کہ مولا علی کو ظاہری زندگی میں کبھی بھی ایسے موقعے کا سامنا نہیں کرنا پڑا جس قسم کا سامنا اس علی کے پوتے اس علی کو کرنا پڑا تھا۔

اس لئے مولا کائنات سب مصائب میں شریک کچھ مظالم ایسے ہیں۔ جن میں علی تنہا ہے۔ یعنی ایسے ظلم ہوئے مولا کائنات پہ جن میں شہزادہ حسنؑ بھی شریک نہیں...... شہزادہ حسین بھی شریک نہیں...... کبھی بات کر لیں گے اور کر بھی چکے۔ اسی طرح شہزادہ حسن کے ساتھ کچھ ظلم ہوئے کہ جن میں کوئی دوسرا امام شریک نہیں۔ واقعہ کربلا پہ تو مجھے روشنی ڈالنے کی ضرورت ہی نہیں...... لیکن اسی طرح یہ چوتھا امام بھی کچھ مظالم میں بالکل تنہا ہے۔ مقام کیسا ہے جس پر جہاد کرنا پڑ رہا ہے امام سجاد کو...... پس منظر تو آپ کو بتا چکا...... بس جب دمشق لے آیا ہے اور امام بھی یہ انتظار کرتے تھے کہ

منظرنامہ یہ سجائیں۔ اس منظر کو تبدیل ہم کریں گے۔ کہیں امام ایسے نہیں گرجا۔ کونے میں بھی خطبے دیے۔ لیکن دمشق میں دربار کے بھی بعد ایک مرحلہ آیا جمعے کی نماز کے صلوٰۃ الجامع جمعہ کی نماز کا اعلان ہوا کہ سب پہنچیں۔ ہزاروں کا مجمع دمشق کی جانب...... یزید اپنی فتح کا اعلان کرنا چاہتا ہے۔ یزید چاہتا ہے کہ اپنی فتح کا اعلان کرے قیدیوں کو لایا گیا ہے مسجد میں...... بیبیوں کو بھی لایا گیا ہے ایک کونے میں کھڑی ہیں بیبیاں ...... بیبیوں کے آگے سید سجاد...... ماحول کیسا ہے ہزاروں کا مجمع مخالف...... شامیوں کا مجمع ہے یزید ملعون بھی بیٹھا ہے...... اور بھی بیٹھے ہیں فاسق و فاجر...... رسول زادیاں قیدیوں کی صورت میں کھڑی ہیں...... رسول زادیوں کے آگے سید سجاد زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے۔ سر سے پاؤں تک اور گلے میں طوق خاردار میں...... ہمیشہ اس طوق کے ساتھ خاردار کا لفظ اس لیے لگاتا ہوں عزیزو کہ اس طوق کے بارے میں یہی لکھا ہے کہ اندر کی طرف میخیں...... کیلیں نکلی ہوئی تھیں کہ جب میرا مظلوم امام گردن گھمانے کی کوشش کرتا تھا تو یہ کیلیں اس کی اذیت کا باعث بنا کرتی تھیں۔ اس حالت میں کھڑا ہے امام۔ اس حالت میں ایک درباری خطیب کو بلایا یزید نے...... پہلے سے تیار کیا ہوا ہے تجھے ممنبر پہ چڑھنا ہے ان کی توہین کرنی ہے...... ہماری تعریف کرنی ہے...... اور گھبرانا مت مجمع سارا اپنا ہے...... وہ درباری خطیب آیا منمبر پہ چڑھا اور منمبر پہ چڑھنے کے بعد اس نے یزید اور آل ابوسفیان کی تعریف بیان کرنا شروع کی...... کہ اللہ نے ان کے لئے حکومت رکھی...... اللہ نے یہ رکھا...... اللہ نے یہ رکھا...... اللہ نے ان کے دشمنوں معاذ اللہ ذلیل کر دیا...... اور اس کے بعد اہل بیت کی شان میں گستاخی شروع کی...... کیوں کہ جانتا ہے کہ یہ اکیلا فرد ہے، باقی خواتین ہیں...... مرد بھی قیدی ہے۔ زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے...... یزید بھی خوش ہو رہا ہے...... مجمع بھی خوش ہو رہا ہے...... شامیوں کا

مجمع ہے...... خطیب بھی اپنا ہے...... جب بہت آگے بڑھا یہ خطیب تو...... اب امام دو قدم آگے بڑھا...... اور وہ بھی زنجیروں سمیت اتنا آگے آیا کونے سے نکل کر کہ...... پورا مجمع دیکھ لے امام کو اور وہیں سے للکارا وَيْلَكَ يَا اَيُّهَا الْخَاطِبُ اِشْتَرِيكَ مَرَضَاتِ الْمَخْلُوقِ بِسَبَبِ الْخَلْقِ۔ وائے ہو تجھ پر او خطیب ''ویل'' کا معنی وائے۔ اور یاد رکھئے کہ ''ویل'' ایک جہنم کی وادی کا بھی نام ہے۔ وائے ہو تجھ پر اَيُّهَا الْخَاطِبُ اور خطیب وائے ہو تجھ پر...... مخلوق کی رضا مندی کی خاطر اللہ کی دشمنی خرید رہا ہے۔ اِشْتَرَيْكَ مَرَضَاتِ الْمَخْلُوقِ بِسَبَبِ الْخَلْقِ۔ اللہ کی دشمنی کے عوض لوگوں کی خوشنودی خرید رہا ہے...... لوگوں کی خوشنودیاں لے رہا ہے۔ جیسے ہی امام نے للکارا سچ ہے...... اٹک گئی خطیب کی زبان...... رُک گیا نہیں بول سکا جھوٹ ...... جھوٹ میں میدان میں کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہوا کرتی...... جیسے ہی سچ سامنے آتا ہے۔ قرآن کا بھی یہی قاعدہ ہے کہ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلِ حق آتا ہے تو باطل بھاگ جاتا ہے۔ باطل ہے ہی بھاگنے کے لیے...... جیسے ہی امام نے للکارا...... خاموش...... پھر یزید کی طرف دیکھ کر کہا او یزید مجھے بھی موقع دے...... ان لکڑی کے ٹکڑوں پر چلو میں بھی کچھ بات کروں ...... یزید نے منع کر دیا...... لوگوں نے کہا دے دے اجازت...... کہتا ہے تمہیں کیا معلوم اب یہ یزید کے الفاظ ہیں کہ تم نہیں جانتے یہ اس خاندان کا فرد ہے اگر میں نے موقع دے دیا تو میں جانتا ہوں کہ یہ منبر پہ آ کے مجھے اور میرے خاندان کو رسوا کر دے گا...... تم نہیں جانتے یہ اس خاندان کا فرد ہے جہاں علم و دانش دودھ میں گھول کر پلا دیا جاتا ہے...... یہ کون مخاطب یزید نحس یہ جملہ کہہ رہا ہے...... لیکن لوگوں نے کہا تجھے کس کا خوف ہے سارا مجمع ہمارا...... یہ قیدی ہیں...... بہت سنا ہے ہاشمیوں کی خطابت کے بارے میں...... چاہتے ہیں ذرا کچھ سنیں تو سہی...... وہ قیدی ہے تیرے

اختیار سے باہر تو نہیں...... لوگوں کے اصرار پہ مجبور ہوا یزید...... وہ درباری خطیب ادھر ہی ہے...... اب آیا ہاشمی خطیب...... کون آیا؟ ہاشمی خطیب...... ہر معصوم نے اپنے ہاشمی ہونے پر بھی فخر کیا ہے...... کیونکہ ہاشم...... جیسے عبدالمطلب کی بہادری مشہور تھی...... ہاشم کا خطبہ مشہور تھا...... ہاشم کی خطابت مشہور تھی...... رُک جایا کرتے تھے حیوان جب ہاشم تقریر کر رہا ہوتا تھا...... پرندے پرواز کرتے ٹھہر جایا کرتے تھے...... جب ہاشم خطاب کر رہا ہوتا تھا...... لوگوں کو بھی ہاشمی فصاحت و بلاغت بننے کا شوق ہوا...... اب امام آیا منبر پر آ کر کہتا ہے۔ اَیُّهَا النَّاسُ اَعطَنَا اللّٰهُ الْعِلْمَ وَالْحِلمَ وَالشّجاعَةَ وَالسَّخَاوَتَ وَالْمُحَبَّةَ فِی قُلُوبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمِنَّا رَسُولُ اللّٰهِ وَوَصِیُّهٗ وَسَیِّدُ الشُّهَدَاءِ وَجَعْفَرِ طَیَّارِ بِالْجَنَّةِ وَسِبطَ هٰذِهِ الْاُمَّتِ وَالْمُهدِیُ الَّذِی یُقْتَلُ الدَّجَّال۔ اب یہ شروع کیا امام نے اے لوگو! سنو ہم وہ ہیں اللہ نے جنہیں علم دیا...... حلم دیا...... سخاوت دی...... شجاعت دی...... اور سب سے بہتر مومنین کے دلوں میں ہماری محبت دی ہے...... کتنا بڑا فخر ہے...... اللہ اکبر...... دیکھئے صورت حال بدل گئی...... وہی تو میں چاہ رہا ہوں معاملات جو مصائب کے دو جملوں میں نکل جاتے ہیں...... نہیں پورا واقعہ تو آئے...... پوری تقریر تو آئے مولا کی...... پھر مصائب بھی آ جائے گا...... بتا دو کہ مولا نے للکارا کیسے تھا...... یعنی یہ کتنا بڑا اعزاز ہے آپ کا کہ...... امامؑ نے...... یعنی حسین نے کربلا میں یاد کیا...... دمشق میں سید سجاد فرما رہے ہیں کہ سب سے بڑی بات کہ مومنین کے دل میں اللہ نے ہماری محبت ڈالی ہے۔

وَالْمُحَبَّةَ فِی قُلُوبِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور سنو اے لوگو وَمِنَّا رَسُولُ اللّٰهِ ہم میں ہے...... خدا کا رسول ہم میں ہے...... اس کا وصی علیؑ ابن ابیطالب ہم میں ہے...... سید الشھداء حمزہ ہم میں ہے...... جعفر طیار جو جنت میں پرواز کر رہا ہے ان پروں کے

ذریعے جو اللہ نے اسے دیے ہم میں...... امت کے دو سبط حسنؑ و حسینؑ ہم میں ہے...... وہ مہدی جو دجال کو قتل کرے گا۔صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

جب امام نے یہ جملے کہے مکمل سناٹا چھا گیا۔ایک قیدی زنجیروں میں جکڑا ہوا طوق خاردار اس کے گلے میں ہو...... مخالفین کا مجمع ہو...... ایسے للکارے اس طرح سے للکارے...... جب یہ جملے کہے سکتہ چھا گیا...... پھر للکارا حسینؑ کے لال نے اَیُّھَا النَّاسُ مَنْ عَرَضَنِي فَقَدْ عَرَضَنِي وَمَنْ لَّمْ یَعْرِفُنِي فَاَنَّا العَرِّفُ حَسَبِي وَنَسَبِي۔ جو مجھے جانتا ہے۔ وہ تو جانتا ہی ہے۔ یزید اعلان کر چکا تھا۔ وہ تو جانتا ہے۔ جو جانتا ہے۔ وہ تو جانتا ہی ہے۔ جو مجھے نہیں جانتا۔ تو میں خود کی پہچان کرداتا ہوں۔ اپنا حسب اور نسب...... حسب نسب سمجھتے ہیں آپ...... اماموں نے اپنا حسب نسب بیان کیا۔ خالی ”نسب“ نہیں۔نسب میں انسان کا ذاتی کمال نہیں ہوتا۔ اگر کوئی سید ہے تو یہ نسب ہے سید ہونا...... اس کے اختیار میں نہیں تھا پیدا ہوا تو سید ہے۔نسب کسے کہتے ہیں۔ وہ نسل جو اس کے اختیار میں نہیں ہے۔نسب یہ ہے کہ اس کا دادا کون ہے۔نسب اگر اچھا ہے تو انسان کا کمال نہیں ہوتا۔ کیونکہ نسب میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

”حسب“ میں انسان کا دخل ہوا کرتا ہے۔حسب وہ ہے جو انسان کمال کے درجے سے حاصل کرتا ہے۔حسب میں وہ بہار کے رشتے جن سے پیوند جڑتا ہے تو حسب میں وہ ذاتی کمال بھی...... تو جب امام نے تعارف کرایا۔حسب اور نسب دونوں کا تعارف کرایا۔صرف نسب کا نہیں یعنی بتایا کہ صرف رسول کی اولاد ہونے پہ ہمیں فخر نہیں...... بلکہ اللہ نے جو ہمیں کمالات دیے ہیں...... وہ بھی ایسے ہیں کہ ہم ان پر فخر کریں وَرَفَعْنَا اَعْرَفُ حَسَبِي وَنَسَبِي میں تمہیں اپنا حسب اور نسب بتاتا ہوں...... کہ میں ہوں کیا...... اپنا نسب بھی تمہیں بتادوں گا...... اپنا حسب بھی یہاں یہ جملہ روک

کے...... آپ کو ایک پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ نسب اللہ نے دے دیا۔ بہت بڑی بات اب اس نسب کی حفاظت کرنے کے لیے اپنا حسب بھی درست کرنا ضروری ہوتا ہے...... ایک نعمت اللہ نے دی...... دوسری نعمت کو خود حاصل کرو محنت سے۔ وَاَنَا ابْنُ الْمَكَّةُ وَالْمِنٰی میں مکے اور منیٰ کا بیٹا ہوں۔ ابھی تو حسب نسب بتا رہا ہے امام...... اب نسب تو نہیں مکے کا بیٹا ہوتا...... یہ حسب ہے...... میں مکے اور منیٰ کا بیٹا ہوں...... میں زمزم اور صفا کا بیٹا ہوں...... میں اس کا بیٹا ہوں جو سدرۃ المنتہیٰ تک گیا تھا...... میں اس کا بیٹا ہوں جس سے تیری نے احترام نہیں مانا...... جس سے تیرکی نے طواف نہیں...... جس سے تیرکی نے مناسک حج ادا نہیں کیا...... میں اس کا بیٹا ہوں جس کے لئے اللہ نے کہا دَنٰی فَتَدَلّٰی كَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ میں اس کا بیٹا ہوں...... جو صاحب معراج ہے...... میں محمد مصطفیٰ کا بیٹا ہوں ...... میں علی مرتضیٰ کا بیٹا ہوں...... میں فاطمہ زہرا کا بیٹا ہوں...... میں حسین ابن علی کا بیٹا ہوں...... جس کو کربلا میں شہید کر دیا گیا۔ جو اپنے ہی خون میں خاک وغلطاں کر دیا گیا۔

میں اس کا بیٹا ہوں...... جسے اللہ نے کئی بار اپنے پاس مہمان بلایا ہے...... وہ جو سدرۃ المنتہیٰ تک گیا ہے...... میں اس کا بیٹا ہوں جو رات و رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک گیا ہے ...... مجھے پہچانتے ہو میں کون ہوں......؟ ان تمام کمالات کا وارث ہوں...... جو اللہ نے اپنے رسول کو دیے...... میں اسی حسین کا بیٹا ہوں...... جسے بے جرم و خطا کربلا میں قتل کیا گیا...... پشت گردن سے اسے اس وقت ذبح کیا گیا جب وہ حالت سجدہ میں تھا...... پس جیسے ہی یہاں تک خطاب پہنچا...... سید سجاد کا...... لوگوں نے رونا شروع کر دیا...... جب لوگوں نے رونا شروع کیا گھبرا گیا یزید...... اور موذن کو حکم دیا اذان دے...... قطع کر کلام کو...... موذن نے اذان دینا شروع کی...... اللہ اکبر......

اللہ اکبر کے احترام میں امام بھی خاموش ہو گیا...... جیسے ہی اس نے کہا اللہ اکبر...... امامؑ نے بھی جواب دیا...... اللہ اکبر...... بے شک اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس نے چار بار اللہ کی کبریائی کا اعلان کیا...... امام نے چار بار اللہ کی کبریائی کی گواہی دی...... اس نے توحید کا اعلان کیا...... امام نے توحید کی گواہی دی...... جیسے ہی اس نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه روک دیا امام نے...... تجھے اسی محمدؐ کی قسم رُک جا...... رُک گیا موذن...... اب یزید کی طرف رُخ کر کے امام نے کہا بتا...... کہ یہ محمدؐ تیرا جد ہے...... یا میرا جد ہے...... اگر تو کہتا ہے کہ تیرا جد ہے...... تو ساری دنیا جانتی ہے کہ تو جھوٹا ہے...... اور اگر یہ میرا جد ہے تو پھر بتا تو نے رسولؐ کے اس گھر کو کیوں اجاڑ...... اتنا کہ رسول کے نواسے کو کس لیے بھوکا پیاسا قتل کیا...... بتا کیا یہ بیبیاں اسی رسول کی بیٹیاں نہیں...... جوں کا توں ہو گیا...... لوگ بغیر نماز پڑھے جامع مسجد سے چلے گئے...... یزید کو بھاگنا پڑا اپنے دربار کی طرف...... یہ تھا وہ معرکہ جو میرا بیمار امامؑ سر کر کے بتا رہا ہے کہ کوئی جگہ ہو...... خوف ہمارے نزدیک آتا نہیں...... ہم جانتے ہیں کہ جہاد کیسے کیا جاتا ہے۔ یہ ہے سید سجاد کا جہاد...... اس دربار میں اپنے بابا کی مظلومیت کا اعلان کرنا۔

کتنے زخم کھا چکا ہے سید سجاد اپنے دل پر...... کبھی سوچا......؟ کسی امام نے امامت ایسے نہیں سنبھالی۔ جیسے سید سجاد نے...... بخار کے لیے روایت میں لکھا ہے کہ جب بی بی نے شانہ پکڑ کے ہلایا تھا...... اس وقت کے بارے میں لکھا ہے...... کہ اتنا تیز بخار تھا سید سجاد کو کہ دور تک اس کی تپش محسوس ہوتی تھی...... اس عالم میں کسی امام نے امامت نہیں سنبھالی...... سید سجاد امامت سنبھال رہا ہے...... کیوں کہ جانتا ہے کہ حسینؑ نے اگر کربلا بنائی ہے...... اس کربلا کو بچانا میرا کام ہے...... ان بیبیوں کے ساتھ سفر کرنا...... میں نے اسی لیے تو کہا کہ یہ وہ مصیبت ہے جس میں کوئی امام سید سجادؑ کا

شریک نہ تھا...... یہ مصیبت کسی کو نہیں آئی...... یہی تو دکھ تھا سید سجاد کو......عزیزو! جانتے ہو کہ جب سیدہؑ کا انتقال ہوا...... سیدہ نساء عالمین شہید کی گئیں...... اس دنیا سے رخصت ہوئیں......اور رات کی تاریکی میں جنازہ نکلا تھا گھر سے......تو علی کو پیچھے سے کسی چھوٹی سی بچی کے رونے کی آواز آئی تھی......علی تیزی سے واپس پلٹے...... ارے کیا عمر تھی زینب کی اس وقت چار پانچ سال سے زیادہ نہیں...... چار پانچ سال سے زیادہ کی نہیں ہے زینب...... دوڑے تھے علی روتے ہوئے بچی کو گود میں اٹھایا تھا...... گھر میں داخل ہوئے ارے میری بچی تو باہر کیوں آ گئی...... تیرے بابا کو یہ گوارہ نہیں کہ تیری آواز کوئی سن لے......علی کو یہ گوارہ نہ ہوا تھا کہ زینب اتنے سے سن میں روتی ہوئی باہر آ جائے...... اور سن لو جب علی کے سر پہ ضربت لگی تھی علی کا سر شگفتہ کیا گیا تھا...... بچے لے کے آ رہے تھے مسجد سے گھر کی طرف......جیسے ہی گھر کی گلی قریب آئی علی نے سن لی بچیوں کے رونے کی آواز فوراً روک دیا سب کو...... سب رُک جاؤ...... اب گھر میں صرف میرے بچے جائیں گے......کوئی اور نہیں......کیوں بچیاں رو رہی ہیں...... نامحرم ان کے رونے کی آواز سن لیں علی کو اس وقت بھی گوارا نہ ہوا کہ بچیوں کے رونے کی آواز نامحرموں کے کانوں میں چلی جائے...... یہی علی زین العابدینؑ کو دکھ ہے...... کہ کسی کے ساتھ یہ نہ ہوا...... میرے حصے میں تھا کہ اے سید سجادؑ کوفہ سے شام......شام سے کوفہ جا رہا ہے...... بے کجاوہ اونٹوں پر زینب وکلثوم سر برہنہ ہیں......اور منادی ندا دیتا آ رہا ہے کہ جس نے آل رسولؐ کا تماشہ کرنا ہو...... جس نے رسولؐ زادیوں کو سر برہنہ دیکھنا ہو...... وہ آ جائے۔ بس عزادارو! کبھی زینب پشت ناقہ سے آواز دیتی تھی...... دیکھو نانا تمہاری امت ہمارے ساتھ کیا کرتی ہے......کبھی کلثوم آواز دیتی تھی...... بابا علی...... اے کائنات کے مشکل کشا......اے سب کی مشکلیں حل کرنے والے......اپنی بیٹیوں کی

آکر خبر لے کہ جن کی آواز ہمسایوں نے نہ سنی...... آج انہیں کوفیوں اور شامیوں کا مجمع بے پردہ دیکھ رہا ہے۔

۞......۞......۞

# مجلس ہفتم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ الۡحٰمِدُوۡنَ السَّآئِحُوۡنَ الرّٰکِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّاهُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَالۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ (التوبۃ ۱۱۲)

کل کی مجلس سے کچھ سوالات ہیں۔ اور کچھ نئے بھی ہیں۔بعد میں اپنا موضوع پر بات پہنچتی ہے۔صلوٰت بھیج دیجئے محمد وآل محمد پر۔

پہلے تو یہ مختصر سا سوال کہ بیٹیاں اپنے ماں باپ کی خدمت کیسے کریں۔تفصیل یہ ہے کہ جب شادی ہو جائے تو بیٹیاں کیسے خدمت کریں۔

شادیوں کے بعد بیٹیوں کی تقلید اپنے ماں باپ پر ساقط ہو جاتی ہے۔ دوسرے گھر چلی گئیں تو پہلے گھر کی تقلید شرعی ساقط ہو گئی۔ جب اپنے گھر تھیں تو تقلید شرعی واجب تھی۔مگر جب شادی کر کے دوسرے گھر......دوسرے ملک......دوسرے شہر چلی گئیں تو تقلید ساقط ہو گئی۔ جب موقع ملے تو خدمت کریں۔مگر یہ نہیں کے اپنا گھر چھوڑ کر ماں باپ کی خدمت کے لیے چلی جائے۔لہٰذا یہ مختصر سا جواب ہے۔شادی کے بعد لڑکی کی تقلید ماں باپ پر سے ساقط ہو جائے گی۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ جہاں ہوں وہاں بھی نہ کرے۔لڑکے کے ماں باپ کو توازن رکھنا چاہیے کہ کسی کی بیٹی ہے، جس کو

گھر سے لیکر آئیں ہیں اور لڑکی کو بھی اُن کی خدمت اپنے ماں باپ جیسی کرنی چاہیے۔

گزشتہ مجلس میں جو میں نے پڑھی۔ وہ کسی نے مجھ سے نہیں پڑھوائی بلکہ میں نے خود پڑھی۔ میں خود مجلس ترتیب دیتا ہوں۔ پھر اُسی حساب سے پڑھتا چلا جاتا ہوں۔ ایک مجلس انشا اللہ اور والدین کے حقوق پر ہوگی۔ والدین کے حقوق پر پڑھی۔ یہ نہ سوچئے گا کہ بچوں کے حق پر نہیں پڑھی۔ کیا کوئی بچوں کو حقوق ہی نہیں ہیں۔ ضرور پڑھوں گا انشاء اللہ......

دوسرا جو سوال کیا بچی نے، وہ موضوع سے مربوط نہیں ہے۔ اگر کہیں نہ کہیں مربوط ہو گیا تو جواب دے دوں گا۔ سوال اچھا ہے۔ اس لیے سنا دیتا ہوں۔ جو لوگ مسلمان نہیں ہیں ......عیسائی ہیں...... یہودی ہیں۔ وہ جو نیک کام کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایسے نیک کام کرتے ہیں جو مسلمان بھی نہیں کرتے۔ اور مسلمانوں سے بھی زیادہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ اور آج کل وہی اچھے کام کر رہے ہیں...... نیک کام وہی کر رہے ہیں......سونامی آیا تو کسی مسلمان ملک کے کان پر تو جوں بھی نہیں رینگی...... ساری امداد کرنے والے غیر مسلم ہی تھے......تو ایسا ہوا یہاں پر تو صرف قتل و غارت...... مار دھاڑ اس سے زیادہ کچھ نہیں...... پورا اسلام اس مار دھاڑ کے اوپر ہے...... باقی انسانیت سے اس کا دور کا واسطہ نہیں ہے...... بہت دور ہے انسانیت کے کاموں سے...... بطور کل بات کر رہا ہوں...... افرادی طور پہ اگر کوئی اچھا کام کر رہا ہے تو ٹھیک ہے...... کر رہا ہو گا...... از لحاظ خوف یہ سوال ہے بہت اچھا......اس پر بھی آیات ہیں...... آیات کے ضمن میں بات کریں گے۔ کچھ آیات ہیں قرآن مجید کی...... ان لوگوں پر جن پر پیغام نہیں پہنچا......لیکن انہوں نے اچھے کام کئے ہیں۔ لیکن اچھے کام کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اللہ پر ایمان رکھتے تھے اور آخرت پر ایمان رکھتے تھے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُو وَالَّذِیْنَ ھَادُوا وَالسَّابِقُونَ
وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَومِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ
صَالِحًا۔

ان لوگوں میں سے کہ جو ایمان لائے اور یہودیوں میں کچھ لوگ سابعین نصارین ایک نبی کی قوم کہلاتی ہے۔لیکن ستارہ پرست ہو گئے، مشرک ہو گئے یہ بعد میں، پہلے نہیں تھے۔ بعد میں ہو گئے۔ عیسائی ان میں سے جو بھی اللہ پر ایمان لائے گا ۔آخرت پر ایمان لائے گا اور عمل صالح انجام دے گا جو بھی یہ کام کرے گا لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُون۔ ان کو بالکل ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ محذون ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں ان کے ہر فعل کا اجر موجود ہے۔ یہ خلاصہ یہاں تک میں نے کیا ہے۔ تفصیل انشاء اللہ جہاں پر موقع آئے گا۔ وہاں میں کروں گا۔ صلوٰت بھیج دیجئے محمد و آل محمد پر۔

جہاں پہ بات کو چھوڑا تھا۔ وہاں سے لے کر چلیں گے۔ تھوڑی سی تاریخ...... تھوڑی سی سیرت...... دونوں چیزیں میں تھوڑی سی معلومات میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔ واقعہ حرہ بیان ہو گیا۔ اس کے بعد مکے کو تاراج کیا گیا۔ مکے کے ساتھ کیا کیا سلوک کیا۔ مزے کی بات ہے۔ نہ کوئی ابابیل کا لشکر آیا...... نہ کوئی غیبی امداد آئی۔ کعبہ کو آگ لگا دی۔ کعبہ کو گرا دیا گیا۔ لیکن کوئی غیبی مدد نہیں آئی۔ یہ بھی ایک عجیب سوال ہے۔ اس کا میں جواب دے چکا ہوں 3 چار سال پہلے مجلس میں۔ آپ ذہن میں رکھیے تاکہ آپ کے ذہن میں آجائے۔

کوئی مدد نہیں آئی کعبہ پر۔ ابرہا لشکر آیا، کعبہ پر چڑھائی کر دی۔ تو ابابیل نے چڑھائی کر دی۔ لیکن جب حصین بن نمیر نے پتھر برسائے تو کچھ نہیں ہوا۔ جب حجاج بن

یوسف نے آگ برسائی تو کچھ نہیں ہوا...... کعبے کو۔ پتھر مار کے گرا دیا عبداللہ ابن زبیر ہزاروں لوگوں کا کعبے کے اندر خون بہا دیا، مگر پھر کوئی مدد نہیں آئی۔ مسلمانوں کی تاریخ بھی یہی کہتی ہے۔ بلکہ اتنا تو سب نے کہا کسی نے نہیں چھپایا۔ بنو امیہ کا خلدون لکھتا ہے کہ اتنے بے رحم کہ اُن کا ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہماری کوئی غلطی ہو تو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جائے، چاہے وہ نہ بھی ہو۔ لیکن اس سے زیادہ کیا۔ حجاج کے بارے میں کیا کہ اتنے بُرے کام، ایسے غلط کام کہ اُن کے لکھنے کا فائدہ کوئی نہیں۔ کیوں نہیں لکھا۔ اگر ذکر کریں گے تو اُن کا اپنا ہی پردہ اُٹھتا چلا جاتا ہے۔ لہٰذا یونہی چھوڑ کے چلے گئے۔ آپ تو چھوڑ کر چلے گئے کوئی بات نہیں ہم بیان کر دیں گے۔ (صلوٰۃ)

میں آپ کو بتا کر جا رہا ہوں۔ تا کہ بعد میں آپ اپنے کالج اور اداروں میں جائیں تو پریشان کبھی نہ ہوں۔ بلکہ آپ اُن سے پوچھیں۔ کیا کیا تمہارے بڑوں نے ،اُن کا جواب لے کر آجاؤ۔ یہ کیا تھا۔ کیا یہ صحیح تھا یہ الزام تھا۔ یہ الزام تھا تو اب کیوں ہوا۔ اگر یہ غلط تھا تو اِن کو سزائیں کیا ملیں۔ بلکہ اُن کو انعام دیا جاتا تھا۔ عبدالملک مروان نے حجاج کو انعام یہ دیا کہ اپنے بیٹے کو وصیت کی...... خبردار حجاج کے ہم پر بڑے احسانات ہیں۔ تاریخی جملے ہیں۔ اُس نے ہماری خاطر خون ریزی کی...... ہماری خاطر کھایا ہے...... عمارتوں کو ڈھایا ہے...... ویران کیا ہے بستیوں کو۔ اِس کے ساتھ ہمیشہ مہربانی سے پیش آنا۔ وصیت کی عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید ابن عبدالملک کو۔ اس نے ہماری خاطر دریغیاں کی اور کیسی دریغیاں۔ غازیہ نام کی بستی بصرے کے قریب ہے۔ یہاں جب عبدالرحمٰن ابن عشعص سے مقابلہ ہوا ہے۔ تو 3 ہزار تو اُس کے آدمی مارے گئے۔ اُس کے بعد پوری آبادی 10 ہزار کی آبادی کو عورتوں بچوں بوڑھوں کو اس نے تہ تیغ کر دیا۔ یہ طبری نے بھی لکھا اور ابن خلدون نے بھی لکھا۔ اگر اس موضوع پر مجلس

ہوتی تو میں آپ کو پڑھ کر سناتا۔صرف حجاج پر کہ کس طریقے سے اس معلون نے بے دریغی سے خون بہایا۔صرف بچوں کا نہیں میں پہلے بھی بتا چکا ہوں۔اس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار شیعوں کا خون بہایا ہے۔اُس نے 4 لاکھ 80 ہزار دوسرے مسلمان مارے۔ اپنی گورنری کے دور میں۔آبادی کا تناسب دیکھئے۔اُس زمانے میں کہ اُس آبادی میں 6 لاکھ افراد کو مشتمل کرنا۔یہ ہے حجاج کی تاریخ بس یہ ذہن میں رہے کہ زمانہ کونسا ہے۔ امام نے بدترین دور میں گزارہ کیا ہے۔چوتھے امام نے 35 سال کا دور گزارہ......لیکن بعض دور ایسے ہوتے ہیں کہ لوگوں کو اکٹھا کیا جائے......مگر امام نہیں چاہتا کہ اِن کو اکٹھا کیا جاہئے...... کیوں۔امام کو اپنی فکر نہیں مگر امام جانتے ہیں جو میرے ساتھ نہیں آئیں گے وہ قتل کر دیئے جائیں گے۔تو امام ایسے راستے کو اختیار کرتا ہے کہ عمومی طور پر پتہ چل جائے تبلیغ ہوتی رہے۔(صلوٰۃ)

اللہ نے یہ طے نہیں کر دیا کہ ہر ایک کو دوزخ میں ڈالوں گا۔اللہ تو چاہتا ہے کہ معاف کر دے۔یہ بات میں نے یونہی نہیں کہی۔یہ بات چوتھے امام سجادؑ نے کہی۔ (صلوٰۃ) مجھے اس بات پر تعجب نہیں ہے۔کہ انسان کی نجات کیوں ہو جائے گی۔اس بات پر مجھے کوئی تعجب نہیں کہ سب انسانوں کو بخش دیا جائے۔مجھے تعجب اس بات پر ہے کہ اللہ کی بے پائیاں اور بے وسعت رحمت ہونے کے باوجود انسان نہ بخشا جائے اور جہنم میں چلا جائے۔تعجب اسی بات پر ہے۔مجھے کہ اتنے راستے اللہ نے رکھے ہیں...... اتنے دروازے بنا دیئے......اتنے در کھلے رکھے۔اللہ کے اتنے دروازوں میں سے ایک بھی دروازہ نہ کھٹکھٹائے اور دوزخ میں چلا جائے۔یعنی کہ اللہ کی رحمت کے دروازوں کو پہچان ہی نہ سکے کہ رحمت کے دروازے ہیں کون کون سے۔(صلوٰۃ)

یہ رحمت کے دروازے ہیں کہاں کہاں......ابن شہاب زہری نے چوتھے امام

سے جن کی سیرت پر بات کر رہے ہیں سوال کیا۔ کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ قصاص میں تمہارے لیے حیات ہے...... زندگی ہے...... اِن کی تفسیر آپ بیان کیجئے......؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قصاص میں تو جان جاتی ہے، قتل کیا جاتا ہے زندگی کیسی۔ ایک ویسے قتل ہو گیا اور دوسرا ہم نے قصاص میں قتل کر دیا۔ دونوں تو قتل ہو گئے تو زندگی کیسی۔ اس لیے کہ جب قصاص اپنی پوری طاقت کے ساتھ نافذ ہو جائے گا۔ تو انسان دوسرے انسان کو قتل کرنے سے ڈرے گا کہ اس کے بدلے مجھ کو بھی قتل کر دیا جائے گا۔

جس معاشرے میں عدالت نہ ہو۔ جس معاشرے میں قانون نہ ہو۔ جس معاشرے میں حکمرانی نہ ہو۔ وہاں انسانی خون کی ارزانی کتنی ہوتی ہے۔ اب انسان کو ہاتھ باندھ کر بھی مارنے کی ضرورت نہیں۔ جانتا ہے کہ میں روز روشن میں جتنے قتل کروں، قانون ایسا ہے کہ میں بچ جاؤں گا۔ قانون ایسا کہ سزا نہیں ملے گی، میرے بچانے والے اتنے مضبوط ہیں کہ میں بچ جاؤں گا۔ لہٰذا امام کے فرمانے میں اگر یہ قانون نافذ ہو جائے گا تو سزا کے خوف سے کوئی کسی کو قتل نہیں کرے گا۔ اور اگر کسی نے قتل کر بھی دیا تو اُس کا قتل دوسروں کے لیے عبرت بنے گا۔ یعنی جو قصاص لیا جائے گا وہ پھانسی دوسروں کے لیے عبرت بن جائے گی۔ امام جو اصل بات بتانا چاہتے ہیں وہ کیا، پس جس کے لیے میں نے اتنی تمہید کی۔ امام فرماتے ہیں: اے ابن شہاب تمہیں اس سے بڑا قتل بتاؤں۔ فرمایا تم کو میں ایسا قتل بتاؤں جس کا کوئی قصاص نہیں ہے۔ جس کا کوئی بدلہ ہی نہیں۔ کہا مولا کیسا قتل ہے جس کا کوئی معافی ہی نہیں ہے۔ کیا اس سے بھی بڑا قتل کہ کوئی رسالت اور ولایت کی گواہی نہ دے۔ (صلوٰۃ)

جو ہمارے ہاں ہو رہا ہے۔ جو انسانوں کو روایت سے دور رکھیں گے، تو وہ انسانوں کا خون کتنی بے دردی سے بہائیں گے۔ ان سب سے بڑا قتل یہ ہے کہ کوئی شخص

دوسرے کو رسالت اور روایت سے گمراہ کر دے۔ یہ ایسا جرم ہے کہ جس کو اللہ معاف کرنے والا نہیں۔ زہری دوسرے مسلک کا ہے۔ لہٰذا امام نے اُس کو توحید...... رسالت ...... ولایت پر، کیونکہ ان پر اُس کا بھی ایمان ہے۔ توحید و رسالت سے تو کوئی بھی نہیں بہکائے گا۔ سب سے بڑا حملہ کہاں کیا جائے گا؟ ولایت کے اوپر اور جس کو ولایت سے بہکا دیا جائے گا تو اُس کے لیے دوسروں کو مارنا بہت آسان ہو جائے گا۔ سب سے پہلے روایت سے الزام کو دور کرو۔ ولایت پر شرک کا الزام...... روایت پر بدعت کا الزام...... جتنی بھی مصیبتیں ہیں اُن کے مقابلے میں دیکھئے ...... ہر امام نے ولایت پر تاکید کی۔ کیا سارا جھگڑا ولایت کا ہے۔ اتنے اولیاء اللہ ہیں کسی سے دشمنی نہیں...... اچھا میں داتا صاحب کو ولی مانتا ہوں...... مانو کوئی جھگڑا ہے؟ بے شک نہیں مانتے مگر کوئی جھگڑا نہیں ہے...... شہباز قلندر کو مانو ......کوئی جھگڑا نہیں ......ان کے والدین کو اولیاء کا درجہ دیتے ہو...... کوئی جھگڑا نہیں ......خود اعتراف کریں گے۔ ہم اولیاء کے منکر نہیں...... خود اعتراف کریں گے...... ہم منکر نہیں۔ ایک طرف ولایت کا اقرار کرتے ہیں۔ دوسری طرف سے جہاں سے ولایت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ وہاں سے انکار کرتے ہیں (واہ) باقی سب کا اقرار کرتے ہو......ایک علی کی ولایت کا انکار کیوں۔

ہم اولیاء کو مانتے ہیں۔ مگر جو سب سے بڑا ولی اللہ ہے۔ اُس کا انکار کیوں؟ امامت کے بھی منکر نہیں...... مگر جہاں بات آئے گی اہل بیتؑ کی...... امامت کی...... وہاں اُس کی ضرورت نہیں۔ اس لیے امام کہہ رہے ہیں کہ سب سے بڑا منکر وہ ہے جو ولایت کا منکر ہے۔ جس نے ہماری ولایت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا اس کا کوئی قصاص نہیں ہے۔ جس نے ہماری ولایت سے انکار کیا، اُس کے لیے کوئی اہمیت نہیں کسی کی جان کی۔ دین یہ کیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں ماننا۔

ماننا تو سب کو مانو...... مگر علی کونہیں ماننا...... ماننا ہے تو سب کو مانو ...... حسین کو نہیں ماننا...... سب کو مانو ......اماموں کونہیں ماننا۔ (صلوٰۃ) امام زمانہ کو بھی ماننا۔ مگر وہ نہیں جو اہل بیتؑ سے ہیں۔ اپنی مرضی سے ماننا...... وہ نہیں جو رسول نے بتایا۔ جو علی کی نسل سے نہ ہو اور کہنا جو پیدا نہیں ہوگا۔ اصول بتا رہا ہوں، آپ کو ان کی دوستی کا معیار بتا رہا ہوں۔ معجزوں کا قائل ہے۔ حجاج، ایک میں نے سنا دیا تھا۔ دوسرا اب سن لو۔ حجاج نے جب پتھر برسائے تو آسمان سے بجلی کڑکی اور بہت تیز 4-5 شامی مارے گئے۔ اس خوف سے بجلی گر جائے گی۔ اور حجاج نے آ کر کہا گھبراؤ نہیں......ان کی ہمت بڑھائی کہ میں ابن تیامہ ہوں۔ آج ہم پر بجلی گری......کل مکے والوں پر بجلی گرے گی۔ اور دوسرے دن مکے والوں پر بجلی گری...... بقول تاریخوں کے، ہمارے حوالوں سے نہیں۔ اُس کی دُعا ایسی قبول ہوئی کہ دوسرے دن مکے والوں پہ بجلی گری۔ 5-6 عبداللہ ابن زبیر کے ساتھی مارے گئے۔ اُس کے معجزوں کے قائل ہیں۔ وہ جو کہتا تھا ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن اگر میں یہ کہہ دوں کہ میرا مولا، دوسروں کی نسلیں سنوار دیتا ہے......اگر میں یہ کہہ دوں کے صفین کے مقام میں مولا نے مالک کو بتایا...... کہ کس کو مارنا تھا...... کس کو چھوڑنا تھا...... یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ آپ حجاج کے غلو کے قائل ہیں۔ آپ حجاج کہ معجزے کے قائل ہیں۔ اور دوسروں کے بھی معجزے کے قائل ہیں کہ کہاں جنگ ہو رہی تھی اور کہاں بشارت دے رہے تھے۔

یہ بھی لکھا تاریخ نے، اُن کے معجزوں کے قائل ہیں۔ دریائے نیل کے کنارے قتل ہو رہا ہے۔ ایک بندہ مسجد نبوی کے ممبر پر کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے۔ میں تم کو بشارت دے رہا ہوں۔ کیا اُن کہ پاس جبرائیل آتے تھے۔ جادو تھا اُن کے پاس، کوئی علم تھا اُن کہ پاس۔ نہ یہ دعویدار ہیں کہ جبرائیل آئے ہیں...... نہ رسول نے زبان

چوسائی ہے۔ یہ کسی بات کے دعویدار نہیں ہیں۔ اِن کے معجزوں کے قائل ہو......؟ مگر جو کہے مجھے رسول نے علم دیا...... مجھے رسول نے کتاب دی......اور جو کہے میرے پاس آؤ سلونی سلونی۔

تضاد دیکھا آپ نے......؟ جو کوئی دعویٰ نہیں کر رہا اُن کے قائل ہیں۔ جو کہے کاش میں دنبہ ہوتا...... میں بکرا ہوتا...... میں فلاں جانور ہوتا۔ جو کہہ رہا ہے کہ میرے پاس کوئی علم نہیں...... جس نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ میرے پاس جبرائیل آتا ہے۔ اُس کے قائل ہیں کہ جنگ ہو رہی ہے مصر میں...... خوشخبری دے رہے ہیں مدینے میں۔ ہے نہ تاریخ میں۔ جو کہے میں آسمان کے راستے زیادہ جانتا ہوں۔ پھر امام خبریں دے کر جا رہا ہے۔ ہر دور کا آدمی جانتا تھا کہ اِن سے بڑا عالم کوئی نہیں تھا۔ امام گھر سے نکلنے سے پہلے بچوں کو بتا کر جا رہا ہے۔ چوتھے امام کو طلب کیا تھا جب مسلم بن عقبہ نے گھبرائے ہوئے ہیں امام۔ کہا بے فکر رہو، یہ میرا کچھ بگاڑنے والا نہیں۔ اگر یہ مجھے قتل کر دے تو میں امام نہیں ہوں...... اطمینان سے رہو، مجھے کوئی نقصان پہنچانے والا نہیں۔ حجاج کا یہ کہ آئے گا اور ہمارا حق دے گا۔ اور انہیں میں سے ایک تبرا بھی بلند کرائے گا اور کیا ہم نے شروع کیا...... نہیں ہوا تھا، علی پر تبرا کیا گیا تھا۔ علی پر شام کے ستر ہزار منمبروں پر تبرا ہوتا رہا۔ اب میں تاریخ کو دوہرا رہا ہوں۔ تاریخ اپنے آپ کو دوہرا رہی ہے۔ جن منمبروں پہ علی پر تبرا کیا جاتا تھا...... وہاں امیر شام کی قبر کا پتہ بھی ڈھونڈنے سے ملتا ہے۔ ایسا ہی ہے ناں شام میں۔ امام بتاتا ہوا جا رہا ہے (صلوٰۃ) اس کے بارے میں شہاب زہری شیعہ کہتے ہمارا ہے...... دوسرے کہتے ہیں ہمارا ہے۔ اور چوتھے امام کا بڑا معتقد تھا شہاب زہریؒ۔ محمد ابن مسلم ہے پورا نام۔ امام کی خدمت میں مسئلے لے کر آتا تھا اور امام سے ہدایت پاتا تھا۔ اور امام نے فرمایا اگر ولایت سے ہٹ گئے

تو...... ایسا ہے جیسے انسانیت کا قتل کر دیا۔ ایسا ظلم کر دیا کہ جس کا قصاص بھی ممکن نہیں ہے۔ اور قصاص کی طرف جا رہا ہوں۔ وہ امام کی چودھویں دعا ہے۔ یہ جو دعا ہے۔ وہ ظالمین کے مقابلے میں ہے۔ بارالہا! اے وہ جو مظلومین کی فریاد سننے والا ہے۔ یہ مظلوم کی فریادیں پوشیدہ نہیں رہتی۔ یا من لا یخفی علیہ۔

اے پالنے والے...... اے میرے مولا...... تجھ سے مخفی نہیں ہے۔ جو مظلوموں کی فریاد۔ اے پروردگار! جو محتاج نہیں اس بات کا بدلہ لینے کے لیے۔ اس بات کا محتاج نہیں کہ گواہوں کی گواہی لے...... اللہ کو ظالم سے بدلہ لینے کے لیے گواہوں کی ضرورت نہیں۔ جس کا ہر عمل پکار پکار کر کہہ رہا ہوتا ہے۔ یہ ظالم ہے...... اللہ تو اہتمام ایسا کر دیتا ہے۔ کہ ظالم اپنے ظلم کو بے نقاب کرتا چلا جاتا ہے۔ پروردگار اہتمام کر دیتا ہے۔ ظلم کا ریکارڈ ظالم کرتا چلا جاتا ہے اور وہی اُس کے سامنے آجاتا ہے جو کچھ وہ کرتا چلا جاتا ہے۔ لیکن بدلہ لینے اللہ کے لئے کسی گواہ کی ضرورت نہیں۔ اے بارالہا! ان ظالموں کے مقابلہ میں مظلوموں کی سب بڑی پناہ ہے، پروردگار تیرا وعدہ ہے کہ ظالموں کو کبھی مظلوموں پر ایسے مسلط نہیں ہونے دے گا کہ مظلوم اللہ کی عدالت سے مایوس ہو جائے۔ اس طرح سے پکار رہا ہے۔ معصوم ہمیں پکارنا سکھا رہا ہے کہ ایسے پکارو ظلم کے مقابلے کہ پروردگار یہ ظلم اتنا طویل نہ ہو جائے کہ ہم تیری عدالت سے مایوس ہو جائیں۔ معصوم تو مایوس نہیں ہوسکتا...... اتنی دیر نہ لگا ان سے بدلہ لینے میں...... ان سے انتقام لینے میں کہ مظلوم تیری عدالت سے مایوس ہو جائے...... پروردگار ان کو اتنی دیر تک ہم پر مسلط نہ کر کہ یہ تیری سزا سے بے خوف ہو جائیں۔ دعا کرنے کا انداز کہ جب ظلم حد سے بڑھے...... ایسے دعا کرو پروردگار کی بارگاہ میں مالک ہم ناتواں ہیں...... یہ فلاں فلاں...... امام نے نام لئے، لیکن دعا میں نام ہٹا دیے گئے۔ فلاں ابن فلاں

.....تو جانتا ہے کہ انہوں نے میری ہتک کی ہے۔ ہتک یعنی توہین کی ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں امام فریاد کر رہا ہے۔ بار الٰہا! تو جانتا ہے کہ انہوں نے میری ہتک کی..... میری توہین کی ..... مسلم ابن عقبہ مکے پہنچا نہیں..... مدینے میں تھا۔ جب اس نے توہین کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ امام کو یہ دھمکی دی تھی کہ اگر یزید نے نہ روکا ہوتا تو پھر میں آپ کو بتاتا۔ لیکن یزید نے مجھے نصیحت کر کے بھیجا ہے۔ کبھی حجاج آ کے یہی بات کہتا ہے اور حجاج وہ ملعون ہے کہ جس نے خط لکھا تھا کہ تیری حکومت کے لئے سب سے بڑا خطرہ علی ابن حسینؑ ہے۔ اور ولید نے اسے خط لکھا تھا..... عبدالملک نے اسے خط لکھا تھا..... خبردار ہاتھ مت لگانا۔ جس نے بھی ان کو اذیت دی ان کی حکومتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ یہ جملہ میں پہلے نقل کر چکا۔ لیکن آج چونکہ ترتیب کے ساتھ چلا آ رہا ہے۔ امام بددعا کر رہا ہے..... نفرین کر رہا ہے کہ فلاں ابن فلاں..... فلاں ابن فلاں..... پروردگار! تو جانتا ہے۔ بات ظلم کی صرف ہوتی۔ امام بددعا نہیں کرتا..... بددعا کہاں کرتا ہے امام..... جہاں ہتک ہو..... جہاں توہین ہو..... توہین امامت کی ہو رہی ہے..... کسی فرد کی تو نہیں ہو رہی..... اسی لیے شام، کوفہ..... سب جگہ امام نے یہی دعا کی کہ پروردگار بالکل اس طرح جس طرح میں پہنچا تھا، دسترخوان پر تھے اور میرے بابا کا سر ان کے سامنے تھا۔ بار الٰہا! وہ دن مجھے دکھانا کہ میں دسترخوان پر بیٹھا ہوں اور ان ملعونوں کے سر لائے جائیں..... نفرین کی امام نے۔ امام نے بددعا کی..... بددعا کرتا ہے امام..... صرف ظلم پر نہیں..... جہاں ہتک ہو..... جہاں اہانت ہو..... وہاں کرتا ہے۔ پروردگار! انہوں نے میری ہتک کی ہے..... میری توہین کی ہے..... تو میرا پشت پناہ ہے۔ ان کو اس دنیا میں بھی آگ کا مزہ چکھا۔ پروردگار! میری پشت پناہ بن جا..... ان سے بدلہ لے..... کیونکہ تو جانتا ہے کہ میں بدلہ لینے میں ضعیف ہوں..... کمزور ہوں۔ ضعیف سے مراد کیا

ہے......؟ حالات ایسے ہیں اور یہ سب کے لیے دعا ہے۔ ہمارے لئے بھی اور آج کے دور میں پڑھنے کے لیے بھی۔ کہ بارالہا! ہم ضعیف ہیں۔ تو قادر ہے...... تو قدرت مند ہے...... تیرے پاس طاقت ہے...... نفرین کرنے سے منع نہیں...... لیکن نفرین کرنے کے لئے شرط کیا ہے......؟ اسی دعا میں یہ جملہ ہے کہ بارالہا! جس طرح میں اپنے اوپر ظلم ہونے کو ناپسند کرتا ہوں...... بالکل اسی طرح ظلم کرنے کو بھی میرے لئے ناپسند بنا دے...... یعنی ایسا نہ ہو کہ اپنے اوپر تو ظلم مجھے برا لگتا ہو اور دوسرے پر ظلم کرتے ہوئے جس طرح میں ظلم سہہ نہیں سکتا۔ اسی طرح ظلم کرنے کو بھی میرے لئے ناپسندیدہ قرار دے دے۔ یعنی میں کسی کے لئے ظالم نہ بن جاؤں...... کبھی کبھی، اس لئے بھی دعا قبول نہیں ہوتی کہ جو دعا میں کر رہا ہوتا ہوں کہیں ایسا تو نہیں کہ میں کسی پر ظلم کا باعث بن رہا ہوں...... کہیں ایسا تو نہیں کہ میں نے بھی کسی کا حق غصب کیا ہوا ہو...... کہیں ایسا تو نہیں کہ میں نے بھی کسی کا دل دکھایا ہوا ہو...... کہیں ایسا تو نہیں کہ میں بھی کسی کی اذیت کا باعث بنا ہوں...... کہیں ایسا تو نہیں کہ کوئی میرے لئے بھی بددعا کر رہا ہو...... تو دعا کہاں سے قبول ہو گی...... نفرین کہاں سے قبول ہو گی...... مظلوم کی آہ لگتی ہے آسمان کو جا کے...... ظالم کی نہیں لگتی۔ جب مظلوم ہو کر دعا کرے گا یعنی یہ دیکھ کر کہ میں کسی پر ظلم کرنے والا نہیں...... ظالم بھی میرے قبضے میں آ جائے تو میں ظلم کرنے والا نہیں...... ظلم یعنی حد سے تجاوز کر جانا...... قصاص لینے کی اجازت ہے...... دفاع کرنے کی اجازت ہے...... ظلم کرنے کی اجازت نہیں اپنے دشمن پر بھی...... کبھی ظلم کرنے کا ارادہ نہ کرنا اللہ کو بھی پسند نہیں۔ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰی اَلَّا تَعْدِلُوْا ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں حد سے آگے بڑھا دے...... یعنی تم عدالت کا راستہ چھوڑ بیٹھو...... ظلم کا راستہ اختیار کر بیٹھو...... اس نے ہمارا گھر جلایا تھا، ہم بھی اس کا گھر جلائیں

گے..... اس نے ہماری دوکان لوٹی تھی..... ہم بھی اس کی دکان لوٹیں گے..... اس نے میرے بیٹے کو قتل کیا تھا..... میں بھی اس کے بیٹے کو قتل کروں گا۔

آئمہ یہی واضح کر رہے ہیں کہ یہ نہیں کرنا کہ اگر ظالم کا بیٹا قابو میں آیا تو وہ ظالم نہیں ہے..... وہ اسی وقت کا ظالم ہو گا جب وہ ظلم کرے گا۔ یہی فرق ہے مکتب اہل بیت اور دیگر مکاتب میں کہ وہاں جان کی حرمت نہیں ہے۔ امام کہتا ہے کہ حکومت چلی جائے لیکن انسانی خون..... کیوں چھوڑی ہیں حکومتیں..... اب نتیجہ نکال کے دینا چاہتا ہوں..... کیوں چھوڑی ہیں حکومتیں.....؟ معصومین کیا حکومتیں قائم نہیں کر سکتے تھے.....؟ حکومت نہیں کر سکتے تھے.....؟ حکومت لے نہیں سکتے تھے.....؟ حق بھی ان کا ہے..... کیوں چھوڑی ہیں حکومتیں.....؟ صرف اس لئے چھوڑی ہیں کہ یہی چیز سامنے آ گئی تھی کہ حکومت باقی رکھنے کے لئے ظلم ضروری ہو گیا۔ جیسے آج کا دستور ہے کہ حکومت باقی رکھنے کے لیے..... ظلم کرنا یا ظلم کی دوستی..... یا ظالموں سے دوستی..... اسی چیز پہ رہے گی ورنہ نہیں رہے گی حکومت..... حکومت کرنا ہے تو..... ظالم بنو..... یا ظالم کے دوست بنو۔ یہی فرق ہے۔ یاد رکھنا کر سکتے تھے حکومت امام..... ظالموں سے مشاہدے کر لیتے..... دوستیاں کر لیتے ..... آدھا تم آدھا ہم کے معاملہ پر..... کچھ تمہارا ..... کچھ ہمارا..... حکومتیں بن جاتیں ..... یہ فرق یاد رکھنا کہ کر سکتے تھے۔ امام طاقت بھی تھی..... قدرت بھی تھی..... صلاحیت بھی تھی ..... لیکن نہیں کیا کیوں.....؟

انسانی جان کی حرمت سب سے زیادہ..... کعبے سے زیادہ..... امام کے نزدیک انسانی جان کی حرمت ہے۔ مسجد سے زیادہ انسانی جان کی حرمت ہے..... ہر چیز سے زیادہ انسانی جان کی حرمت ہے..... لہٰذا حسنؑ نے ترغیب دی کہ..... خون نہ بہے..... مولا کائنات نے بھی تخت کو ٹھوکر ماری..... کہ خون نہ بہے..... سید سجاد اور اس

کے بعد ہر امام نے صرف اسی لیے کہ...... خون نہ ہو...... انسانی جانوں کا ضیاع نہ ہو...... انسانی جان کی قیمت پر حکومت نہیں کی جا سکتی۔ یعنی ظلم کر کے حکومت کو حاصل نہیں کیا جا سکتا صلوٰت بھیجئے محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

کس طرح سے امام بظاہر دعا کر رہا ہے۔ لیکن ظالموں کے خلاف ایک مثل دیتا چلا جا رہا ہے۔ ایسا نہیں ہے یعنی دعا کا طریقہ بھی بتا رہا ہے کہ دعا کے ذریعے سب کام کرو...... بددعا دینے سے تو کوئی نہیں روک سکتا...... کہیں دعا ہے تو کہیں...... بددعا ہے...... امام کہہ رہا ہے مل کر ظالموں کے لیے بددعا کیا کرو...... اور جس نے ظالم کے لیے بددعا نہ کی تو وہ ظالم کا دوست بن جاتا ہے لعنت بھیجتے ہیں۔ لَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً ظَلَمَتْ اَوْلَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً قَتَلَتْ۔ لعنت کیا ہے......؟ نفرین ہے اللہ کی لعنت۔ وہ بددعا ہے تو معصومین نے طریقہ بتایا ہے کہ ظالموں کے لیے بددعا کرو۔ جو ظالموں کے لئے بددعا نہیں کرتا وہ ظالموں کا دوست شمار ہوتا ہے۔ اب ظالم کوئی بھی ہو۔ امام نے بتا دیا کہ بددعا کرنے میں کیا جاتا ہے۔ بھائی نام نہ لو...... یہ دعا تو کر سکتے ہو کہ بار الٰہا! جو بھی اس ظلم میں شریک ہے۔ جہاں جہاں بھی اہل بیت پر...... یا اہل بیت کے چاہنے والوں پر ہونے والے ظلم میں جو بھی شریک ہو...... بارِ الٰہا! تو جانتا ہے کہ ہم ان طاقتوں کے مقابلہ میں ضعیف ہیں...... ہم ان طاقتوں کے مقابلہ میں کمزور ہیں...... لیکن بار الٰہا! بدلہ لینے میں اتنی دیر نہ لگانا کہ یہ مومنین تیرے عدل سے مایوس ہو جائیں...... یہ تو دعا کی جا سکتی ہے کہ نہیں کی جا سکتی...... یعنی امام طریقہ بتا رہا ہے۔ یعنی جس کو کہتے ہیں اللہ کی رحمت کو جوش دلا رہا ہے...... اللہ کے غیظ و غضب کو جوش دلا رہا ہے...... اللہ کی جو منتقم ہونے کی صفت وہ جو ظالموں سے انتقام لینے کی صفت ہے...... اس کو جوش دلا رہا ہے...... رحمت الٰہی کو جوش میں لانا چاہتا ہے...... پروردگار! ہم کمزور ہیں تُو تو کمزور نہیں

ہے..... ہم کمزور ہیں..... تیری آخری حجت تو کمزور نہیں ہے..... اور کیا پتہ کہ آخری حجت بھی یہی دعا کرتی ہو کہ..... بارالٰہا! میرے انصار کو تیار کر دے جلدی سے اتنی بڑی تعداد ہو جائے کہ میں نکل آؤں..... لیکن تعداد کیسے ہو..... آپ نے تو سمجھا ہوا ہے چالیس ہوں گے تو امام آئے گا۔ لہٰذا کوشش ہی نہیں کرنی کیونکہ چالیس میں ہمارا کہاں گذر..... کسی نے کہا بہتر جب ہو جائیں گے تو امام کا ظہور ہو گا۔ لہٰذا کوشش کیا کرنی ہے بہتر میں ہمارا کیا گذر..... دنیا میں بیس پچیس کروڑ مومنین ہم تھوڑی ہیں۔ اگر یوں سمجھئے خیر پہلے تفصیل سے بتا چکا کسی مجلس میں کہ سپاہی بھی ہوں گے۔ جرنل بھی ہوں گے۔اس میں ہر قسم کے ہوں گے۔ بہتر یا چالیس یا تین سو تیرہ، کل تعداد ہے۔ جو امام کے خاص جن کے ساتھ امام مشاورت کرتا ہے.....جن کے ساتھ امام منصوبہ بندی..... جیسے رسول منصوبہ بنا رہا ہے۔ رسول نے جنگ خندق میں خود اپنی مرضی سے خندق کھودی نہیں.....یعنی طریقہ یہی ہے رسول کا.....علیؑ کا طریقہ یہی ہے..... یہ استبداد نہیں ہے اسلام میں جو یہ سمجھتے ہیں استبداد بس جو کہہ دیا، کہہ دیا رسول نے بھی یہ بتایا کہ نہیں بعض امور ایسے ہیں جن میں مشورہ کرنا ہے۔ خندق بتانے میں مشورہ کیا۔اور خندق کس کے مشورے سے بنائی؟ رسولؐ کے اصحاب میں بھی مسلمان جیسے اصحاب موجود ہیں۔ جن کے مشورے پہ رسول عمل کر رہا ہے۔ مولا علی کے اصحاب میں اور بھائیوں میں ایسا بھائی بھی ہے۔ عقیل جو وہ قبیلہ ڈھونڈنے میں مدد کرے.....جس سے فاطمہ قلابیہ ہو.....جس سے جناب عباس کی ولادت ہو۔ مالک اشتر جیسا سپہ سالار بھی ہو..... محمد ابن ابی بکر جیسا بیٹا بھی ہو.....جس سے علی مشورے کرتا چلا جائے.....سمجھ آ رہی ہے؟ ہر کام رسولؐ نے ہر کام معجزوں سے نہیں کیا..... مولائے کائنات نے ہر کام معجزوں سے نہیں کیا..... امام حسن نے ہر کام معجزوں سے نہیں کیا..... حتیٰ کہ حسین بھی اپنے اصحاب سے مشورہ کرتے

رہے آخر وقت تک...... مشورہ کرتے رہے کہاں نیزے گاڑے جائیں...... کہاں خندق کھودی جائے ...... کہاں خیموں کے گرد آگ جلائی جائے ...... یہ مشورہ کر رہے ہیں۔ اسی لیے علمدار بنایا کسی کو...... سپہ سالار بنایا کسی کو...... میمنہ پر رکھا کسی کو...... میسرہ پر رکھا کسی کو...... قلب لشکر پر رکھا...... کیوں......؟ امام ورنہ ہر ایک بات کہتا کہ میں نے کہہ دیا۔ جاؤ...... امام کہتا میں امام ہوں۔ بس بات ختم ہو گئی۔ نہیں ایسا نہیں ہوا۔ تو یاد رکھنا کہ جب امام کا ظہور ہو گا تو اسی انداز میں ایک پوری ٹیم ہو گی۔ کوئی سیٹلائٹ کو کنٹرول کر رہا ہو گا۔ کوئی میڈیا کو کنٹرول کر رہا ہو گا۔ کوئی پرنٹ میڈیا کو کنٹرول کر رہا ہو گا۔ کوئی عدالتی نظام چلا رہا ہو گا۔ کوئی شہری نظام چلا رہا ہو گا۔ کسی کے سپرد کوئی صوبہ ہو گا۔ کسی کے سپرد کوئی ریاست ہو گی۔ آپ نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ ہر کام معجزے سے ہو گا۔ علی نے اپنے ظاہری دور حکومت میں گورنر بنائے کے نہیں بنائے...... والئی بنائے کے نہیں بنائے ...... تو جب امام کی حکومت ہو گی تو بھائی افراد چاہیے ہیں کے نہیں......؟ تو یہی سوچا کرو کہ اتنی تیاری تو ہو جائے کہ ملک نہ سہی کسی شہر کی کمشنری مل جائے۔ اس قابل تو بنو...... امام کو چاہئے کہ نہیں ...... چاہئے لشکر ...... عقلی بنیاد پہ سوچیں سب مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اسی لئے دیر ہو رہی ہے کہ ٹیم نہیں ہے...... کوئی بھی انقلاب ہو یاد رکھئے گا ......بس نتیجہ نکال کے ختم کر رہا ہوں مجلس کو...... آج کوئی بھی انقلاب ہو، بغیر ٹیم کے انقلاب مکمل ہوسکتا ہے......؟ رسول کے پاس اگر ٹیم نہ ہوتی انقلاب آجاتا...... افراد نہ ہوتے...... انقلاب آجاتا۔ ابو طالب نہ ہوتے...... انقلاب آجاتا۔ ابو طالب کے بیٹے نہ ہوتے...... انقلاب آجاتا۔ ابوذر نہ ہوتے ...... انقلاب آجاتا۔ سلمان نہ ہوتے...... انقلاب آجاتا۔ علی اور اولاد علی نہ ہوتے...... انقلاب آجاتا...... ٹیم بنائی ہے رسولؐ نے۔ کیوں جب انقلاب آئے گا تو ذمہ داریاں سپرد کرنی ہیں۔ تم مسجد میں سنبھالو...... ایک

مسجد والی ہے...... تم مسجد سنبھالو...... تم شہر کا نظام سنبھالو...... تم فلاں صوبے کا نظام سنبھالو...... ہر جگہ رسولؐ تو نہیں گیا ناں۔ ہم یہ سمجھے بیٹھے ہیں بس امام آئے گا...... ہر شئے خود بخود ٹھیک ہو جائے گی...... خود بخود ٹھیک نہیں ہوتی...... امام انتظار کر رہا ہے کہ میری وہ انقلابی ٹیم تیار ہو جائے کہ جب میں ظہور کروں جس کو جو عیاں کر دوں وہ پورے علاقے کو سنبھالے۔

تو بات یہ ہے کہ اس سوال کا بھی جواب ہو گیا۔ کہ جو بہتر اور چالیس کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ کہ میں نے کہا تھا بیچ میں آگئی بات تو پہنچا دوں گا۔

امام اس لئے انتظار کر رہا ہے۔ کہ سپاہی بھی چاہیے...... مشیر بھی چاہیے...... قاضی بھی چاہیے...... عدالتیں لگیں گی...... نہیں لگیں گی......؟ سب جگہ امام خود فیصلہ کرے گا......؟ ایسا تو نہیں ہے۔ جب اماموں نے اپنی زندگی میں قاضی مقرر کیئے۔ ہر امام نے مقرر کیا کہ نہیں احکام کو۔ جب ظاہری حکومت ملی، مولا کو تو کیا سارے امور اکیلا امام سنبھالتا تھا......؟ سوچیئے! سب اکیلے سارے کام کرتے تھے......؟ نہیں ہر جگہ افراد مقرر تھے۔ وہ جو انتظار ہے کہ انصار پورے نہیں ہوئے۔ امام کے انتظار اس لئے ہے۔ ٹیم تیار نہیں ہوئی۔ ہمیں یہ سمجھ میں نہیں آرہا کہ امام کو کیا چاہیے۔ بھائی امام کو ہر آدمی کی ضرورت ہے۔ امام کو ڈاکٹروں کی بھی ضرورت ہے۔ جنگ ہو گی۔ ہسپتال بنیں گے۔ زخمی ہوں گے لوگ۔ تو امام کو طبیب چاہیے ہوں گے کہ نہیں۔ جب رسولؐ کو زخم آیا تو اس کا علاج کرایا گیا۔ علیؑ کو جنگ میں زخم تو علاج کرایا گیا۔ آخر وقت میں بھی جب مولا کائنات کو ضربت لگی...... مولا جانتا ہے کہ شہید فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَہ۔ اس کے باوجود تین دن طبیب سرہانے بیٹھا رہا۔ علیؑ نے منع نہیں کیا۔ کیوں؟ طریقہ یہی ہے ہمیں سمجھانے کے لئے کہ زخم آئے گا تو طبیب ہی کی ضرورت پڑے گی۔ ڈاکٹر ہی کی

ضرورت پڑے گی۔ ایسا ہی ہوا وہ امامؑ انتظار کر رہا ہے۔ کیوں کر رہا ہے؟ لشکر تیار نہیں ہوا۔ لشکر میں کیا کچھ ہوتا ہے۔ ہر ایک کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر...... انجینئر...... کی ضرورت امام کو...... عدالتیں چلانے والے کی ضرورت ہے۔ ابھی لوگوں کے حوالے کر دی امام نے اپنی عدالت تو کیا حشر ہوگا...... میں نے کہا ناں معجزوں سے عدالتیں تھوڑی چلاتے ہیں امام...... افراد کو مقرر کرتے ہیں۔ تو یاد رکھئے! یہ مطلب ہے اس کا...... کہ بہتر جیسے آپ...... یوں سمجھئے کہ جیسے آپ کی آج کی اصلاح میں بیان کر دوں...... تو یوں سمجھ لیجئے کہ بہتر جرنل ہوں گے امام کے...... بہتر کور کمانڈر رہوں گے...... اور آسانی سے سمجھ میں آجائے بات۔ تین سو تیرہ ان کے بعد...... سات سو ان کے بعد...... **40** تو وہ ہے جو کیبنٹ ہیں...... یعنی چالیس وہ جن کو کہتے ہیں تھنک ٹینک۔ جن سے امام مشورے کر لے گا کہ کیا کرنا چاہیے۔ آپ کہیں گے کہ امام کو مشورے کی کیا ضرورت۔ کیوں! تو رسولؐ کو کیا ضرورت تھی؟ رسول کو کیا ضرورت تھی مشورے کی۔ کبھی علی سے مشورہ...... کبھی سلیمان سے مشورہ...... طبی نہیں طبعی انداز میں بہتر انداز کے ساتھ کام چلے گا۔

معجزہ کہاں......؟ جہاں مقام امامت پر آنچ آنے لگتی ہو وہاں معجزہ ہوتا ہے۔ اب امام کسی بھی حالت میں ہو گواہی کی بات آجائے گی نہ تو چوتھا امام کسی بھی حالت میں ہو...... چاہے زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے...... طوق خاردار گلے میں ہے...... لیکن بات یہ ہے کہ امام کی آخری رسوم امام ادا کر سکتا ہے بس۔ لہٰذا زندان سے بھی آئے تو چوتھا امام آئے گا۔ آیا نہ چوتھا امام۔ زندان سے معجزے کے ذریعے آیا ہمارے لیے معجزہ۔ امام کے لیے علم کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے۔ امام کے پاس کرامات ہیں۔ لہٰذا پہنچے کربلا کہ میدان میں شہدا کی لاشوں کو دفنایا۔ امامت کی بات آجائے تو حجر اسود سے گواہی

دلوائے گا۔ امام بنانے کے لیے یہ مت سمجھنا کہ اختیار نہیں ہے۔ ہمارے پاس عبدالملک ابن مروان کتنا شرمندہ ہوا تھا۔ یہ تو امام ہیں۔ ڈال دو کچھار میں شیر کھا گئے۔ ہماری جان چھوٹی ہم کہہ دیں گے امام تھے۔ یہی تو دعویٰ کرتے تھے کہ جنوں اور انسانوں سب کے امام ہیں۔ ڈال دو کچھار میں جب اُس کہ پاس گئے تو کیا منظر تھا۔ یہی تو کہہ رہے ہیں۔ امام انس وَالجنّ۔ یعنی انسانوں کا نہیں پوری کائنات کا امام۔ قدموں میں بیٹھے تھے حیوان۔ یعنی حیوانوں نے بتایا تم سے زیادہ ہمیں معرفت ہے امام کی۔

چوتھے امام کا یہ مقبول واقع ہے۔ جب شہرت بڑھ رہی تھی تو کیا کرے بغاوت کہیں سے پکڑ نہیں سکتا تھا ولید۔ امام نے سسٹم ایسا بنا دیا۔ کہیں بغاوت نہیں۔ میرے نزدیک نہیں آنا دور رہو۔ میرے قریب مت آنا۔ افراد مقرر کر دیئے۔ وہ اپنا کام کر رہے ہیں۔ میرے قریب نہ آنا محمد حنفیہ نے کہا۔ میرا کیا واسطہ بھتیجے سے میں اپنا کام کرا رہا ہوں۔ مختار یہی کہہ رہا ہے۔ مختار الگ ہے کوئی تحریر نہیں ہے امام کی۔ جتنے بھی واقعے ہوئے۔ امام ...... الگ...... کیوں الگ...... ماحول ایسا...... کیوں...... جتنی بھی نظریں ہیں امام پر کہ اِن کے پاس کون آتا ہے۔ کون جاتا ہے۔ اگر امام میٹنگ طلب کر لیتا اور خاص خاص اصحاب کو طلب کر لیتا۔ تو کتنی آسانی ہوتی۔ حجاج کے لیے کیونکہ چن چن کر ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کر رہا تھا۔ امام نے اپنے اصحاب کو بچا لیا۔ خبردار میرے پاس نہ آنا۔ آنے کا طریقہ کیا ہے؟ حج کہ موقعے پہ آجانا۔ طواف کے دوران آجانا۔ عرفات میں مل جانا۔ میں دعا کر رہا ہوں گا۔ میں دعائے عرفات پڑھ رہا ہوں گا۔ دیکھنے کو ڈورڈ ہوتے ہیں۔ انہیں میں سے نکل نکل کر سب کو ہدایت مل جاتی تھی۔ کس نے کیا کرنا ہے۔ امام دعا کر رہے ہیں۔ بیٹھ جاؤ...... سب بیٹھ جاؤ...... احرام باندھے سینکڑوں ہزاروں لوگ بیٹھے۔ تم بھی بیٹھ جاؤ۔ مسجد نبوی میں آجانا۔ میں یہ رسک لے رہا ہوں

۔سارے طریقے بتا رہا ہوں۔ کہ ہر زمانے میں چلنے کا انداز ہوتا ہے۔ انداز اپناؤ ......معجزوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ معجزوں کہ انتظار میں مت بیٹھنا۔ معجزے کے انتظار میں بیٹھنے والی قومیں اپنے ہاتھ سے اپنی قبریں کھودتی ہیں۔یادرکھنا ختم ہو جاتی ہیں وہ قومیں جو یہ انتظار کرتی ہیں معجزہ ہو اور ہم بچ جائیں۔

معجزہ یہی ہوتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو حالات سے لڑنے کے لیے تیار کر لے۔ حالات کا سامنا کرنے کے لیے تیار کرے اپنے آپکو۔ جیسے میں نے پہلے بتایا کہ امام بھی آئے گا۔ اسی انداز میں آئے گا۔ ہر امام نے موومنٹ چلائی۔ کیوں ختم کر رہا ہوں بات کو۔ کبھی غور کیا آپ نے۔ کیا کیا لوگوں نے اماموں کہ ساتھ کیا۔ پہلا امام 65 سال کی عمر میں شہید ہوا۔ آخری امام 5 سال کی سمت میں غیبت میں چلا گیا۔ بعض میں غیبت کبرا میں چلا گیا۔ کیوں......؟ کیوں کم ہوتا چلا گیا فاصلہ۔ یعنی مصائب اتنے شدید چلے گئے۔ محاصرہ اتنا تنگ ہوتا گیا امام پر۔ امام کے پاس کوئی راستہ ہی نہیں بچا کہ امام غیبت میں چلا جائے۔ کیوں نصرت کرنے والے نہیں ہیں۔ یہ چند کے نام آپ سنتے ہیں۔ کسی بھی امام کو 10-12 سے زیادہ تھوڑی جانثار ملے۔ اس سے زیادہ ملے ہی نہیں۔ اسی لیے تو چھٹے امام نے کہا تھا۔ امام سے کہا گیا کہ لاکھ آدمی نصرت کے لیے تیار ہیں۔ تو چھٹے امام نے کیا کہا تھا اُس کے جواب میں۔ تندور میں بیٹھ جاؤ۔ وہ جو آیا تھا نصرانی کہ لاکھ دو لاکھ آدمی تیار ہیں نصرت کو۔ اُس کو کہا بیٹھ جاؤ تندور میں۔ کہا مولا اس میں تو آگ لگی ہوئی ہے۔ کہا جل رہا ہے۔ دیکھا اور کہا مولا آگ جل رہی ہے میں نے سوچا ٹھنڈا ہوگا تو بیٹھ جاؤں گا۔ مگر جل رہا ہے کیا بیٹھ جاؤ......؟

یاروں مکرم نام بھی موجود ہے۔ بیٹھ گیا۔ چلا گیا کیا میں بیٹھ جاؤں۔ کہا تم بیٹھ جاؤ۔ لیکن ایسے تھے کتنے۔ کیا مولا اب تو ایک بھی نہیں ہے۔ تو کہا پھر کیسے لڑوں گا۔

جب تو خود کہہ رہا ہے کہ ایسے نہیں ہے۔ خود کہا پیغمبر نے۔ حتیٰ کہ میرے نانا رسولؐ خدا کو بھی ایسے اصحاب نہیں ملے۔ میرے بھائی حسن اور بابا علی المرتضیٰ کو ایسے اصحاب نہیں ملے۔ جیسے 72 مجھے ملے۔ یعنی زمین نے تنابیں سکیڑ لی تھی۔ 72 جمع ہو گئے تھے۔ اگر 72 رسول کے پاس ہوتے تو احد میں جب سب بھاگ گئے تھے۔ کتنے باقی بچے 65 4 یا 7 ایسا ہی تھا ناں۔ حسینؑ کہہ رہا ہے کہ میرے نانا کہ پاس بہتر 72 ہوتے۔ تو حنین میں جب چھوڑ کر بھاگے تھے۔ تو بچنے والوں کی تعداد 72 تو ہوتی۔ جو رسول کہ پاس 72 تو ہوتے۔ وہ تو جیت جاتے۔ تو سارا لشکر پہنچ جاتا تھا۔ 72 ایسے نہیں ہیں جہاں بھی اسلامی سپاہ کو جنگ کا سامنا ہوتا تو بھاگ جاتے تھے۔ طاقت کے زور پہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ تو وہاں پتہ چلتا۔ اس لیے حسینؑ کہہ رہا تھا 72۔ امام کے بعد کسی امام کو 72 نہیں ملے۔ 72 تو دور کی بات 40 بھی نہیں ملے۔ 40 بھی ملتے تو 6 امام کہتے ہیں میں قیام کرتا لڑتا۔ کسی امام کے پاس اتنی بڑی تعداد نہیں تھی۔ امام 4، 5 بچا کے رکھتے تھے۔ کیوں بچا کر رکھتے تھے؟ تاکہ ان کہ ذریعہ سے تعلیمات آگے پھیل جائے۔ اِن کہ ذریعے سے مذہب اہلبیت آگے بڑھ جائے۔ اگر انہیں بھی قتل کر دیا گیا۔ جیسے ضرارہ پر الزام لگایا جاتا ہے۔ جیسے فرضی کردار گھڑ دیئے گئے ہیں۔ عبداللہ ابن صبا کا فرضی کردار۔ تاریخ میں اس کا وجود ہی نہیں ہے۔ یہ صرف اپنے آپ کو بچانے کے لیے اس کردار کو گھڑا گیا۔ کیوں کہ بنو امیہ کہ دور میں ایسے کردار حقیقت میں موجود تھے۔ قابل احقر جو یہودی عالم تھا۔ جو بنو امیہ کے دربار میں موجود تھا۔ اُس کو چھپانے کے لیے، جس نے پورہ مذہب بنایا ہے۔ اُس یہودی نے اُن کا پورا مذہب بنایا۔ اُس کو چھپانے کے لیے عبداللہ ابن صبا کے افسانے کو گڑھا گیا۔ ہمارے نہیں۔ پھر تاریخیں اُن کی جسے چاہو، تاریخ میں رکھ دو۔ عبداللہ ابن صبا کا دجود تاریخ میں موجود ہی نہیں ہے۔

مگر عزیزو! کربلا کے واقع کا تو کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کر سکتا ہے کوئی انکار؟ کتنے حقائق میں پردہ ڈال سکتا ہے انسان۔ چاہئیں کتنے افسانے گھڑے۔ چاہئیں کتنے کردار گھڑے۔ لیکن واقع کربلا کا انکار نہیں کر سکتا۔ داقع کربلا کا منکر نہیں ہوسکتا۔ ماننا پڑتا ہے تحریف کر دے کم کر دے گھٹا دے۔ لیکن کہتے ہیں ہاں یہ داقع ہوا۔ اور ایسا واقع ہوا روئے زمین پر نہ اس سے پہلے نہ بعد سب سے مختصر جو تاریخ ہے وہ سیوطی کی ہے۔ جلال الدین ابوبکر سیوطی کی تاریخ الخلفا مختصر تاریخ اور متعصب ترین آدمی۔ یوں پتہ لگا لیجئے تعصب کا کہ پورے واقعہ کربلا کو اس نے کہیں جگہ نہیں دی۔ پورے واقعہ کربلا کو ایک حصہ میں بھی جگہ نہیں دی۔ لیکن اس نے بھی اپنی تاریخ میں دو روایتیں ایسی لکھ دی ہیں۔ وہ اللہ جب حق کہلوانا چاہتا ہے کسی کی زبان سے کہتا ہے ہاں یہ ضرور ہوا۔ کئی لوگوں نے گواہی دی کہ اس دن جس دن کربلا کا واقعہ پیش آیا۔ بیت المقدس میں جس پتھر کو اٹھایا جاتا تھا۔ اس میں سے تازہ خون نکلتا تھا۔ یہ ہیں اردو میں اس لیے حوالہ دے رہا ہوں۔ کہ آپ بھی خرید کر رکھا کریں کتابیں۔ تاریخ الخلفاء ایک ہی جلد میں ہے۔ اردو میں چھپی ہے تاکہ دکھا سکیں۔ ان میں کسی کے منہ پہ مار سکیں۔ ہم نہیں کہتے معجزہ۔ یہ تمہارا مؤرخ اور اسی کتاب میں دکھا دیجئے گا۔ یہ کتنا بڑا دشمن جب آپ پڑھیں گے تو آپ کو پتہ چل جائے گا۔ کہ شیعوں کے خلاف کیا زہر اگلا ہے۔ پہلے یہ پڑھ لو کہ کتنا بڑا دشمن ہے۔ پھر یہ پڑھ لو کہ لکھتا کیا ہے۔ اس سے پہلے یہ حوالہ ہمارا نہیں ہے۔ اس لیے دے رہا ہوں کہ لوگ ہمارے ذاکرین جب بات کرتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ایسا کہہ رہے ہیں۔ بھائی ہم نہیں کہہ رہے۔ وہ لکھتا ہے کہ یہ جو شفق کی جو سرخی دیکھی جاتی ہے۔ عاشور سے پہلے یہ سرخی نہیں تھی۔ عاشور کے بعد یہ نمودار ہونا شروع ہوئی۔ وہی لکھتا ہے کہ کتنوں نے اس واقعے کو قسم کھا کر بتایا کہ ہم نے جنات کو نوحہ کرتے سنا

ہے۔ ہم نے جنات کو روتے سنا ہے۔ یہ ہے "واقعہ کربلا" جس نے مختصرترین الفاظ میں واقعہ کربلا درج کیا ہے۔ وہ بھی دشمن اہل بیت۔ دشمن تشیع یہ لکھنے پہ مجبور ہوا۔ تو جب یہ تم نے لکھ دیا۔ تم نے مان لیا تو پھر ایسا ظلم ہوا ہے۔ اہل بیت کے ساتھ کہ آسمان آج تک رو رہا ہے۔ بقول آپ کے یہ خون کی سرخی عاشور کے بعد نمودار ہوئی۔ سرخ اور سیاہ آندھیاں چلیں۔ شفق پہ سرخی نمودار ہوئی۔ جس پتھر کو اٹھایا جانا تھا بیت المقدس میں اس پتھر سے خون نکلنا تھا۔ جنات کو نوحہ کرتے سنا گیا۔ جس پر پرندوں نے نوحہ کیا۔ یہ زیارت کا ایک جملہ ہے اور یہ جناب سید سجادؑ کے ایک خطبے کا حصہ بھی ہے۔ میرا سلام اس حسینؑ پر کہ جس حسینؑ پر رات کی تاریکی میں جنات ماتم کرتے تھے۔ اور دن کی روشنی میں پرندے اس کا ماتم کرتے تھے۔ یہ چوتھے امام نے جو مرثیہ اپنے بابا کا کہا ہے۔ جناب سید سجاد نے اپنے بابا کے لئے کہا ہے۔ میرا سلام جب امام یہ کہہ رہا ہے تو مبالغہ نہیں ہے۔ بلکہ مؤرخین بھی اسی بات کو لکھ رہے ہیں کہ میرا سلام اپنے بابا پر کہ جسے پشت گردن سے ذبح کیا گیا۔ جنات جس پر نوحہ کرتے رہے۔ دن میں پرندے اس کا ماتم کرتے تھے۔ واقعہ کربلا کی اس لیے اس کی یاد منانا ضروری ہوتا ہے۔ اس لیے حسین کو رونا ضروری ہے۔ نئے لوگوں کو یہ سمجھانا مشکل ہوتا ہے۔ کہ بھائی یہ ایک واقعہ کو تکرار کرکے روتے چلے جا رہے ہیں۔ نہیں معلوم آپ کو یہ بات ہوتی ہے قربت کی۔ جس کا کوئی عزیز بچھڑ جائے۔ میں بالکل نفسیاتی اور منطقی جواب دے رہا ہوں۔ صدیوں سے یہی سوال ہوتا ہے اور ہم ہر بار نئے انداز میں جواب دیتے ہیں۔ اور کبھی اس جواب کا ہمیں کوئی جواب نہیں دیا جاتا۔ منطقی صفات ہیں کہ کسی کا کوئی عزیز بچھڑ جائے۔ خدا سلامت رکھے کسی کا کوئی جوان بیٹا مر جائے۔ اس کی کیا کیفیت ہوگی۔ لیکن جو تعزیت دینے جائے گا۔ اس کی تو وہ کیفیت نہیں ہوگی۔ وہ تو افسوس کرے گا اور جو کوئی دور کا،

سنے گا اس پر کوئی بھی اثر نہیں ہوگا۔ ہاں بھائی مر گیا۔ کسی کا بیٹا۔ ہاں جتنی قربت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اتنا اثر بڑھتا جاتا ہے۔ رشتوں کے تعلقات سے بالکل نفسیاتی سی بات ہے۔ آپ کو اندازہ نہیں۔ آپ مجلسوں میں آ کے بیٹھئے۔ جب آپ دو مہینے تین مہینے سال بھر جب آپ ان مجلسوں کے عادی ہو جائیں گے۔ پھر آپ کو خود بخود سمجھ میں آ جائے گا کہ ہم حسینؑ پر روتے کیوں ہیں۔ یہ بات ہے قربت کی۔ یہ بات ہے تعلق کی حسینؑ سے۔ جب آپ اپنا تعلق قریب کر لیں گے۔ تو بات سمجھ میں آ جائے گی کہ جب تک کوئی دور رہتا ہے۔ کوئی بھی سانحہ ہو۔ اس پر وہ اثر نہیں کرے گا اور جب قریب آ جاتا ہے۔ جتنا قریب ہوگا اتنا ہی اثر ہوگا۔ یہ سبب ہے کہ ہم اپنے بیٹوں پر بھی اتنا نہیں روتے...... جتنا حسینؑ پر روتے ہیں۔ خدا سلامت رکھے، ہر ایک کے ماں باپ کو...... ہم اپنے ماں باپ کو اتنا نہیں روتے...... جتنا حسینؑ کو روتے ہیں...... آپ کو اتنی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ہمارے ماں باپ بھی ہم سے جدا ہو جائیں۔ مجلس حسینؑ ہی کرتے ہیں۔ یہ بتانے کیلئے کہ ہمارے ماں باپ ہمیں بہت عزیز تھے۔ حسینؑ سے زیادہ نہیں۔ میرا بیٹا بہت حسین تھا...... مگر اکبر سے زیادہ نہیں...... میرے بچے بہت پیارے تھے...... مگر عون و محمد سے زیادہ نہیں...... جگر کا ٹکڑا تھا میرا لال...... میرے ماں کے کلیجے کی ٹھنڈک تھا میرا بھائی...... لیکن قاسم جیسا نہیں تھا...... کڑیل جوان تھا...... شیر تھا میرا بھائی لیکن ایسا نہیں تھا جیسا زینب کے لئے عباس تھا...... اس لئے کوئی بھی رشتہ...... میرا رشتہ مجھ سے بچھڑ جائے میں بات کرتا ہوں حسینؑ کی...... کوئی بچھڑ جائے گریہ کرتا ہوں حسینؑ کا...... اور اب بس وہی جس مصائب کا کہا گیا تھا میں نے وعدہ کیا تھا۔ اس لئے روتا ہوں۔ مجھے تسلی ہو جاتی ہے۔ جب کوئی جوان خدا سلامت رکھے۔ جب کسی جوان کی موت کی مجلس پڑھنی پڑتی ہے تو میں اکبر کی مجلس پڑھتا ہوں۔ جب کسی جوان کی

تعزیت کے لئے جاتا ہوں تو اکبر کا ذکر پڑھتا ہوں۔ میں یہی کہہ کر تسلی دیتا ہوں کہ بہت اچھا تھا تمہارا بیٹا۔ لیکن صبر کرد حسین کی مصیبت کو یاد کرو...... وہ بھی دل میں سوچے گا ہاں ایسی مصیبت نہیں ہے۔ جو حسین پر آئی۔ کتنے لوگ آ گئے لاشے اٹھانے کے لیے۔ اٹھانے کہاں دیتے ہیں ہم اپنے پیارے کا لاشہ...... خدا سلامت رکھے۔ اپنے عزیزو کو...... اقربا کو...... رشتہ داروں کو...... دوستوں کو...... ہم پر کوئی مصیبت آ جائے...... کتنے چاہنے والے آ جاتے ہیں۔ ہمیں کہاں اٹھانے دیں گے جنازہ۔ ہمیں تو پتہ ہی نہیں چلتا کتنے چاہنے والے...... کتنے محبت کرنے والے جمع ہو جاتے ہیں...... سب کام کر دیتے ہیں۔ نہیں یہ مصیبت ہے۔ یہ تو پچھاڑیں کھا رہا ہے۔ اس کا تو عزیز بچھڑ گیا۔ یہ مصیبت میں ہے۔ کام ہمیں کرنا ہے آپس میں طے کریں گے رشتہ دار۔ کرنا کیا ہے۔ کیسے کرنا ہے۔ اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔ یہ پہلے تکلیف میں ہے۔ یہی ہے دستور دنیا کا...... دستور اس حساب سے دیکھو عزیزو! جہاں جہاں تک میری بات جا رہی ہے۔ اس پر غور کرو یہ ہے علاقے کی بات۔ سب آ گئے، خدا آپ کو بھی مصیبتوں سے محفوظ رکھے۔ کوئی مصیبت پڑتی ہے آپ کے بھائی...... آپ کے دوست...... آپ کے رشتہ دار...... سب آ جاتے ہیں۔ ارے رونے والی یہی بات ہے کہ حسین کا لاشہ صحرا میں پڑا تھا اور صرف حسین کا نہیں...... بہتر لاشے پڑے تھے۔ جلتی ہوئی زمین پر اور کوئی ایسا نہ تھا۔ جو زینب کو آ کر تسلی دیتا۔ آج کے مصائب پڑھنے کے لیے ذہنی طور پر میں نے اپنے آپ کو تیار کیا ہے۔

مجھے زینب کی مصیبت بھی پڑھنی ہے۔ مجھے ام لیلیٰ کی مصیبت بھی پڑھنی ہے۔ مجھے حسین کی مصیبت بھی پڑھنی ہے۔ کیونکہ ان سب سے بڑی مصیبت کربلا میں کیا تھی...... علی اکبر کی شہادت...... مسئلہ یہ ہے کہ اتنے لاشے اٹھانے والے

آ جاتے ہیں۔ لیکن کربلا میں حسینؑ ٹھوکریں کھا رہا تھا۔ علی اکبر کا لاشہ کوئی اٹھانے والا بھی نہ تھا۔ کہ علی اکبر کا لاشہ ہے کہاں۔ کسی میں اتنی اخلاقی جرأت بھی نہ تھی کہ آگے بڑھ کر حسینؑ کا ہاتھ تھام لیتا۔ اور اکبر کے لاشے پر پہنچا دیتا حسین کو...... حسین کا کون سا بیٹا...... علی اکبر...... کہ جب نانا کی زیارت کا شوق ہوتا تھا حسین کو تو اپنے اکبر کو دیکھتا تھا۔ اور صرف حسین نہیں...... حسین نے تو اپنے نانا کو دیکھا ہے...... سارے اہل بیت جس نے حسین کے نانا کو نہیں دیکھا تھا...... کیونکہ حسین نے بتایا ہے کہ میرا جوان میرے نانا کی شبیہہ ہے۔ لہٰذا صرف اہل بیت نہیں...... مدینے والے شبیہہ پیغمبر...... مدینے والے کہا کرتے تھے کہ ہمارے رسول کی شبیہہ ہے۔ کیونکہ حسین نے بھی بتایا...... اور جن صحابہ نے رسول کی زیارت کی...... انہوں نے بھی بتایا کہ علی اکبر رسولؐ کی شبیہہ ہے۔ وہ علی کہ جو رسولؐ کی شبیہہ ہے۔ اسی علی اکبر کو رات بھر ماں تیار کرتی تھی۔ اٹھارہ سال کی عمر کیا ہوتی ہے بیٹے کی...... کوئی ماں سے پوچھے...... عین جوانی کا عالم ہوتا ہے...... جوانی کے کتنے ارمان ہوتے ہیں...... جو دل میں مچل رہے ہوتے ہیں بیٹے کے لیے...... جب بیٹا اٹھارویں سال میں داخل ہوتا ہے...... لیکن یہ کیسی ماں ہے جناب ام لیلیٰ کہ اپنے بیٹے کو کہہ رہی ہے کہ میرے لال کاش تو دولہا بنتا...... اب یہ وہ جملے ہیں۔ عزیزو! کہ ان سے میرا مواخذہ نہ کرنا۔ روایت وہی ہے۔ الفاظ میرے ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے میں نے کہا کہ لفظ بہ لفظ روایت کا مواخذہ نہ کرنا۔ ماں کے جذبات کا اظہار کر رہا ہوں آپ کے سامنے...... ایک ماں کیا کہے گی اپنے بچے سے...... یہی تو کہے گی ہر ماں کی یہی آرزو ہوتی ہے کہ میرا لال دولہا بنے...... اس کے سر پر سہرا سجے...... جوانی کی بہاریں سجیں...... لیکن یہ ماں کہہ رہی ہے میرے لال علی اکبر تو دیکھ رہا ہے ناں...... تیرا بابا دشمنوں میں آ گیا...... علی

اکبر بس اب میری خواہش یہ ہے کہ تو صبح قربان ہو جا...... اپنے بابا پر...... اور علی اکبر کہتا ہے مادر گرامی اطمینان رکھئے...... میں جانتا ہوں کہ مجھے صبح کیا کرنا ہے...... فجر کا وقت ہوا...... نماز تہجد...... نماز تسبیح تہلیل ان سب سے انصار حسینی فارغ ہو گئے۔ روز اذان دیتے ہیں جناب نافل ابن ہلال۔ اذان دینے کیلئے بڑھے گلدستہ اذان کی طرف...... حسینؑ نے روک لیا۔ آج آپ اذان نہیں دیں گے...... رُک گیا حسینؑ کا یہ غلام دست بستہ عرض کرتا ہے۔ مولا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی؟ نہیں خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ لیکن آج میرا دل چاہتا ہے کہ آج یہ آخری اذان رسولؐ کی آواز میں سنوں...... میرا دل چاہتا ہے کہ یہ آخری اذان شبیہ پیغمبر دے...... سمجھ گئے ناں آپ...... پیچھے ہٹے...... علی اکبر کو حکم دیا...... میرے لال اذان تو دے گا...... علی اکبر گلدستہ اذان مقام اذان پر پہنچے۔ اذان دینا شروع کی۔ خیموں میں ماتم برپا ہو گیا۔ بیبیوں نے سر پیٹ، پیٹ کر رونا شروع کر دیا۔ جانتی ہیں کہ آخری اذان ہے۔ اب اس کے بعد علی اکبر کی آواز سننے کو نہیں ملے گی۔ حملہ عام ہوا۔ آدھے انصار حسینؑ کے شہید ہو گئے۔ دفاع کرنے میں ایک ایک کر کے لڑنے کی نوبت آئی۔ سب سے پہلے علی اکبر پہنچا بابا کی خدمت میں...... بابا میں جاؤں حسینؑ نے کہا جاؤ میدان میں...... لیکن علی اکبرؑ جا سکتا تھا، میدان میں انصار سامنے آگئے۔ مولا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہماری موجودگی میں...... علی اکبر...... چلا جائے۔ ہم رسول خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔ آپ کے بابا علیؑ کو کیا منہ دکھائیں گے...... یہ نہیں ہو سکتا...... انصار کی موجودگی میں علی اکبر میدان میں نہیں جا سکا...... جب انصار تمام ہوئے...... تب علی اکبر آیا...... بابا میں میدان میں نہیں جا سکا...... بابا میں میدان میں جاؤں...... حسینؑ نے کہا...... جاؤ بیٹا...... لیکن اولاد عقیل سامنے آگئی...... اولاد جعفر

سامنے آ گئی...... کہ یہ کیسے ہو گا۔ ہماری موجودگی میں علی اکبر میدان میں چلا جائے۔ نہیں جانے دیا...... علی اکبر اولادِ جعفر و عقیل بھی اپنا وعدہ پورا کر کے جا چکی۔

بچوں کی باری آ گئی۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ عون و محمد کی موجودگی میں علی اکبر چلا جائے۔ زینب نے علی اکبر کا صدقہ کر کے عون و محمد کو بھیج دیا...... کہ جاؤ کیسے ہو سکتا ہے کہ قاسم کی موجودگی میں علی اکبر چلا جائے۔ فرویٰ نے قاسم کو بھیجا...... جا بیٹا علی اکبر کا صدقہ بن جا...... روایت کے جملے بھی میں عرض کر چکا۔ وہی روایت اپنے اظہار ہے۔ جا علی اکبر کا صدقہ بن جا...... اب وہ وقت آیا کہ علی اکبر ہے اور حسین ہے...... کوئی نہیں ہے...... اب علی اکبر پھر آیا...... بابا اب جاؤں لڑنے کے لیے......انصاف سے بتایئے کیا حسین روکے گا...... اپنے بیٹے کو جانے سے......نہیں......کبھی نہیں...... کیوں حر کے بیٹے کی لاش اٹھا کے خود حسین لایا...... قاسم کے ٹکڑے اٹھا کے حسین خود لایا...... سب کے لاشے اٹھا کے حسین لایا...... عباس کا خون میں ڈوبا ہوا علم بھی...... حسین خود لایا تھا...... حسین علی اکبر کو روکے گا نہیں......بس حسین نے ایک نگاہ ڈالی علی اکبر کے چہرے پر اور علی اکبر سے کہا جاؤ بیٹا...... لیکن اپنی ماں سے رخصت ہو جاؤ ......بس ماں سے رخصت ہو جاؤ...... ماں کے خیمے میں آیا علی اکبر......سلام کیا مادر گرامی اجازت لینے آیا ہوں...... بابا پر قربان ہونے کی...... اب یہ منظر یاد رکھئے گا کہ اس وقت کیا حالت ہے ۔جناب ام لیلیٰ کی اور بعد میں کیا ہو گی...... علی اکبر کو ام لیلیٰ نے دیکھا۔ بیٹا میں کون ہوتی ہوں اجازت دینے والی...... جس نے پالا ہے۔ اس سے اجازت لو۔ میں کیسے اجازت دوں...... آئے پھوپھی کے خیمے میں...... سلام کیا زینب نے جواب تو دے دیا......لیکن منہ پھیر لیا...... علی اکبر نے کہا اماں کبھی ایسا نہیں ہوا...... کہ ہم آپ کے پاس آئے ہوں اور آپ نے منہ پھیر لیا ہو......کوئی غلطی ہو گئی آپ کے اکبر سے...... زینب

تڑپ کے کہتی ہے میرے لال تجھ سے بھلا کوئی غلطی ہو سکتی ہے...... لیکن میرے لال میں جانتی ہوں کہ تو اس وقت کیوں آیا ہے...... اس وقت تو مرنے کی اجازت لینے آیا ہے...... اور زینب تجھے مرنے کی اجازت نہیں دے گی...... علی اکبر میں نے تیری جوانی بچانے کے لئے عون و محمد کو قربان کر دیا...... اور تجھے مرنے جانا ہے...... زینب اجازت نہیں دے گی...... علی اکبر...... زینب کی گود پر رورده ہے۔ فوراً کہتا ہے پھوپھی جان اطمینان رکھئے جب تک آپ اجازت نہیں دیں گی۔ میں بھی نہیں جاؤں گا۔ جب تک آپ اجازت نہیں دیں گے۔ میں میدان نہیں جاؤں گا۔ پر ایک مسئلہ حل کر دیجئے۔

ایک سوال ہے میر...... اوہ حل کر دیجئے...... حیران ہو کر ثانی زہرا فرماتی ہے بیٹا اس وقت میں تیرا کون سا مسئلہ حل کر سکتی ہوں...... کہ بس یہ بتا دیجئے کہ آپ کا مرتبہ بلند ہے یا میری دادی زہرا کا...... آپ میں کون بلند ہے...... آپ یا میری دادی سمجھ گئی...... زینب...... سمجھتے ہوئے جواب دیا بیٹا تو نے کیسا سوال کر دیا۔ کہاں وہ سید نساء عالمین...... کہاں میں ادنیٰ کنیز...... اب علی اکبر کہتا ہے اگر روز قیامت میری دادی نے آپ سے پوچھ لیا کہ زینب اپنے علی اکبر کو بچا لیا...... میرا حسین قتل ہو گیا...... پھر آپ کیا جواب دیں گی...... زینب کیا جواب دے گی...... زینب کو اپنے لال پر پیار آ گیا...... گلے میں بانہیں ڈال کر پیشانی کے بوسے لیے...... میرے لال تو نے زینب کو لاجواب کر دیا ...... اب زینب تجھے نہیں روکے گی...... جا...... اب زینب تیرا دکھ اٹھا لے گی...... اب تیرا غم سہہ لے گی...... اب جا میدان میں...... لیکن عزیزو اتنی آسانی سے علی اکبر نہیں گیا۔ روایتیں کہتی ہیں کہ بار بار خیمے کا پردہ اٹھتا تھا...... بار بار گرتا تھا...... علی اکبر نکلنے کی کوشش کرتا تھا...... بیبیاں کھینچ لیتی تھی اندر...... ایک بار اور اس رخ زیبا کو دیکھ لیں...... ماں چاہتی ہو گی ایک بار ایک صدقے واری ہو جاؤں...... بہن قدموں سے لپٹ جاتی

ہو گی...... بھیا نہ جاؤ جو گیا واپس نہیں آیا...... حسین گھوڑے کی باگ پکڑ کر انتظار کر رہا ہے...... کہ میرا لال...... علی اکبر...... آئے میں اسے سوار کراؤں...... نکلے علی اکبر بڑی مشکل سے...... رخصت ہو کر بابا نے آخری بار سینے سے لگایا...... علی اکبر...... کو باگ تھامی سوار کرا دیا...... علی اکبر...... سوار ہو گیا...... خدا حافظ کہہ دیا ہو گا...... جا بیٹا ہم بھی اسی راستے کے مسافر ہیں...... تھوڑی دیر میں آپ کے پیچھے آنے والے ہیں۔

علی اکبر چلے...... چلتے چلتے...... احساس ہوا جیسے کوئی پیچھے آرہا ہے۔ اب جو پیچھے دیکھا تو...... بابا کمر کو ہاتھوں سے تھامے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہے...... اتر آیا علی اکبر واپس مڑا حسینؑ کے ہاتھ تھام کے کہتا ہے۔ بابا آپ تو مجھے خدا حافظ کر چکے...... آپ رخصت کر چکے...... اگر آپ ایسے میرے پیچھے پیچھے آئیں گے...... میں کیسے جنگ کروں گا...... میں کیسے لڑوں گا ...... حسین نے بے اختیار علی اکبر کو کلیجے سے چمٹا لیا ...... میرے لال تیرا کوئی تجھ جیسا ہی بیٹا ہوتا...... بار الہا ...... علی اکبر کی جوانی کے صدقے میں ہماری ماؤں بہنوں کے جوانوں کی حفاظت فرما...... دشمنوں کی نظر بد سے انہیں محفوظ کر دے...... حسینؑ نے بے اختیار اسے کلیجے سے لگا کر کہا...... میرے لال...... علی اکبر...... تیرا کوئی تجھ جیسا ہی بیٹا ہوتا...... مرنے کیلئے جاتا تو پھر تو میری کیفیت کو سمجھ سکتا تھا...... میرے لال اچھا چلا جا...... لیکن جہاں تک ہو سکے اپنے بابا کو مڑ مڑ کر دیکھتا جا...... چلا گیا علی اکبر حملہ کیا۔ علی اکبر نے...... زینب نے دیکھا ہے...... لاکھ چھپائے حسینؑ...... لیکن زینبؑ سے تو حسینؑ کی حالت نہیں چھپ سکتی ناں...... زینب نے دیکھا ہے کہ علی اکبر کے بچھڑنے پر حسین کی کیا حالت ہے۔

بی بی نے کہا...... اماں فضہ ذرا دیکھ کر تو آ...... میرے بھائی کی خبر لے کر تو آ...... زینب جانتی ہے کہ علی اکبر پہ جو بھی گذرے گی...... حسین کی حالت سے پتہ چل

جائے گا...... فضہ خیمے سے باہر نکلی...... کچھ دیر مشاہدہ کیا پھر واپس پلٹی اور واپس پلٹ کے کہتی ہے...... واحسینا...... میرا حسینؑ...... بی بی چلائی فضہ میرے بھائی کی خیر ہو...... کیا ماجرا ہے بتاتی کیوں نہیں...... بی بی کیا بتاؤں...... میدان میں میرا حسینؑ ایک سرے سے دوسرے سرے کی طرف دوڑ رہا ہے...... کبھی ادھر دوڑتا ہے...... کبھی ادھر دوڑتا ہے...... جانتے ہو کیوں...... جہاں جہاں علی اکبرؑ حملہ کرنے جاتا تھا...... اسی سمت میں حسینؑ دوڑتا تھا۔ تاکہ میرا بیٹا میری نظروں کے سامنے رہے...... یہ حالت تھی حسینؑ کی علی اکبرؑ کے میدان میں جانے کے بعد...... کہ اپنے بیٹے کو دیکھتا رہوں...... اپنی آنکھوں سے۔

بس بہنوں سے نہ سنا گیا۔ سجدے میں چلی گئیں۔ معبود علی اکبرؑ کی شہادت کا وعدہ یاد...... مگر پالنے والے مجھ سے میرے بھائی کی حالت نہیں دیکھی جاتی...... اے یوسف کو یعقوب سے ملانے والے...... ایک بار حسین کو اکبر سے ملا دے...... ثانی زہرا کی دعا مستجاب ہوئی...... علی اکبر ایک حملہ کر کے واپس پلٹا...... بابا کی خدمت میں آیا...... آ کے کہتا ہے بابا میں نے کیسی جنگ کی...... کہا میں نے کیسی تلوار چلائی...... حسینؑ سینے سے لگا کے کہتا ہے...... میرے لال بہت عمدہ جنگ کی...... بہت اچھی شمشیر چلائی...... باپ نے تعریف کی...... بیٹا سر فخر سے بلند کر کے کہتا ہے بابا...... تھوڑا سا پانی مل جاتا...... تو ابھی جنگ کے نقشے کو پلٹ کر رکھ دیتا...... پیاس ہلاک کیے جا رہی ہے...... بابا بہت پیاسا ہوں...... تھوڑا سا پانی مل جاتا...... ابھی جنگ کا نقشہ بدل دیتا...... اب ذرا حسین کے امتحان کی منزل تو دیکھئے...... حسین جیسا بابا...... مالک کوثر اور اکبر جیسا بیٹا دو گھونٹ پانی سوال کرے اور حسین جواب یہ دیتا ہے...... میرے لال پانی کا بندوبست نہیں ہو سکتا...... ہاں اتنا ہو سکتا ہے کہ اپنی زبان میرے منہ میں دے دے...... شاید تیری تسکین ہو جائے...... حسین کسی سے یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میں کتنا پیاسا ہوں...... بس

یہ کہا...... علی اکبر اپنی زبان میرے منہ میں دے دے...... علی اکبر نے اپنی زبان بابا کے منہ میں دی...... گھبرا کے واپس نکالی...... بابا آپ کی زبان تو میری زبان سے زیادہ...... کتنا پیاسا ہے حسینؑ...... کچھ نہیں حساب لگایا جا سکتا کہ حسین کب سے پیاسا تھا...... کتنا پیاسا تھا...... انگشتری نکالی...... علی اکبر کو دی بیٹا منہ میں رکھ لے...... شاید تیری تسکین ہوتی رہے۔

اب دوبارہ جب علی اکبر گیا...... حسین آوازیں دے رہا ہے...... مگر جواب نہیں آتا تھا...... اور علی اکبر جواب کیسے دے...... کیا بتائے بابا کو...... کہ بابا تیرے علی اکبر کی تلوار چھٹ گئی...... نیزہ ہاتھ سے گر گیا...... ڈھال ہاتھ سے گر گئی...... بابا اتنا زخمی ہو چکا ہوں کہ تیری آواز کا جواب نہیں دے سکتا...... جب ڈگمگانے لگا گھوڑے پر علی اکبر...... یہی حصین ابن نمیر یا سفیان ابن انس ان میں سے ایک ملعون آگے بڑھا تھا اور علی اکبر کے قریب آ کر پوری برچھی علی اکبر کے کلیجے میں اتار دی...... بس عزادارو! اٹھارہ سال کا کڑیل جوان...... حسین کا...... اب جو اس نے برچھی کو واپس کھینچنا چاہا...... برچھی کا پھل الجھ کر رہ گیا پسلیوں میں علی اکبر کی...... اب جو زیادہ زور لگایا برچھی ٹوٹ گئی پھل کلیجے میں رہ گیا علی اکبر کے...... بس اس برچھی کا لگنا تھا...... علی اکبر سے گھوڑے پر نہ رہا گیا...... آواز دی یَا اَبَتَاہُ عَلَیْکَ مِنِّی اَلسَّلَام۔ اے بابا علی اکبرؑ کا آخری سلام ...... ارے جو شہید گھوڑے سے گرتا تھا کہتا تھا یا مولاہ ادرکنی...... مولا میری مدد کو آ...... جب علی اکبرؑ گرا تو جانتا ہے کہ لاشیں اٹھاتے اٹھاتے میرا بابا تھک گیا...... کڑیل جوان کا لاشہ کیسے اٹھائے گا...... مدد کیلئے نہیں بلایا...... بس بابا آخری سلام لے لے...... علی اکبر کی آواز کا حسین کے کانوں سے ٹکرانا تھا...... حسین غش کھا کے گر پڑا زمین کربلا پر...... سنبھالا حسینؑ نے اپنے آپ کو ساری طاقت جمع کی...... دو چار قدم چلا

پھر آخر گر پڑا...... جب حسینؑ سے چلا نہ گیا تو...... حسین نے اپنے آپ کو جلتی ریت پر کھینچنا شروع کیا...... اپنے آپ کو گھسیٹنا شروع کیا...... آواز دیتا جاتا ہے...... یا علیؑ...... یا علیؑ اے بابا مدد کرو حسین کی...... سب سے سخت مرحلہ آ گیا تیرے لال حسینؑ پر...... یا پھر علی اکبر کو آواز دیتا ہو گا...... اے میرے لال علی اکبر...... تیری آواز نے میری بینائی چھین لی...... مجھے راستہ نظر نہیں آتا...... مجھے آواز دے کہ بوڑھا باپ تیرے لاشے پر پہنچ جائے...... ٹھوکریں کھاتا ہوا حسین پہنچا اکبر کے سرہانے...... سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا...... دیکھا ابھی کچھ جان باقی ہے۔ اپنے رخسار علی اکبر کے رخسار پر رکھ دیے...... حسین کے آنسو ٹپکے...... علی اکبر کے رخساروں پر...... علی اکبر نے آنکھیں کھولیں...... سلام کیا بابا کو...... حسینؑ نے پوچھا بیٹا کس حال میں ہے...... علی اکبر کہتا ہے بابا نیزے کی انی ٹوٹ کر کلیجے میں رہ گئی...... بہت تکلیف ہے...... بہت اذیت ہے...... میرا دل ہے کہ...... حسین نے کہا ہو گا...... اچھا علی اکبر یہ امتحان بھی لے جا حسین کا...... حسین یہ امتحان بھی دے گا...... علی اکبر کو لٹا دیا دونوں گھٹنے زمین پر ایک ہاتھ علی اکبر کے سینے پر...... دوسرا برچھی کا پھل نکالنے کے لیے...... بس یہی وہ موقع ہے کہ ماں بھی آ گئی ہو گی...... بھائی بھی ہو گا...... نانا بھی ہو گا...... ہر ایک ہمت بندھا رہا ہو گا...... کوئی بعید نہیں کہ حسینؑ نے اپنے بابا سے کہا ہو گا کہ اب بتا کہ خیبر کا در اکھاڑنا مشکل تھا یا علی اکبر کے سینے سے برچھی کا پھل نکالنا...... ماں کہتی ہوں گی...... حسین میرے دودھ کی تاثیر دکھا دے...... بس اور مجھے کہنے دیجیے جملہ اب میں کہتا ہوں...... اے ابراہیم...... اے حاجرہ...... اے اسماعیل...... ارے کتنی پٹیاں باندھیں تھیں آنکھوں پر کہ بیٹے کو ذبح ہوتے ہوئے باپ کیسے دیکھے گا......

یہاں نہ حسین کی آنکھوں پہ پٹی ہے...... نہ اکبر کے پاؤں میں رسّی ہے......

نہ ماں کے آنکھوں پر پٹی ہے...... جو خیمے کی اوڑھ سے دیکھ رہی ہے..... کسی کی آنکھوں پر پٹی نہیں...... حسین نے برچھی کا پھل نکالا...... بس ادھر برچھی کا پھل...... جوان کا کلیجہ باہر آ گیا...... کلیجہ نکلنا تھا...... علی اکبر کا دم نکل گیا...... ساری طاقت جمع کی حسینؑ نے علی اکبر کے لاشے کو اٹھا تو لیا...... لیکن چلا نہ گیا حسینؑ سے...... لاشے کو واپس جلتی ریت پر رکھ دیا...... سر تھام کر بیٹھ گیا حسینؑ...... اے میرے لال علی اکبرؑ...... ارے تجھے کیسے لے جاؤں خیمے تک...... گنج شہیداں کا رُخ کر کے آواز دی...... اے میرے شیروں تم تو میری ایک آواز پر آ جاتے تھے...... حسین سے علی اکبر کا لاشہ نہیں اٹھتا...... میری مدد کرو ...... پھر خیموں کی طرف منہ کیا...... آواز دی...... اے آل بنی ہاشم آؤ...... حسین سے علی اکبرؑ کا لاشہ نہیں اٹھتا...... خیموں کے پردے اٹھنا شروع ہوئے...... چھوٹے بچے واحسینا...... واحسینا...... کہتے ہوئے دوڑے مقتل گاہ کی طرف...... حسین نے بچوں کے ساتھ مل کر لاشہ اٹھایا...... خیمے میں لے کر آیا...... سب بیبیاں جمع ہو گئیں...... ام لیلیٰ نہیں آئی...... دیکھا ام لیلیٰ نہیں ملی...... زینب دوڑی...... ام لیلیٰ کے خیمے میں...... کہ ام لیلیٰ کو تو لے کر آؤ...... علی اکبرؑ آ گیا...... جانتے ہو کیا منظر تھا...... جونہی...... زینب ام لیلیٰ کے خیمہ میں داخل ہوئی...... ام لیلیٰ کبھی خیمہ کے اس ستون سے ٹکرائی تھی...... کبھی اس ستون سے ٹکراتی تھی اور کہتی جاتی تھی ارے لوگو! مجھے خیمے کا دروازہ نظر نہیں آتا۔

اَلَا لَعْنَةُ اللہِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

# مجلس ہشتم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (التوبۃ ۱۱۲)

صلوات بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

مجلسیں بھی کم ہیں۔ سوال بھی زیادہ ہیں اس لیے روزانہ دو چار نبٹاتا چلا جاتا ہوں۔ایک بچی نے ایک تصویر بھیجی ہے۔قوم عاد کی تصویر انٹرنیٹ سے نکال کر آپ نے اپنی کتاب میں لکھا تھا کہ آپ نارمل قد کے ہیں۔ اُس زمانے میں اور اس تصویر میں بھی ہے جو کہ میں آپ کو دیکھا رہا ہوں۔ دو چار آدمی لاش کا ڈھانچہ اور ہڈی سے بھی چھوٹے ہیں جو سعودی عرب سے نکلے ہے۔ پہلے تو ایک بات بتا دوں کہ انٹرنیٹ سے نکلی یہ تصویر کوئی تصدیق شدہ نہیں ہے۔ آپ بھی کمپیوٹر پر بیٹھ کر بنالیں۔ انٹرنیٹ پر میں نے دیکھا ہے ایک شیطان کی تصویر دکھائی دی۔ اور میں نے دیکھا انٹرنیٹ پر ایک اور تصویر دکھائی ہے۔ جو یہ ٹاور گرے ہیں ٹریڈ سینٹر ان ٹاور کو شیطان کی تصویر دھکا دے کر گرا رہا ہے۔ اُس دھوئیں کی تصویر ہے۔ کوئی تصدیق شدہ تصویر نہیں ہے۔

قوم عاد سعودی عرب میں آباد ہی نہیں تھی۔ قوم عاد فلسطین بابوا نیٹو کے قریب

آباد تھی۔ لہٰذا سعودی عرب میں اس کا کوئی وجود ہی نہیں۔ کسی جگہ کسی میوزیم میں؟ کہیں کہیں ...... یہ جو ڈائنوسار کی فلم آپ دیکھتے ہیں۔ کیا کچھ بنایا ہوا ہے......؟ یہ تو تھا نقلی۔ آپ عقلی جواب دیجئے کہ آپ کے ملک میں کتنی جگہیں پرانی ہیں۔ ہڑپہ...... موئنجوڈرو ...... ٹیکسلا 3 شہر ہیں۔ ہڑپہ، ساہیوال میں...... اسلام سے تھوڑا سا آگے۔ اور موئنجوڈرو لاڑکانے کے قریب۔ یہ شہر 5 ہزار سال پرانے ہے۔ ان شہروں کی قبریں، گھر، اور اُن کی گلیاں دیکھ لیں خود سمجھ میں آجائے گا کہ اُن کی لمبائی کیا ہے۔ اگر اُن کی اونچائی ہم سے زیادہ ہوتی تو اُن کے گھر گلیاں اور عبادت گاہیں بڑی بڑی ہوتی۔ جو آثار نکلے وہ ہمارے جیسے، جدید نہ سہی مگر گھر ویسے ہی ہیں۔

دوسری بات اُس سے بھی زیادہ Monk موجود ہیں۔ یہ تو پتہ نہیں موجود ہو یا نہیں۔ نیٹ کا تماشہ ہو۔ یہ کچھ بھی دکھا سکتے ہیں کیمرہ کی مدد سے۔ لیکن ممی تو موجود ہیں۔ 3 یا 4 ہزار سال پرانی۔ میں نے خود بھی دیکھی ہیں۔ ایک لاش فرعون کی ملکہ کی، وہ بھی ہے...... اُتنی ہی بڑی ہے 5 فٹ 6 انچ اُس سے زیادہ کی نہیں ہے۔

عاد اس سے بھی پیچھے ہونگیں تو اُس سے بھی اور پیچھے چلے جایئے جتنی بھی پرانی ہوگی قوم عاد جناب نوحؑ سے پرانی تو نہیں ہے۔ جناب نوحؑ کی اولاد میں سے عاد وہوداور جناب نوحؑ کی کشتی کے آثار تو مسلما ہیں۔ وہ تو مل ہی گئے۔ جناب نوح کی کشتی کا سائز بھی موجود ہے۔ 40 گز چوڑی 40 گز اونچی 80 سے لے کر 120 گز لمبی۔ اتنی بڑی کشتی میں 3 منزلیں ہیں ان منزلوں میں انسان بھی ہیں اور جانوروں کا ایک ایک جوڑا بھی ہے۔ اگر انسان اتنے اتنے بڑے ہوتے تو کشتی کا سائز کیا ہونا چاہیے تھا؟ بولیے نہ عقل کیا کہتی ہے۔ انسانوں کا سائز کیا ہے 50 گز 8 گز تو پھر کشتی کا سائز سریوں میں ہونا چاہیے۔

40، 50 گز کی کشتی ہوتی تو اُس میں 40 جوڑے آتے۔ قوم عاد نوحؑ سے پرانی نہیں تھی۔ اگر اس زمانے میں کوئی عالم چنا 10، 12 فٹ کا ہوسکتا...... ایک آدھ تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اُس زمانے میں بھی کوئی ہو سکتا ہے۔ جیسے آدم اِنسانَ فِي اَحسَنِ تَقوِيم ہم نے تمہیں بہترین خلق کیا...... ہم نے انسان بہترین نمونے پر خلق کیا ہے۔ اگر وہ بہترین نمونہ تھا تو ہم کیا ہیں...... بدترین نمونے؟ سب سے بہترین خلقت ہے معصوم کی...... آئمہ کی...... انبیاء کی...... تو پھر اُن کو دیکھ لیجئے آپ انسان جتنے بھی ہیں احسن تقویم ہیں۔ (صلوٰۃ)

(سوال) یہ ہے کہ سبھی آئمہ کے بارے میں بات کی جاتی ہے۔ 9 ویں اور 8 ویں امام کے بارے میں بات نہیں کی جاتی؟

آپ ان کے لیے مجلس رکھ دیں میں پڑھ دوں گا۔

(سوال) کیا منگنی کے بعد لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے سے ملاقات کر سکتے ہیں؟

نامحرم ہیں۔ لیکن شرعی اجازت ہے ایک بار ملنے کی...... کہ ایک بار دیکھ سکتے اور ایک بار مل بھی سکتے ہیں۔ تاکہ پسند اور ناپسند کرسکیں۔ نکاح سے پہلے ملنا ملانا وہ سب ٹھیک نہیں ہے۔

(سوال) ساس سسر حقیقی ماں باپ کا درجہ رکھتے ہیں؟

نہیں رکھتے! مگر اُن کے حقوق کا خیال رکھیں۔ حقیقی وہ جنہوں نے جنم دیا۔ (صلوٰۃ) بی بی فاطمہؑ کا کردار بطور ماں بیوی اور بیٹی تو بہت اعلیٰ ہے۔ بطور بھابھی کیسا ہے؟ یہ سوال بالکل بے تکا سا ہے۔ کیونکہ سسر اور ساس شادی سے پہلے انتقال کر گئے اور مولا کہ بھائی 10، 10 سال بڑے ہیں۔ سب علیحدہ علیحدہ رہتے تھے۔ (صلوٰۃ)

مجھے سوال کیجیے گا موضوع کے مطابق میں جواب دینے سے نہیں ڈرتا۔ میں جواب دے دوں گا۔ کسی بھی اختلافی موضوع کا...... مگر جو سنیں گے اُن کے لیے پریشانی ہو جائے گی۔ جو میرے بھائی دن کو گھر سے کام کے لیے نکلتے ہیں۔ کسی سے کچھ سنتے ہیں کسی سے کچھ سنتے ہیں اُن کے لیے پریشانی ہوگی۔

سوال کیجیے موضوع کے مطابق۔ جناب حسنؑ کی سیرت کے متعلق...... جناب سجادؑ کی سیرت کے متعلق پوچھیے۔ یہ بات نیت کی ہے اس درس سے صرف ہدایت ملے گی، گمراہی ہے ہی نہیں۔

میرا کوئی اپنا عقیدہ نہیں ہے۔ کوئی قدر نہیں ہے، میرے اپنے عقیدے کی۔ میرا عقیدہ صرف ان تعلیمات کے تابع ہے، جو آئمہ نے دی ہیں۔ میری کیا اوقات کہ اپنا عقیدہ بیان کروں۔ امام ہم کو عقیدہ بتانے والے ہیں۔ اور ہم عقیدے پر چلنے والے ہیں۔ اور خدا کے لیے، عقیدے بنانے والے نہ بنو۔ بلکہ عقیدے پر چلنے والے بنو۔ (صلوٰۃ) اس میں کم پکڑ ہے۔ کیوں اپنی پکڑ مضبوط کرواتے ہو۔ کیا جواب دو گے امام کو؟ کہ کیا...... کیا ہم نے تمہارے دین کے ساتھ، یہ کیا تھا تم نے مکتب اہل بیت کے ساتھ۔

یہ مخصوص مجلس ہے کیونکہ مجھے آنا ہے اپنے موضوع کی طرف، شروع بھی امام حسنؑ پہ کرنا ہے اور ختم بھی امام حسنؑ پہ۔ (صلوٰۃ)

ٹھکرا کر تخت چل دیئے اس بانک پن کے ساتھ
شاہی لپٹ کہ رہ گئی پائے حسنؑ کے ساتھ
لوگو! امیر شام کہاں اور حسنؑ کہاں
بت کا مقابلہ نہ کرو بت شکن کہ ساتھ

یہ میں نے تبرکاً چار چار جملے اس لیے کہہ دیئے کہ میں نے اپنے موضوع پہ

بات کرنی ہے۔ کیونکہ یہاں ایک موضوع لے کر چلنا ہے۔

''سیرت امام سجادؑ'' (صلوٰۃ)

کیونکہ مصائب کو بھی وقت دینا ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ سوالات کو نبٹالوں تاکہ بوجھ مجھ پر کم سے کم پڑے۔ کیونکہ کل جس جگہ یہ بات کو چھوڑا تھا وہیں سے کروں گا۔ کہ امام کہیں بھی...... کسی بھی...... جگہ ہوں لوگ دُعا! کرتے ہیں اور متوجہ ہوتے ہیں۔ اپنی ولایت کا اقرار سب سے لے لیں...... اپنے علم کا اعلان کر دیں...... اپنے مقام کا اعلان کر دیں۔ بظاہر دعا سب کے لیے...... بچوں کے لیے بھی دُعا ہے۔ والدین کے حقوق کی بات کی تو بچوں کے حقوق کی بھی بات کی۔ ان کا اچھا نام رکھو...... ان کو اچھی تعلیم دو...... ان کو اخلاق سے آراستہ کرو! اور ان کے لیے دُعا کرتے رہا کرو کہ بارالہا! ان کہ ذریعہ سے مجھے عزت دے میرے ذریعے سے انہیں عزت دے۔

اپنے بچوں کو نیک نامی دے کر جاؤ...... بدنامی دے کر نہ جاؤ...... جب تم چلے جاؤ تو ایسا نہ ہو کہ بچے شرمندہ ہوں اپنے باپ کا نام بتاتے ہوئے، بچے فخر سے بتائیں ہمارا باپ یہ تھا یہی تو فرق ہے جن کے باپ دادا اس قابل نہیں ہوتے وہ ان کا ذکر نہیں کرتے، اس قابل ہوتے تو ذکر کرتے۔ ہر دربار میں امام اپنے اجداد کا ذکر کرتے رہے اور بات آگئی اور کیا کردں ذہن وہاں چلا جاتا ہے ایک ضرور اشارہ کروں گا امام حسنؑ کی طرف (صلوٰۃ) حالانکہ میں نے ارادہ تو کچھ اور کیا تھا مگر بات آگئی آباؤ اجداد کے ذکر کی...... بہت سارے مناظرے میں نے بیان کیے امامؑ کے۔ ایک ادر سن لیں۔

جب یہ صلح نامہ طے ہوا اور امیر شام نے ظلم وستم شروع کیا فوراً کھڑا ہوا امام حسنؑ۔ شہزادہ حسنؑ کھڑا ہو کر تمام لوگوں کو مخاطب کر کے کہا اکثر میں بھی آپ کہ سامنے کہتا ہوں، امام نے فرمایا۔ سنو......! میرے باپ کا نام ہے علیؑ اس کا باپ ہے ابوسفیان

میرا نانا رسول خداؐ ۔میری ماں فاطمہ زہرہؑ۔ اس کی ماں ہندہ جگر خارا۔ میری دادی خدیجتہ الکبریٰ اس کی دادی نائلہ، دعا کرو۔ ان خاندانوں میں جو بھی پست ہو اُس پر اللہ کی لعنت ہو۔

اس سے مختصر ترین مناظرہ نہیں ملے گا۔ کیونکہ وقت نہیں ہے۔ فرمایا شہزادے نے میرا باپ علی اس کا سفیان میرا رسول خداؐ اس کا جو امیر میری والدہ فاطمہ زہرا اس کی نائلہ، لوگو دعا کرو۔ ان دونوں خاندانوں میں جو پست ہو خدا اُس پر لعنت کرے سارے لوگوں نے کہا آمین۔ (صلوٰۃ) تاریخ پڑھئے کہ امیر شام کا چہرہ سیاہ پڑھ گیا۔ کوئی جواب نہ تھا اُس کے پاس۔ اپنے بچوں کو چوتھا امام کہتا ہے، (دعا ۲۵ صیفہ کاملہ) اپنے بچوں کو نیک نامی...... پرہیزگاری...... پروردگار میرے بچوں کو میرے ذریعے سے بہترین رزق دے...... رزق حلال سے اپنے بچوں کو پالو گے تو کبھی وہ بدتمیز نہیں بنیں گے...... کبھی وہ مجرم نہیں بنیں گے...... کبھی تمہارے سامنے کھڑے ہو کر بدتمیزیاں نہیں کریں گے، ان کو پرہیزگار بنا دے۔ ان کو ایسا نیک بنا دے کہ جیسے تو اپنے دوستوں کو چاہتا ہے۔ یہ تیرے دوستوں کے خیر خواہ بن جائیں۔

**اللھم یامن خسعا محمد وآل بلکرامت** پانچویں دعا کسی نے الگ کر کے لکھی ہے کسی نے چوتھی یا چھٹی دعا کو اس حصے سے ملا دیا ہے۔ اپنی ولایت کا اقرار کیا ہے امام سجاد نے...... (صلوٰۃ)

اے اللہ!...... اے وہ! جس نے شرف اور بزرگی کو مخصوص کر دیا محمدؐ اور اس کی آلؑ کہ ساتھ۔ **یا من خسا محمد وآل بالکرامت**۔ جس نے کرامت کو ساتھ مخصوص کر دیا...... شرف کے ساتھ مخصوص کر دیا...... اور مخصوص کر دیا اُن تمام علوم کو، جو پہلے والوں کے تھے اور بعد والوں کے تھے۔

بار الٰہا کس زبان سے تیرا شکر ادا کریں کہ تو نے ہم کو امامت کے شرف سے نوازا اور کس طرح شکر ادا کریں کہ ہمارے ذریعہ سے تو نے امامت کو تمام کیا اور انبیاء کے جو اوصیا تھے اُس سلسلے کو بھی تمام کر دیا۔ نہ ہمارے بعد کوئی وصی ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے...... نہ کوئی امامت کا دعویٰ کر سکتا ہے...... اور جو کچھ علم تھا علم ما کانا علمو جو کچھ تھا اور جو کچھ ہے سب ہم کو سکھایا۔ اور علماً ما کا بقیا. جو کچھ باقی تھا اور آنے والا سب کچھ ہم کو سکھا دیا۔ اور اپنی ولایت کا بھی اور جو آنے والا ہے اُس کا علم بھی رکھتے ہیں۔ ہم سے کوئی علم پوشیدہ نہیں ہے۔ ہر علم اللہ نے ہمیں دے دیا اور شرف ہمیں دے دیا۔ اور پھر وہی بات جو دوسری دُعا میں نقل کی اور یہ کتنے شرف کی بات ہے کہ لوگوں میں سے اکثر کے دل ہماری طرف مائل کر دیئے۔ لاکھوں بنی امیہ کے ساتھ ہوں ان کے دل بنی امیہ کے ساتھ نہیں ہیں۔ ان میں سے جو جو بھی چلا جائے گا دل دوسروں کے ساتھ ہو جائے گا۔ اکثریت کیوں کیونکہ تلوار کے زور کے ساتھ تھی۔ قیامت تک ایک دفعہ کسی کے دل میں ہم آ جائیں گے وہ ہمیں اپنے دل سے نکال نہیں سکے گا۔ یعنی وہ دل ایسے نہیں ہوں گے جن کی محبتیں وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی جائیں۔ مشکل کیا ہے کہ مولائے کائناتؑ کی چند خصلتیں سامنے آئیں...... بس یہ مشکل ہے چند خصلتیں آنے سے لوگ کتنے گمراہ ہو گئے، اگر ساری خصلتیں سامنے آ جاتیں تو کیا ہوتا (نعرہ) چند خصلتیں سامنے آئیں یہ مشکل دوسری مشکل کہ گاڑی سامنے آئی۔ گاڑی رک گئی جیسے کہ ابھی سوال آیا حالانکہ ان میں سے ہر ایک محمدؐ ہے ہر ایک علیؑ ہے۔ ہم نے پڑھا نہیں ہم نے دیکھا نہیں خیبر کی شکل بدل گئی۔ خیبر ہر ایک کے سامنے آیا۔ خندق کی شکل بدل گئی خندق ہر ایک کے سامنے آئی اسیر ابن مریب نقاب بدل کر آتا رہا، سب نقاب بدل کر آتے رہے۔ لیکن ہماری گاڑی رُک گئی اگر ہم اس سلسلے کو چلاتے تو دیکھتے۔ اگر حسنؑ

نہ ہوتا ایک حصہ ابھی پڑھا ہے، انشاء اللہ آگے بھی مجالس پڑھنی ہیں۔ وہ جو صلح کا الزام لگاتے تھے امام حسنؑ پہ۔ اس حسنؑ کا یہ عالم ہے کہ طواف کے دوران ابن عاص کی ان پر نظر پڑی۔ معاذ اللہ شروع ہو گیا روایت کے لفظ کہ تو خلافت کہ قابل نہیں ہے اس لیے اللہ نے تمہارے خاندان سے خلافت چھین لی۔ معاذ اللہ، تمہارا باپ بھی خلافت کا لالچی تھا تم بھی خلافت کہ حریف تھے۔ دیکھو اللہ نے میرے امیر کو فتح دی۔ اور تمہیں رسوا کر دیا۔ تم نے خلافت کے لیے فلاں فلاں کا قتل کیا...... فلاں فلاں کے قتل میں شریک رہے۔ لوگ جمع ہو گئے معصوم طواف بھی کر رہا ہے۔ اور سُن بھی رہا ہے۔ اُس کے بعد معصوم نے اُسے للکارا ہے۔ او ابن عاص کم سے کم تجھے یہ کہنے کا حق اس لیے نہیں کس نے قتل کیا کس نے نہیں۔ وہ تو بعد کی بات۔ تو تو وہ تھا جو آگ لگا کر فلسطین بیٹھا رہا اور انتظار کرتا رہا کب یہ قتل ہو جائے اور کب میں فتنہ برپا کروں۔ تجھے یہ کہنے کا حق نہیں اور تو جو کہہ رہا ہے میرے اور میرے باپ کے لیے۔ سن ہم وہ ہیں کہ جن کے لیے آیت تطہیر نازل ہو کر کہتی ہے۔ **انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھلبیت ویطھراکم تطھیرا۔** (صلوٰۃ) اور تو نجس انسان تیرا ہمارا واسطہ کیا۔ ہم سے دور ہو کر چل یہ نہ ہو کہ میں تجھ کو رسوا کر دوں اور لوگوں کو یہ بتا دوں کہ جس کو تیرا باپ کہا جاتا ہے۔ میں کیا کروں معصوم کا جملہ ہے ورنہ میں نقل نہیں کرتا۔ یہ نہ سمجھئے کہ جہاں مولا حسنؑ کا نام آجائے اور یہ نہ سمجھنا کہ وہ رہا ایسا انسان جس نے کہا او ابن عاص میں وہ انسان نہیں ہوں کہ جسے تو کھول کر لقمہ در کر جائے گا۔ اور لوگوں کے سامنے رسوا کر جاؤں گا۔ میں تو اُن تمام افراد کو جانتا ہوں جو تیری ولادت کہ وقت لڑ پڑے کہ تیرا باپ کون ہے۔ یہ ہیں حسنؑ اور گھر ہے خدا کا، کعبۃ اللہ میں اعلان کرتا ہے کہ ہماری خاموشی کو ہماری کمزوری مت سمجھنا۔ اگر تم یہ کوشش کرو گے کہ میرے باپ پر حملہ کرو کہ ہر بچے نے

کیا کیا ہے۔ علی کا دفاع کیا ہے۔ اگر حسنؑ نہ ہوتے تو یہ مناظرے سامنے نہ آتے۔ (صلوٰۃ) نتیجہ کیا نکال کے دنیا چاہ رہا ہوں۔ اسی لیے تو رسول نے کہا تھا ہم سب کے سب ایک ہیں۔ حسنؑ مولائے کائنات کے مشن کو آگے بڑھا رہے تھے۔ اگر پہلا امام نہ ہو تو دوسرے امام کا مشن مکمل نہیں ہوتا۔ حسنؑ کی صلح کو کربلا کے بغیر رنگ و روپ نہیں مل سکتا۔ حسنؑ کی صلح کو تکمیل کہاں ملے؟ یعنی وہ جنگ کہ جس کا آغاز حسنؑ نے کیا تھا۔ حسینؑ نے اُس کو مکمل کیا، کربلا کی صورت میں۔ اب حسینؑ نے کیا کام کیا۔ حسینؑ نے یہ کیا کہ حسنؑ کی قربانیوں کو بھی بچایا۔ اپنے باپ کی قربانیوں کو بھی بچایا۔ پھر سن لو ایک دوسرے انداز میں ایک سوال کے جواب کو، اگرچہ یہ سوال کا جواب نہیں دے رہا مگر یہ بات آگئی سوال کا جواب نہیں ہے مگر میں اپنی بات کر رہا ہوں۔ بات تو کرنی ہی تھی، اگر آپ کے سوال کا جواب ہوا تو اور اچھی بات ہو گی۔

حسینؑ کون جو رسولؐ علیؑ اور حسنؑ سب کی قربانیوں کو بچا رہا ہے۔ یہ مجلس حسینؑ ہے کہ جس میں بدر، احد بیان ہو رہی ہے سب سے زیادہ علیؑ کے فضائل سنتے ہیں آپ۔ ہر فرش عزا ہے، عزاداری ہے کہ نہیں۔ حسینؑ کون جس نے بدلہ لیا بنو امیہ سے...... انتقام لیا بنو امیہ سے...... بظاہر قتل انہوں نے کیا۔ لیکن حسینؑ کہہ رہا ہے کہ اطمینان رکھو۔ میرے بابا کو بُرا بھلا کہتے تھے اطمینان رکھو۔ قیامت تک ہر ممبر سے فضائل میرے بابا کے بیان ہوں گے۔ نتیجہ دینا چاہ رہا ہوں۔ آج کی مجلس میں کہ سلسلہ بن جائے۔

مومنو حسین نے ذکر علیؑ فرمایا...... بابا اطمینان رکھو میں ایسا بدلہ لوں گا اِن سے کہ نام مجلس حسینؑ کا! ہو گا لیکن ذکر علیؑ کا ہو گا۔ یہی ہو رہا ہے۔ اب میں کیوں نہ کہوں حسینؑ کا نام یہ میری عقیدت۔

میں عزادار ہوں حسینؑ کا تو میں کیسے کہوں کہ کیسے مکمل ہو گی حسینؑ کہ بغیر میری

عبادت...... حسینؑ ہی کہ ذکر کے دم سے تو آپ بتا رہے ہیں کہ علی کون! سارا سال سب سے زیادہ ذکر کس کا...... حسینؑ کا۔ مجلس حسینؑ میں صرف 10 منٹ ذکر حسینؑ کا مگر پچاس منٹ تو علی کا ذکر ہوتا ہے۔ یہی ہے نہ بات! سنو اور آگے بات۔ حسینؑ جو علی کے ذکر کو بچا رہا ہے۔ علیؑ کے ذکر کو حسینؑ بچا رہا ہے اور بتاؤ حسینؑ کے ذکر کو کون بچا رہا ہے۔ پھر ایک علی ہے جو حسین کے ذکر کو بچا رہا ہے۔

ایک علی ہے...... پھر ایک علی ہے...... اسی لیے تو حسین نے چھوڑا ہے۔ وگرنہ سید سجاد لڑنا چاہتے ہیں۔ کتنی بار اُٹھے بیماری کی حالت میں میدان میں جانے کے لیے ہر بار حسینؑ نے روکا ہے۔ جتنا بڑا مشن ہے سید سجادؑ کے پاس۔ تو حسینؑ کہ مشن کو بچانے کی ذمہ داری کس کی ہوئی۔ سید سجادؑ کی آپ کو ایک تسلسل زنجیر بنا کر دینا چاہتا ہوں کہ مسئلہ حل ہو جائے ہمیشہ کے لیے آپ کا اگر آپ حل کروانا چاہیں...... نہیں حل کرنا چاہتے تو بھائی کوئی بھی حل نہیں کر سکتا۔

نبی اور پیغمبر حل نہیں کر سکے تو میرے جاہل کی کیا جرأت کہ مسئلے حل کر سکوں۔ جب رسولؐ حل کر کے نہ جا سکے مسئلے لوگوں کے۔ لوگوں کے مسئلے ہی اتنے ہوتے ہیں کہ حل ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔ نئے مسئلے پیدا کرتے چلے جاتے ہیں خود بخود۔ ہم باہر کہ مسئلے حل کر رہے تھے لوگوں نے اندر اندر اتنے مسئلے آپس میں پیدا کر لیئے۔ لہٰذا چوتھا امام کیا کر رہا ہے...... ذکر حسین کو بچا رہا ہے۔ کیوں......؟

حسینؑ کا ذکر بچے گا کربلا بچے گی تو علیؑ کا ذکر ہوگا۔ کربلا نہیں بچے گی تو اسلام نہیں ہوگا اور جب اسلام نہیں ہوگا تو حسینؑ نہیں ہوں گے۔ بھئی اسلام ہی نہیں ہے تو خیبر و خندق کیسی۔ مباہلہ و غدیر کیسا۔ کربلا کی بقا سے بچے گا اسلام۔ اور کربلا بچے گی سید سجادؑ کی وجہ سے؟ سید سجادؑ 35 سال نرسری پروان چڑھاتا رہا۔ نرسری بناتا رہا بچوں کو کہ

دلوں میں بچپنا ہے۔ بچپن میں جو نقش کھینچ دیا جائے وہ پتھر پر لکیر کی مانند ہوتا ہے۔ تو سید سجادؑ نرسری بناتا رہا، اسکول نہیں بنایا...... مدرسہ نہیں بنایا...... یونیورسٹی نہیں بنائی کیونکہ جب تک دلوں میں کربلا اور ذکر حسینؑ جگہ نہ بنالیں، سکول کے قابل کیسے ہوں گے۔

اب سمجھ میں آئی چوتھے امام نے نرسری کی شکل میں کربلا کی بنیادوں کو مضبوط کر دیا۔ تا کہ میرا بیٹا باقر اس پر دیواریں قائم کرے۔ بنیادیں بنائیں چوتھے امام نے، پانچواں سکول بناتا چلا گیا...... کیوں جب میرے بعد والا آئے گا چھٹا...... اتنی مضبوط یونیورسٹی بنائے گا کہ قیامت تک کہ طغیان و آندھیاں اس کو ہلا نہیں سکتے۔

اب تسلسل قائم ہو رہا ہے۔ سمجھ آ رہی ہے کہ امامت کیوں۔ الگ الگ فعل کیوں۔ الگ الگ کام نہیں...... یہی رسول کہہ رہا ہے۔ ہم سب محمدؐ ہیں ہمیں معلوم ہے کہ کسی کو اپنے دور میں کیا کرنا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک یہ علم رکھتا ہے کہ اُسے ہر دور میں کیا کام کرنا ہے۔ تو چھٹے امام نے یونیورسٹی بنا دی کتنی مضبوط۔ فوراً چھٹے کہ بعد ساتویں کو ساری زندگی زندان میں گزارنی پڑی...... کیوں! کوئی بات نہیں یونیورسٹی مضبوط ہو گئی ہے۔ ہزاروں شاگرد دُنیا بھر میں پھیل گئے ہیں۔ اب سر ٹکراتے رہو آٹھویں امام کو موقع ملا۔ ایک ایک حدیث لکھنے کے لیے چار چار ہزار آدمی کھڑے ہیں۔ آٹھویں امام کے منہ سے الفاظ کے پھول جھڑیں اور وہ تحریر کریں۔

یہ امامت کا اعزاز۔ کیوں ہر امام ولایت پہ اتنا یقین کرتا رہا۔ آٹھواں امام بھی آخری وقت ایک حدیث بیان کر کے سارے مسائل حل کر کے جا رہا ہے۔ کیونکہ عباسی اعمال ساتھ ہیں۔ قاضیوں کے سپاہی ساتھ ہیں۔ لہٰذا زیادہ تقریر تو ہو نہیں سکتی۔ وہ تو ہم جیسے جاہلوں کو ضرورت پڑتی ہے۔ امام تو ایک کلمے میں پورے مسائل کا حل کر کے چلا جاتا ہے۔ وقت نہیں ہے لہٰذا چلتے چلتے ایک حدیث لکھ لو بس۔ پانچ چیزوں پر اسلام کی

بنیاد قائم ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ولایت۔ اور ولایت کیسی چیز ہے کہ ولایت کے برابر اللہ نے کسی چیز کو اہمیت نہیں دی۔ ہر امام یہ کہہ کے جا رہا ہے۔ امام بھی اپنی تقریر میں اعلان کر کے جا رہا ہے کہ ہم کو تو نے ولایت دی اور ہمارے بعد کوئی رسول نہیں بنے گا۔ کیوں۔ جتنے بھی علوم تھے سب تو نے ہم کو دے دیئے۔ جو گذر گئے اُن کا بھی علم اور جو آنے والے ہیں اُن کا بھی علم...... سارے علم ہمیں دے دیئے۔ اسی علم کی بنا پر جب حاکم وقت نے کہا اگر تم قابل ہوتے تو اللہ تمہیں حاکم بنا دیتا۔ صرف دلیل کہ مطابق موسیٰ قابل نہیں تھا کہ حاکم بنتا موسیٰ اللہ کا پیغمبر تھا اور فرعون حاکم تھا۔ فرعون خلیفہ تھا کیا بس بالکل ایسے ہی۔ ہارون کو موسیٰ کا وصی ہونے کہ باوجود لوگوں نے قبول نہیں کیا۔ لوگوں نے بچھڑا بنا لیا۔ بجائے کسی کی بات ماننے کے اپنی مرضیوں پہ چلے۔

ہارون رسول کا وصی تھا مگر لوگوں نے رسول کے بعد نہیں مانا۔ اور اسی طرح میرا بابا علیؑ بھی رسول کا وصی تھا تم نہ مانو تو نہ مانو۔ تمہارے نہ ماننے سے کیا ہوگا۔ میرے بابا میرے دادا کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ او امیر آرام سے بات کر ایسا نہیں ہوا کرتا حاکم فرعون ہوا کرتے تھے حاکم نمرود ہوا کرتے تھے تو کیا کہتا ہے ابراہیم پیغمبر نہ رہا موسیٰ پیغمبر نہ رہا۔ یوسف پیغمبر نہ رہا۔ یہی حکمت عملی ہے کہ معیار نہ بنانا کسی کو...... کہ اللہ جسے چاہتا ہے حکومت دے دیتا ہے۔ اس حکومت کی بات نہیں کہ اللہ دین کی بادشاہی کی بات کرتا ہے کہ جنہیں اس قابل پالیا اُس کو دین کا رہبر بنا دیا کرتا ہے۔

اب سلسلہ بنا، اَب جتنا غور کرتے جاؤ گے۔ اُتنا ان سب کے بارے میں سنتے جاؤ گے۔ ذکر ایک ہی کے بارے میں ہوا۔ اگر سب کا ذکر ہو پتہ چلے گا سب ہی محمدؐ ہیں...... سب ہی علیؑ ہیں۔ اس لیے جہاں تک نام لیتے چلے جاؤ۔ اللھم خصصا تک ما وبرا کاتکا بے نیکا محمد و آل محمد۔ (صلوٰۃ)

بار الٰہا بس محمدؐ و آل محمدؐ کے ساتھ مخصوص کر دے۔ کمالات امامت دیکھ کر......

نویں امام کے کمالات دیکھو گے تو اور زیادہ۔ امامت کے وقت کمسنی ہے اور امتحان لیا باغی خلیفہ نے تو امام کمسنی میں جواب دے رہا ہے ہاں۔ بادشاہ زادے امتحان لیتے ہیں ہمارے ماہی گیر مچھلی پکڑتے ہیں۔ مچھلی بازار میں فروخت کرتے ہیں۔ دربار والے مچھلی خریدتے ہیں۔ اور دربار میں لا کر بادشاہوں کو دیتے ہیں اور بادشاہ اُسی ننھی سی مچھلی کو پکڑ کر ہاتھ میں رسول زادوں کا امتحان لیتے ہیں۔ عباسی خلیفہ نے مذاق میں صرف اتنا پوچھا...... آٹھ نو سال کا سِن ہے۔ بس اُس نے مذاق میں پوچھا صاحبزادے بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے۔ امام نے پورا اُس مچھلی کا شجرہ ہی بتا دیا۔ ہمارا امتحان لے رہا ہے ظاہری طور پر...... یہ کونسا امام آٹھویں امام کو خلیفہ نے اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ ظاہری طور پر نویں امام کا ایک بڑے عالم کو اتالیق بنا کر بھیجا۔ جایئے مدینہ کیونکہ اب یہ شاہی خاندان کے فرد ہو گئے ان کی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دے دیجئے۔ آ گئے واپس کہا کیا ہوا؟ بولا جس کو مجھے تعلیم دینے کے لیے بھیجا ہے وہ پوری دنیا کو تعلیم دے رہا ہے۔ جن کو تو بچہ سمجھ رہا ہے وہ علم لدّنی کے حامل ہیں۔ تو کیا سمجھ رہا ہے اُن کا امتحان لے گا۔ پانچویں کا امتحان لیا جائے گا۔ بنو امیہ کے نوجوان تیر اندازی کر رہے ہیں۔ پانچویں امام کو بلایا۔ امام نے فرمایا کہ میرا شغل نہیں ہے تیر اندازی۔ کہا یہ تو کرنا پڑے گا۔ کہ لوگوں کو دکھایا جائے کہ ہاشمیوں کو کچھ نہیں آتا۔

۹ تیر دیئے گئے تھے امامؑ کو کہ اِن میں سے کوئی ایک نشانے پر لگا دیجئے۔ کیا کہا تھا امام نے...... اُس ضعیفی میں بھی بتا دیا تھا کہ حسینؑ کا بیٹا ہوں...... علی کا بیٹا ہوں...... ہم سیکھتے نہیں، ہم سے دنیا سیکھتی ہے۔ تو جب اس زنجیر کے ساتھ چلو گے تو پھر تمہیں سمجھ میں آ جائے گا بارہویں تک فضائل ہی فضائل ہیں۔ بیان تو کیسے جائیں۔

سب نے اپنے اپنے خیبر فتح کیے ہیں۔ کوئی جنگ میں امتحان لیتا ہے۔ کوئی قحط سالی میں امتحان لیتا ہے۔ امام اپنے لیے نہیں اپنی اولاد کے لیے بھی منزل بنا رہا ہے۔ چوتھے امام کا استاد کون ہے یہی تو کہہ رہے ہیں لوگ کہ اپنے بابا سے سیکھا ہے۔ یہ کہتے تو ٹھیک تھے، امام بھی یہی کہتا تھا۔ ہمیں اپنے باپ سے ملا اُس نے کس سے سیکھا ہے۔ اپنے بابا سے ملا ہے اُنہوں نے کس سے سیکھا ہے رسولؐ سے۔ رسول کون معاذ اللہ کیا اَن پڑھ۔ عجیب ہے حسین بتاتے چلے جاتے ہیں۔ چھٹے امام کے بارے میں جب بحث ہوتے ہوتے ہوگئی تو کہا نہیں اُن کے استاد اُن کے والد تھے۔ قبول ہے امام کو بھی قبول ہے اُن کو علم کہاں ملا تھا اپنے بابا سے۔ یعنی پانچویں امام کے پاس جتنے بھی ہیں، باقر العلوم، یعنی علوم کو شگافتہ کرنے والا۔ اُستاد کو چوتھا امام تو تم نے قبول کرلیا نہ کہ پانچویں کہ پاس جتنے بھی علم ہیں کسی کے نہیں اسی بیمار کربلا کے دیئے ہوئے ہیں۔ جسے ہم بیمار کربلا کہتے ہیں تم بیمار کربلا کہتے ہو۔ ساری زندگی بیمار نہ تھا کربلا میں بیمار ہوا تو بیمار کربلا کہلوایا۔ تمام علوم چوتھے امام نے دیئے۔ مگر چوتھے امام نے کب دیئے۔ وہ تو روتے رہے یا نماز پڑھتے رہے۔ پھر اُستاد کہاں سے لاؤ گے کیا کہو گے وحی آئی۔ جبرائیل نے دیئے؟ یہ بھی کوئی غلط نہ ہوگا۔ لیکن تم نہیں کہو گے کہ جبرائیل کیسے آئے گا اِن کے پاس۔ جبرائیل تو صرف رسولؐ کہ پاس آتا تھا۔ لہٰذا کیا کہو گے والد نے ہی سکھایا۔ تو پھر سجادؑ تک بات آگئی۔ اُس نے کس سے سیکھے......؟ کیا کوئی استاد ہے......؟ نہیں۔ کس سے سیکھے کہا اپنے بابا سے۔ بابا نے کس سے سیکھے علیؑ سے۔ علیؑ نے کس سے سیکھے......؟ کہا معاذ اللہ...... معاذ اللہ ایک ان پڑھ سے......؟ میں نہیں کہہ رہا اسی کا معنیٰ اَن پڑھ ہے۔ اگر رسول لکھنا نہیں جانتے تھے تو یہ قرطاس کی حدیث کیا ہے۔ اگر رسولؐ لکھنا ہی نہیں جانتے تھے تو قلم کاغذ کا طلب کرنا کیسا تھا۔ اور اگر آپ رسولؐ کی جگہ لکھتے

تو لے آتے اور مرضی سے جو کچھ لکھ دیتے۔ نہیں جانتے ہیں کہ رسولؐ لکھے گا۔

ہر امام اعلان کر رہا ہے پڑھو تو صحیح اماموں کو میرا امام محمدؐ ہے یا علیؑ ہے۔ (صلوٰۃ) اس لیے ہماری گاڑی آگے نہیں بڑھتی اور گمراہ ہونے کے امکان زیادہ ہوتے ہیں۔ معاذ اللہ اَب تو اللہ کی بھی اولادیں بنانے لگے ہیں۔ یعنی اللہ کی بھی اولاد ہیں۔ آل لشہ نے کیا کہا ان سب باتوں کا کیا مطلب ہے۔ کسی خاص مشن پہ کام ہو رہا ہے۔ کیا چاہتے ہو تباہ کرنا چاہتے ہو تشیع کو؟ نہیں تشیع تباہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ہمارا وارث موجود ہے۔ امامؑ موجود ہے۔ ہم تو سوچتے ہیں کہیں تم تباہ نہ ہو جاؤ کیا جواب دو گے امام زمانہؑ کو ،کھیلتے ہو لوگوں کے جذبات کے ساتھ! اس طرح لوگوں کو گمراہ کرتے ہو۔ جتنا بگاڑ سکتے ہو بگاڑ لو۔ علیؑ سے تو پوچھ لو وہ کیا چاہتے ہیں...... حسینؑ سے تو پوچھ لو وہ کیا چاہتے ہیں...... سید سجادؑ سے تو پوچھ لو وہ کیا چاہتے ہیں...... امام زین العابدینؑ سے پوچھ تو لو وہ کیا چاہتے ہیں...... پانچویں امام سے تو پوچھ لو...... اس کا مطلب ہے تمہیں ضرورت ہی نہیں امامت کی۔ کسی چیز کی ضرورت نہیں، ختم ہو گیا قصہ، یہ کر لیا وہ ہو گیا وہ کر لیا یہ ہو گیا اور بس ضرورت کیا ہے جنت ہو گئی۔ اور اماموں کے آنے کی ضرورت کیا ہے تو امام سجادؑ کا وجود بتا رہا ہے 35 سال تک امامت کا زمانہ بتا رہا ہے کہ کتنی ضرورت تھی امام کی اگر امام نہ ہوتا آج سے زیادہ حالات خراب تھے تشیع کے لئے۔ مذہب اہل بیت کے لئے، آج سے زیادہ خطرناک صورت حال تھی۔ اکیلے امام نے 35 سال میں کس طرح سے دین کو پھیلایا ہے۔ کس طرح مقابلہ کیا کہ جب امویوں کو احساس ہوا تو دیر ہو چکی تھی۔ جب انہوں نے امام کو شہید کیا دیر ہو چکی تھی کہ انہیں پتہ چلا کہ ہم تو سمجھ رہے تھے کہ بے ضرر ہے۔ اس نے تو ہماری جڑوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ اتنا مضبوط ہو چکا تھا تشیع لوگوں کے دلوں میں......

اب زہر دے دو۔ شہید کر دو...... ہر امام یا مسموم کیا جا رہا ہے یا...... تلوار سے قتل کیا جا رہا ہے یا...... خنجر سے قتل کیا جا رہا ہے یا ضربت لگ رہی ہے یا...... اس کا گلا کاٹا جا رہا ہے۔ کیا مسئلہ ہے......؟ کبھی اس پہ غور کرنے کی کوشش کی......؟ ہر امام یہ چاہتا ہے اللہ کے بندے بن جاؤ۔ جو علیؑ کا بھی فخر ہے...... جو حسینؑ کا بھی فخر ہے...... جو چوتھے امام کا بھی فخر ہے۔ جو ہر امام کا فخر ہے...... وہ علی جو یہ کہتا ہے کہ پروردگار میرے فخر کے لئے بس یہی کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں تو میرا اللہ ہے۔ یہ کتنا بڑا فخر ہے علی کا...... کیوں کہ علی پہچانتا ہے اللہ کو...... پہچانتا ہے اس لئے کہہ رہا ہے۔ میرا کتنا بڑا فخر ہے۔

کفی بی فخر العقون لک عبدا۔ میرے لیے یہی فخر کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے۔ اس سے بڑا کیا فخر ہوسکتا ہے۔ اس لیے گواہی دیتے ہیں آپ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ۔ رسول کا فخر کیا ہے عبد ہونا ...... علی کا فخر کیا ہے اللہ کا عبد ہونا...... اللہ کا ولی ہونا...... رسول کا وصی ہونا...... یہ فخر ہیں الگ الگ ...... ظاہر ہے کہ وہ نور جس سے علیؑ کی خلقت ہوئی...... جس سے رسول کی خلقت ہوئی ...... اس پہ ہمیں تو فخر ہے۔ عام لوگوں میں فرق ہے۔ لیکن بندگی سب سے بڑا فخر ہے۔ یاد رکھنا بس فرق اتنا ہے کہ وہ یہ کہتا ہے...... علیؑ یہ کہتا ہوا نظر آئے گا ...... رسولؐ یہ کہتے نظر آئیں گے...... کہ ہم گواہ ہیں کائنات کی ہر شئے پر تو وہ صرف علی گواہی نہیں دے رہا، تو جب علی گواہی دے رہا ہے تو اس میں باقی گیارہ اماموں کا نور اس کے صلب مطہر میں ہے۔ ہر امام گواہ ہے۔ اسی لیے اللہ نے نام نہیں لیا قرآن میں۔

کیوں ایک ہوتا تو اللہ نام لیتا۔ اگر بستر پہ سو رہا ہے تو علیؑ کے صلب میں گیارہ اماموں کا نور ہے یا نہیں ہے......؟ حالت رکوع میں زکوٰۃ دے رہا ہے تو صلب مطہر میں گیارہ اماموں کا نور ہے۔

کتنی جگہ غلط فہمی دور کی کہ ہم میں ایک کا فعل سب کا فعل ہے۔ یہ امام ہیں چاہے قیام کریں...... چاہے صلح کریں...... چاہے جنگ کریں...... سب کا فعل ایک شمار ہوتا ہے۔ خبردار ان کے افعال میں فرق نہ کرنا۔ ابو ہمہ عبدالہمہ کی منزل بس یہ ہے کیوں کہ علیؑ ان سب کے مصائب میں شریک ہیں۔ حسنؑ پہ بھی جو مصیبت گذری...... علی اس میں بھی شریک ہیں...... حسین پر جو مصیبت ہے اس میں بھی شریک ہیں۔ اور میں تو عزیزو! اسی عقیدے کا آدمی ہوں کہ میرے سامنے تو روایات ہیں کہ جب کربلا میں فاطمہ زہراؑ موجود ہوسکتی ہیں تو بابا علیؑ نہیں آئے ہونگیں۔ مجھے یقین ہے کہ جہاں جہاں حسین گئے...... وہاں وہاں علیؑ ساتھ گئے۔ جہاں جہاں زینبؑ گئیں، اس کی دکھیاری ماں فاطمہ زہرہؑ ہی ساتھ نہیں گئیں بلکہ اس کا بابا علیؑ بھی ساتھ ساتھ گیا۔ میں تو اس یقین کا آدمی ہوں، مجھے یقین ہے کہ ہاں بی بی ماں کی حیثیت سے...... ماں کا مقام کچھ اور ہے...... ماں کا دکھ کچھ اور ہے...... لیکن عزیزو یقین سے بتاؤ کہ جب ہم حسینؑ کا ذکر کرتے ہیں ماں تو آتی ہیں۔ کیا علی نہیں آتے...... ان کا بیٹا نہیں ہے حسینؑ...... رسولؐ نہیں آتے...... امام زمانہ نہیں آتے...... سب آتے ہیں جب اس طرح فکر کو لے جاؤ گے تو کوئی تمہیں گمراہ نہیں کر سکے گا زمانے کے فریب میں گرفتار نہ ہوا کرو۔ کبھی اپنے ضمیر سے بھی پوچھا کرو...... کبھی اپنی آنکھوں سے بھی سوالات کے جوابات لے لیا کرو...... دین وہی جو میرے مالک کا پسندیدہ دین ہے...... دین وہی جو میرا مولا دے کے گیا ہے...... خود دل چاہتا ہے سب کچھ کرنے میں۔ مگر اطاعت اسی میں ہے، دل میرا اپنا ہوتا تو میں سب کچھ کر لیتا۔ دل تو میرے مولا کا ہے...... دل تو حسینؑ کا ہے...... دل تو علیؑ کا ہے...... لہٰذا جو وہ کہیں گے وہ ہوگا۔ جو وہ چاہیں گے وہی ہوگا یہی تو فرق ہے کہ دنیا اپنا دین بنانا چاہتی تھی علیؑ اور اولاد علیؑ نے ان کو اپنوں کا دین نہیں بنانے دیا۔

اب یہ بھی سن لیجئے کہ امام کو مسموم بنانے کا سبب کیا ہے۔ زہر دینے کی وجہ کیا ہے کہ امام حسنؑ سب سے بڑی رکاوٹ ہیں ملوکیت کے مقابلے میں...... کیوں رکاوٹ ہیں کہ امیر شام کا معاہدہ ہوا ہے حسنؑ کے ساتھ، یاد رکھئے گا حسین کے ساتھ تو نہیں ہوا ہے معاہدہ، معاہدہ کس کے ساتھ ہے؟ حسنؑ کے ساتھ۔ امیر شام نے اپنا حصہ پھاڑا ہے، معاہدے کی ایک کاپی حسنؑ کے پاس تو موجود ہے اور خود حسنؑ کی گواہی اور حسنؑ کے ساتھ گواہی دینے والے پریشان ہیں۔ امیر شام وارث بنانا چاہتا ہے یزید نجس کو۔

بنائے کیسے؟ جب مشورہ کیا سب سے۔ تو عمرو ابن عاص مروان ابن حکم ان سب نے ایک ہی بات کی کہ تیرے عزائم میں سب سے بڑی رکاوٹ حسنؑ ہے۔ باقی کا مسئلہ نہیں ہے۔ وہ عبدالرحمٰن ابن خالد ہو یا عبدالرحمٰن ابن عوف، وہ بھی خلافت کے امیدوار تھے۔ سب کے نام تھے شوریٰ میں تو ان کا بھی سلسلہ تھا کہاان کا مسئلہ نہیں ہے ان سب کو دبا لیا جائے گا اگر کوئی فرد ہے تیرے عزائم میں یزید کی ولی عہدی کے راستے میں تو وہ حسن ہے کیا کروں اب بات سمجھ میں آ گئی جب تک حسن ہیں کیونکہ معاہدے کا فریق موجود ہے جب معاہدے کا فریق موجود ہے تو وہ اپنی چال میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کہ معاہدے کی ایک شق یہ ہے کہ یہ کسی کو نامزد نہیں کرے گا۔ یہ کسی کو نامزد نہیں کرے گا...... وہ اسے نامزد کر رہا ہے۔ لہٰذا پوری چال کھیلی گئی اشعث ابن قیس کی بیٹی جعدہ بنت اشعث گھر میں...... اب اس سوال میں مت جائیے گا اس کا جواب کئی بار دے چکا ہوں کہ جب منافق کی بیٹی تھی تو گھر میں کیسے...... پتہ نہیں کتنی تھیں ایسی جو گھروں میں تھیں تو ہر ایک پہ سوال دیئے چلے جائیے گا تو بس بات یہ ہے اتنا جواب کافی ہے بس بیوی گھر میں تھی اشعث ابن قیس اور اشعث کا بیٹا کون محمد ابن اشعث جس نے کربلا میں خیانت کی۔ اشعث ابن قیس نے صفین میں خیانت کی...... مولا گیا میدان

میں...... محمد ابن اشعث وہ کہ جو کربلا میں امام حسینؑ کو چھوڑ کر چلا گیا پہلے خط لکھنے والوں میں تھا بعد میں عمر ابن سعد کے لشکر میں چلا گیا اور اس کا بیٹا عبدالرحمٰن ابن اشعث وہ تو خیر اپنے انجام کو پہنچتے چلے گئے۔ اسی اشعث ابن قیس کی بیٹی جعدہ بنت اشعث، میٹنگ ہوئی مروان اس کا بیٹا عبدالملک ابن مروان پہنچا۔ مروان کی طرف سے عبدالملک ابن مروان امیر شام کے پاس پہنچا۔ اس کے ذریعے سے منصوبہ بندی کی گئی کہ اس خاندان میں ایک عورت ایسی ہے (باہر سے آئی ہوئی) جس کے ذریعے سے تو اپنا مقصد پورا کر سکتا ہے۔ کہا کون؟ اشعث ابن قیس کی بیٹی، پہلے بھی اشعث ہمارا ساتھ دے چکا ہے۔ لہٰذا اس بار بھی اس حربے کو آزمایا جائے۔ اب مروان کیسے جعدہ بنت اشعث سے رابطہ قائم کریم، تو حضرت عبداللہ ابن عمر کے گھر میں اس کا آنا جانا ہے ان کے گھر کی کنیز بھی اس کے گھر میں آتی جاتی ہے۔ وہ وسیلہ بنی۔

اب یہ سلسلہ دیکھا آپ نے کہ جب کوئی سازش کرنی ہوتی ہے، سامراج کہیں بیٹھا ہوا کام لے رہا ہے گھر کے آدمی سے۔ میری اس بات کو سمجھنے کی کوشش کیا کریں کہ سامراج کبھی خود آ کے کام نہیں کرتا۔ کبھی ملوکیت کام نہیں کرتی۔ وہ ایجنٹ تلاش کرتی ہے۔ لالچ وہی کہ تمھیں دولت بھی دی جائے گی...... منصب بھی دیا جائے گا۔ بولو کتنے چاہتے ہو......؟ ہم دیں گے، جتنے کہو گے۔ ہم اس سے طے کریں گے کہ بات ہماری مرضی کی، قیمت تمھاری مرضی کی، وہی ہو رہا ہے۔ لیکن بہر حال مقابلہ تو کرنا ہے۔ اپنے امام کو یاد کرتے ہوئے پریشانی جتنی ہمیں ہوتی ہے امام کو اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور وہ انتظار کر رہے ہیں کہ کب اجازت ہو...... کب وہ پردہ غیبت سے ظہور فرمائیں۔ یہ سازش سمجھ میں آ گئی کہ بظاہر کوئی رابطہ نہیں اس کا۔ تین چار وسیلوں سے ایک کو بھیجا، خود بھی نہیں گیا مروان۔ رابطہ کیا۔ ان کے گھر کی کنیز کا اُن کے گھر آنا جانا ہے۔

اس کنیز کے ذریعے سے پیغام رسانی کا کام بتایا گیا کہ تجھے شام کی ملکہ بنا دیا جائے گا۔ جتنی دولت چاہیے ہو گی وہ الگ۔ بس یہ کام کر دے۔ پہلے جھجک...... ڈر...... پھر یہ لالچ غالب آئی۔ ارے! مملکت اسلامی کی ملکہ بن جاؤں گی، اتنا بڑا منصب ملے گا۔ ہوا یہ سودا۔ اتنے لاکھ درہم اور یہ زہر ہلاہل بھیج رہا ہوں۔ سرزمین کا ہند کا مشہور زہر ہلاہل منگوایا اور ساتھ خط میں لکھا ہوا ہے کہ اس کا ایک قطرہ دریا میں ڈال دیا جائے تو سب حیوان مر جائیں گے۔ اس زہر کو کسی طرح امام کے پانی میں ملا دے۔ بس تیرا کام ختم۔

امام کو تو ہر بات معلوم ہے جیسے چوتھے امام کو اپنے وعدے کی رات بارہ محرم معلوم تھی جیسے مولائے کائناتؑ کو معلوم تھی، لیکن ظاہر ہے کہ جو مشیت میں لکھا ہے کام تو وہی ہو گا...... جیسے مشیت نے چاہا ہے کام ویسے ہو گا...... بعض روایتیں کہتی ہیں کہ اس دن امام روزے سے تھے اور افطار میں یہ زہر پلایا گیا۔ اب آپ سوچیں گے کہ جس زہر کا ایک قطرہ دریا میں ڈال دیا جائے وہ پوری شیشی امام کے پینے کے پانی میں ڈال دی اور بعض کہتے ہیں اسے صراحی میں ملا دیا۔ رات کے کسی پہر میں امام کی آنکھ کھلی...... امام نے پانی طلب کیا اور تھوڑا سا پانی پیا تھا ابھی...... اور اتنا پانی پیا تھا کہ پہلے دو گھونٹ جگر تک پہنچے امام کے...... جونہی جگر تک پہنچے امام نے پیالا پھینک دیا اور کہا او ملعونہ یہ تو نے کیا کیا......؟ تو نے اس فرد کو زہر دیا ہے کہ اب میرے بعد میرے جیسا فرد روئے زمین پر پیدا نہیں ہو گا۔

عزیزو! کیا دوسرا حسنؑ آسکتا ہے کائنات میں...... دوسرا حسن کوئی نہیں آسکتا۔ تو نے جہنم کو خرید لیا اور یاد رکھ کہ جس لالچ میں تو نے یہ کام کیا ہے اس حسرت میں مر جائے گی، بدترین انجام کے ساتھ لیکن تجھے تیرا مقصد نہیں ملے گا۔ کیسا زہر تھا، کہ فوراً ہی امام کو قے ہونا شروع ہو گئی پس امام کے گھر سے گریہ وزاری کی صدا بلند ہوئی پاس پاس

گھر ہیں سب ہاشمیوں کے، حسین بھی دوڑے...... بہنیں بھی دوڑیں...... سارے بھائی دوڑے...... سب کے سب جمع ہو گئے...... لگن رکھ دیا گیا...... جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر اس میں گر رہے ہیں اور جگر کے ٹکڑوں کو کسی نے زمین پر گرنے نہیں دیا۔

لیکن میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ انصاف سے بتاؤ کہ جب حسینؑ کا گلہ کٹ رہا ہے...... ماں بیٹھی ہے...... جب حسین کے گلے پہ پشت گردن پہ خنجر چل رہا ہو تو ماں بیٹھی ہو اور ماں گود میں لیے ہوئے ہو حسینؑ کو اور حسنؑ کے جگر کے ٹکڑے کٹ کر گر رہے ہوں مجھے یقین ہے کہ زہرا نے دامن پھیلایا ہوگا اپنی آغوش میں اپنے حسنؑ کے جگر کے ٹکڑے سمیٹے بلکہ یوں کہوں کہ زہرا اپنے جگر کے ٹکڑے سمیٹ رہی ہے۔ علیؑ کا صدمہ...... علیؑ کے بعد یہ دوسرا پہنچا۔ جلدی جلدی جمع کیا حسنؑ نے سب کو نصیحتیں کرنا شروع کیں۔ حسین کا ہاتھ تھامے ہوئے بھائی کے سامنے بھائی رخصت ہو رہا ہے۔ سینے سے لگایا جیسے ہر امام کا دستور ہے، کہ جانے سے پہلے ہونے والے امام کو سینے سے لگا کر بھینچا...... یوں سمجھئے کہ سب کچھ منتقل کر دیا حسینؑ کو...... اس کے بعد ہاتھ تھامے سب کو حسین کے حوالے کیا۔ کہ یہ اب سب تمہارے حوالے۔ اس کے بعد ام فرویٰ کو بلایا۔ جناب ام فرویٰ تشریف لائیں...... گود میں ایک چھوٹا سا بچہ ہے ڈیڑھ دو سال کا سن...... لاؤ میرے قاسم کو...... اس وقت بھی حسن کے چند بیٹے جوان ہیں جو کربلا میں شہید ہوئے...... قاسم کو سینے پر لٹا لیا حسن نے اور رو رہے ہیں...... کبھی سر کا بوسہ لیتے ہیں...... کبھی بازو کا...... کبھی گردن کا...... کبھی سینے کا...... کیوں...... ماں حسین کے گلے کا بوسہ اس لئے لیتی تھی کہ اس پر خنجر چلے گا...... ماں حسن کے لبوں کا بوسہ اس لئے لیتی تھی کہ ان لبوں سے خون جگر کٹ کٹ کر گرے گا...... جگر کا خون بہے گا...... ماں زینب کے بازو اس لئے چومتی تھی کہ اس کے ہاتھوں میں رسن ہوں گے...... ارے حسن اسی لیے

کبھی سر...... کبھی گردن...... کبھی بازو...... کبھی سینہ...... مختلف اعضاء چوم رہے ہیں کہ
حسن کو معلوم ہے کہ میرے بچے کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں گے......
میرے بچے کی لاش کو گھوڑوں کی ٹاپوں تلے حسینؑ سے پہلے پامال کیا جائے گا...... رو کر
حسنؑ نے ام فرویٰ کو وصیت کی...... فرویٰ یہ چھوٹا ہے...... سنو! واقعہ کربلا پیش آئے گا
سب شہید ہونے جائیں گے...... لیکن قاسم اس وقت اتنا بڑا نہیں ہوگا کہ میدان میں جا
سکے...... مگر تم روکنا نہیں میری طرف سے اسے میدان میں بھیجنا...... اگر میرا بھائی
اجازت نہ دے تو میں نے جو اس کے بازو پہ تعویذ باندھا ہوا ہے یہ میری وصیت
ہے...... میرے بھائی کو کھول کر دکھا دینا یہ وصیت...... پورا مدینہ جمع ہے بعض روایتیں
ملتی ہیں کہ گھر سے دور ہیں سب...... حسینؑ نے بھی منع کیا...... عباس نے بھی منع کیا......
مدینے والے ابھی گھر کے قریب نہیں آئے کیوں اس لئے کہ یہ خدشہ ہے کہ اگر گھر کے
قریب آگئے۔ تو سیدانیوں کے رونے کی آوازیں نہ سن لیں۔ صرف مدینے کی عورتیں
آسکتی ہیں مرد نہیں۔ ہاں جب جنازہ مردوں میں لے جایا گیا تو پھر اجازت ہوئی مدینے
والوں کو...... سارا مدینہ جمع ہو گیا...... کبھی حسین کو کوئی تعزیت دیتا تھا...... کبھی عباس
کو...... جاتے جاتے حسنؑ نے ایک اور وصیت کی بھائی کو...... بھائی مجھے معلوم ہے کہ کیا
ہونے والا ہے۔ اگر لوگ مجھے نانا رسولؐ کے پہلو میں دفن نہ ہونے دیں تو جھگڑا مت
کرنا، مجھے گوارہ نہیں کہ میرے جنازے پر تلوار چلے اور خوں بہے۔ چپ چاپ مجھے لے
جانا اور بقیع میں دادی فاطمہ بنت اسد کے پہلو میں دفن کر دینا...... پہلا معصوم جو بقیع
میں دفن ہونے جا رہا ہے...... لڑنا مت! جنازہ تیار ہوا وصیت کے مطابق تمام بھائی
اپنے بھائی کے جنازے کو لیکر باہر نکلے۔ سینکڑوں لوگ مدینے کی طرف نکلے مروان دوڑا
دوڑا پہنچا ایک گھر میں کیا غضب کرتی ہو خاموش بیٹھی ہو بنی ہاشم حسنؑ کو لیکر آرہے ہیں۔

رسولؐ کے حجرے میں دفنانے کے لیے...... یونہی تماشہ دیکھتی رہو گی۔ خچر پر سوار ہو کر سوار ہونے والی آئی اور آنے کے بعد کہا خبردار یہ میرا حجرہ ہے۔ یہ میرا گھر ہے میں اپنے گھر میں کسی کو دفن نہیں ہونے دوں گی۔ کوئی مسلمان آگے بڑھ کر نہیں کہتا۔ رسول تو میراث چھوڑتا ہی نہیں۔ کل فاطمہؑ نے اپنے حق کا دعویٰ کیا تھا تو لوگوں نے کہا کے رسول کی کوئی میراث نہیں ہوتی رسول ورثہ نہیں چھوڑتے۔ آج کیسے ورثے کا اعلان ہو رہا ہے۔ کوئی آگے بڑھ کر نہیں کہتا کہ رسول کا کوئی ورثہ نہیں ہوتا۔ میں اپنے گھر میں دفن نہیں ہونے دوں گی۔ میں رسول کی زوجہ ہوں۔

میرا گھر ہے۔ عباس کو جلال آیا۔ بنی ہاشم کے ہاتھ تلواروں تک پہنچ گئے عبداللہ ابن عباس موجود ہیں۔ آگے بڑھ کے کہتے ہیں مروان کو جو تو فتنہ کرنا چاہتا تھا کر دیا سن۔ حسنؑ کی وصیت ہے کہ تلوار نہ چلے۔ ورنہ تو جانتا ہے کہ سارے بنو امیہ کی تلواریں ہمارے ارادے کو روک نہیں سکتی۔ عباس کا ہاتھ تلوار پر گیا محمد حنفیہ سب حسنؑ کے بھائی جوان ہیں، تیغ بے نیام کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کون حسن کو نانا کے پہلو میں دفن ہونے سے روکے گا۔ حسین سامنے آگئے کہا خبردار! تلواریں واپس نیام میں رکھو۔ اگر مزاجوں کا فرق ہوتا حسنؑ وحسینؑ کا تو حسینؑ ابھی جنگ کر لیتے۔ نہیں حسینؑ نے کہا حسنؑ کی وصیت ہے تلواریں نیام میں رکھ لو۔ عباس کو سینے سے لگا کے غصہ کو کم کیا۔ نہیں عباس بھائی کی وصیت یہی ہے۔ سر جھکا دیا عباس نے کیسے کیسے امتحان سے گزرنا پڑا عباس کو...... یہی تو دکھایا کہ کوئی بھی موقع ہو مگر میرے غیظ وغضب امام کے حکم سے آگے نہیں بڑھے۔ جب تیسرا امام حکم دیتا گیا میں نے تلوار نیام میں رکھ لی۔ امتحان تو دیکھو عباس کا...... امتحان تو دیکھو محمد حنفیہ...... امتحان دیکھو ام البنین ...... کے بیٹوں کا مروان نے حکم دیا اور ہزاروں بنو امیہ نے تیروں کی بارش کر دی۔ تابوت میں 70 تیر

پیوست ہو گئے...... اس سے پہلے کوئی جنازہ واپس نہیں ہوا تھا۔

اسلام کی تاریخ میں کبھی کوئی جنازہ ایسے واپس نہ گیا۔ ہنگامے کی خبر گھر پہنچی۔ بہنوں کو فکر ہوئی۔ اسی بے چینی سے ٹہل رہیں تھیں، بھائی گھر میں داخل ہوئے زینبؑ نے اُڑتی اُڑتی خبر سنی، بھائی کے جنازے کو نانا کے روزے میں دفن نہیں ہونے دیا گیا۔ جیسے ہی حسین گھر میں داخل ہوئے بہن لپٹ گئی بھائی کیا ماجرہ ہوا...... کیا ہوا...... جو بھائی کو نانا کے پہلو میں دفن نہیں ہونے دیا گیا۔ کبھی اُم کلثوم سوال کرتی ہیں۔ کبھی دوسری بیبیاں سوال پوچھتی ہیں۔ حسین خاموش ہیں صرف ایک جملہ کہا حسین نے۔ یہ سب بعد کی باتیں پہلے اپنے بھائی کے جنازے سے تیر تو نکالو۔

اب جو حسن کا جنازہ داخل ہوا بہنوں نے سر پیٹ لیا۔ 70 تیر جنازے میں پیوست تھے...... سر پٹختی تھی زینبؑ ...... جنازے سے تیر نکالتی جاتی ہے ہائے مسلمانوں نے یہ کیسا اجر دیا اپنے رسولؐ کے نواسے کے جنازے کو تیروں سے چھلنی کر دیا۔ حسین کچھ نہیں کہہ رہے...... جنازہ دوبارہ تیار ہوا، ہزاروں لوگوں نے جنت البقیع میں دفنا دیا۔ زینب 10 محرم کی شام ہو گی...... عصر عاشورہ ہو گی...... حسینؑ تیروں سے چھلنی ہو گا...... کفن دینا تو...... حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ۔

اَلاَ لَعۡنَۃُ اللہِ عَلَی الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ

# مجلس نہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ الۡحٰمِدُوۡنَ السَّآئِحُوۡنَ الرّٰکِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّاهُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَالۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰہِ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (التوبۃ ۱۱۲)

سوالات پڑھ کے جلدی جلدی گذر جاؤں گا زیادہ وقت نہیں لوں گا بعض سوالات کسی سے بھی کرلیا کریں ضروری نہیں مجھ سے پوچھا جائے۔

واقعات کربلا کی کوئی مستند کتاب بتا دیں؟

کوئی ایک کتاب ہوتی تو یہ علماء کو اتنا پڑھنا کیوں پڑتا ظاہر ہے کہ بہت ساری کتابیں ہیں ایک کتاب نہیں ہے آپ کو ایک کتاب میں واقعہ کربلا مستند کہیں مل جائے، مستند ترین صرف ایک کتاب ہے۔ وہ ہے قرآن مجید۔ اللہ کی کتاب، جس کی کسی آیت میں کوئی شک نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ احادیث میں بھی اختلاف ہے، آپ مجھ سے پوچھیں کہ احادیث کی کوئی معتبر کتاب بتائیں، تو میں آپ کو کیا بتاؤں، اصول کافی ہزاروں حدیثیں ہیں، 33 ہزار حدیثیں وسائل الشیعہ میں ہیں اور بحارالانوار میں تقریباً اسّی ہزار کے قریب ہیں۔ یہ تو پڑھنا پڑتا ہے، سات آٹھ پڑھیں گے، تجزیہ کریں گے تو خود بخود مستند چیز سامنے آتی چلی جاتی ہے۔

آپ کی رہنمائی کے لیے اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ جو نقن صاحب نے تاریخ لکھی ہے وہ پڑھ لیجئے۔ یا مقتل ابی مخنف وہ بھی تاریخ میں سے ہے مقتل کی کتاب ہے۔ تاریخ کربلا پر بہت ساری کتابیں دیکھ لیجئے، آپ کو بہت ساری معلومات مل جائیں گی۔ ایک کتاب نہیں کیونکہ ہر لکھنے والا اپنے حساب سے کربلا کو لکھتا ہے۔ کیونکہ جس نے لکھی ہے ہر ایک نے مستند سمجھ کے لکھی ہے اپنی کتاب اس کا پہلا پرچہ نہیں ہے اچھا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ علی اکبر نے پانی مانگا ہو...... پانی مانگا نہیں تھا...... یہ کہا تھا کہ بابا اگر تھوڑا سا پانی مل جاتا یعنی اپنی شجاعت کا اظہار کرنا چاہتے تھے کہ جب بابا نے تعریف کی ہے کہ بڑی زبردست جنگ کی ہے تو اس وقت کہا بابا اگر پیاس نہ ہوتی تو میں اس سے بھی بڑی جنگ کرتا...... یہ نہیں کہا بابا سے...... کہ مجھے پانی دے دیں...... کہ اگر تھوڑا سا پانی ہو جاتا میری پیاس بجھ جاتی ......تو اس جنگ کا نقشہ بدل دیتا......

آپ امام حسین پر گریہ کرتے ہیں، رسولؐ خدا کا گریہ کیوں نہیں کرتے؟

یہ تو کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ جناب رسولؐ خدا کو نہ تو تین دن کا پیاسا شہید کیا گیا اور نہ رسولؐ خدا کے بعد ان کی ازواج کو قیدی بنا کر بازاروں میں پھرایا گیا...... نہ رسول خدا کے بعد ان کی بیٹیوں کو بے پردہ کیا گیا...... نہ رسول کے سامنے ان کے بچوں کو ذبح کیا گیا...... نہ رسول خدا کے سامنے ان کے بھائی کے بازو قلم کیۓ گئے...... نہ ہی رسول اللہ اپنے ہاتھوں سے اپنے بیٹوں...... بھائیوں ......بھتیجوں کے لاشے اٹھا کر لائے۔ یہ بڑا عجیب سا سوال ہے اس طرح ہم جناب علی پر بھی نہیں روتے ان کا بھی تین دن غم مناتے ہیں۔

آپ ہم سے پوچھئے ہم ان کی ماں کا غم دس دن مناتے ہیں۔ صرف حسین

ہیں جن کا غم دو مہینے آٹھ دن مناتے ہیں، اس لئے مناتے ہیں کہ جن مصیبتوں کا جناب سید الشہدا کو سامنا کرنا پڑا وہ اور کسی کو نہیں کرنا پڑا۔ رسول اللہ کی مصیبتیں سب انبیاء سے زیادہ ہیں...... کس معاملے میں زیادہ ہیں، اس لئے کہ جو حسین کی مصیبتیں ہیں اس پر بھی رسول کو ہی رونا پڑا ہے اور یہ وہ حسین ہے کہ اپنی کتابیں آپ اٹھا کر پڑھ لیجئے گا شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی بھی کہ ان تمام چیزوں کو تو انہوں نے بھی نقل کیا ہے کہ رسول بھی روتے تھے...... ابھی ہوا نہیں واقعہ کربلا...... ابھی امام حسین کی ولادت ہوئی تو واقعہ کربلا کا پتہ چل گیا تھا۔ لہٰذا واقعہ کربلا وہ واقعہ ہے کہ جس پر رسول بھی واقعہ ہونے سے پہلے روتے تھے۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

امام زین العابدینؑ حاجیوں کی خدمات انجام دیتے تھے۔ ان پر روشنی ڈالئے یہ خدمات خدمت خلق کے لئے کیں یا دینی تبلیغی پہلو؟

یہ تو سیدھی سی بات ہے کہ امام جو بھی خدمت خلق انجام دے رہا ہے وہ تبلیغی پہلو ہی ہوتا ہے۔ تو حاجیوں کی خدمت کر رہا ہے...... حاجیوں کا سامان اٹھا رہے ہیں حاجیوں کو پانی پلا رہا ہیں...... امام جب حاجیوں کے قافلے میں جانے تھے تو گمنام جاتے تھے تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

سارے سادات امت رسولؐ ہیں کہ نہیں؟

سارے سادات امت رسولؐ ہیں۔ امت کا لفظ صادق ہے جو بھی کلمہ گو ہے سب امت ہے لہٰذا امتی اصول میں اولاد رسول بھی امت ہی شامل ہوتی ہے کیوں کہ اگر سادات امت نہ ہوتے تو وہ سادات جو باغی ہو گئے ہیں اور دشمن اہل بیت بھی ہیں ہیں۔ لہٰذا سید ہونا کمال نہیں ہے بلکہ کمال اس وقت ہے جب انسان اپنی سیادت کی حفاظت کرتا ہے۔ جب اپنی سرداری کی حفاظت کرے گا سیادت کی حفاظت کرے گا تو

کمال ہے۔اب کسی کے باپ دادا خدمت کر گئے برصغیر میں یہ ان کا کمال تھا۔اب کوئی ان کے نام پہ روٹیاں پکا رہا ہے، کوئی توڑ رہا ہے تو یہ کمال نہیں ہے۔ظلم میں شامل ہے جو لوگوں کو اپنا غلام بنائے گا، پیری مریدی کے نام پر۔جہاں پہ ایسا عمل ہے تو سیادت اسی وقت سیادت ہوتی، جب انسان اپنی سیادت کی حفاظت کرے۔نوح کے بیٹے کو نوح کا بیٹا ہونے نے، کوئی فائدہ نہیں پہنچایا تھا۔

فقہ جعفریہ کے مطابق کوئی قرآن میں تبدیلی ہے یا نہیں؟

بھائی اب یہی ہی تو مشکل ہے کہ آپ بیچ میں سوال کر دیتے ہیں میں پورا عشرہ پڑھ چکا ہوں جامعہ المنتظر میں۔تاریخ قرآن مجید آپ وہ لے لیں اور سن لیجئے گا......سن لیجئے گا۔دوبارہ۔صلوٰت بھیجئے گا آل محمد پر۔

بہرحال اس میں دعائیں ہیں۔ان دعاؤں کا بہت بہت شکریہ آپ کو سلامت رکھے پروردگار......اور سب کو اسی طرح سے توفیق عطا کرے کہ دین کی خدمت اپنی اپنی جگہ میں انجام دیتے رہیں سب کا فرض ہوتا ہے مل جل کر آگے بڑھنا ہوتا ہے کام کوئی ایک آدمی ساری ذمہ داریاں پوری نہیں کر سکتا۔کچھ کام میرا اور کچھ کام آپ کا بھی ہوتا ہے۔لہٰذا جب کوئی ایک آدمی کام کر کے جاتا ہے بعد میں دوسرا آتا ہے۔اس کو نقش برأت کر دیتا ہے، سمجھ گئے آپ۔تو کوشش یہ ہونی چاہیے کہ جو بات دل و دماغ نے قبول کر لی آج بھی انسان اسی پر پابند رہے اور عمل کرتا چلا جائے یہی خلاصہ ہے پورے مکتب کا...... پورے دین کا...... اس پر مجھے بات کرنی ہے۔''دعائے مکارم الاخلاق''صرف تعارف کراؤں گا۔کیونکہ صرف چار چیزوں میں ہی مجھے امید ہے کہ اس میں آپ کی مجلس کا وقت کم پڑ جائے گا۔

وہ دعا مکارم الاخلاق کہ جس کے اخلاق کیلئے رسول یہ کہتا ہے کہ میں نماز

سکھانے کے لئے نہیں...... روزہ سکھانے کے لئے نہیں...... حج کروانے کے لئے نہیں...... بلکہ میں مبعوث ہی اس لئے کیا گیا ہوں کہ تمہیں اخلاق حسنہ سے آراستہ کر دوں۔

یہ رسول نے اپنی بعثت کا مقصد بتایا کہ میں اس لیے مبعوث ہوا ہوں......اس لیے خلق کیا گیا ہوں تا کہ تمہیں بہترین اخلاق سے آراستہ کر دوں۔پس پتہ چلا کہ اخلاق کا مفہوم اتنا وسیع ہے...... اتنا وسیع ہے کہ اسلام بھی اخلاق کے اندر ہے...... ایمان بھی اخلاق کے اندر ہے......عبادت بھی اخلاق کے اندر ہے......اگر اخلاق نہیں تو ساری عبادتیں باہر یعنی پیغمبر نے اخلاق کے دائرے کو کتنا وسیع کر دیا...... اتنا وسیع کر دیا یہ کہہ کر کہ میں اسی لیے تو مبعوث کیا گیا ہوں......اسی لیے خلق کیا گیا ہوں......اسی لیے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں......کہ تمہیں بہترین اخلاق سے آراستہ کر دوں......اس لیے مبعوث کیا گیا ہوں کہ اخلاق حسنہ کو اس کے تمام تک پہنچا دوں۔

مکارم اخلاق کے لئے میں خلق کیا گیا ہوں اور قرآن مجید میں اللہ نے یہی منصب بتایا رسول کا...... "اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم" کہ اے رسول ہم نے تمہیں بہترین......یعنی خلق عظیم پر خلق کیا ہے...... یہ عظیم کا لفظ اللہ اپنے لئے استعمال کرتا ہے یا رسول کیلئے استعمال کر رہا ہے صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

جہاں جہاں عظیم کا لفظ استعمال ہوتا ہے دیکھئے گا وہاں پر ایک خاص مفہوم رکھتا ہے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم۔ جو عظیم خلق ہے اس کے اوپر ہم نے آپ کو مبعوث کیا ہے......خلق کیا ہے...... بہترین اخلاق کے اوپر......بس یہی دعا جس کا پہلا جملہ ہے دعاء مکارم الاخلاق......بیسویں دعا اور کسی نسخے میں بائیسویں دعا۔

پوری دعا تو پڑھ ہی نہیں سکتا انسان اتنی طویل ہے شروع کے چار جملوں میں

سے چار چیزیں نکالیں۔ جس میں بظاہر اخلاق کی تعلیم ہے۔ لیکن امام بتا رہا ہے کہ اخلاق کا سرچشمہ کیا ہے۔ اخلاق کیلئے کن چیزوں کی ضرورت ہے۔ اخلاق کیلئے چاہیے کیا کیا اور شروع سے اس دعا میں آپ دیکھئے گا، ہر دو جملے کے بعد درود...... ہر دو جملے کے بعد درود...... یعنی یہ بتاتا چلا جا رہا ہے امام کہ...... درود کے بغیر کوئی دعا نہیں قبول ہونے والی۔ درود کے بغیر کوئی عبادت نہیں مکمل ہونے والی ......درود کے بغیر نہ اخلاق...... نہ ایمان...... نہ اسلام ......کوئی چیز مکمل نہیں ہوتی۔ لہٰذا دعا کبھی بھی مانگی جائے، گیارہ بار درود شریف پڑھوائیں ......چودہ بار پڑھائیں۔ درود شریف ضرور پڑھواتے ہیں، کیونکہ اتنا معلوم ہے کہ درود شریف کے بغیر اللہ سنتا نہیں ہے۔

صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ یہاں سے امام دعا کا آغاز کر رہا ہے

وَبَلِّغْ اِیْمَانِی بِاَفْضَلِ اِیْمَانِی بِاَکْمَلِ الْاِیْمَانِی وَجَعَلْ یَقِیْنِی اَفْضَلُ اللیَقِیْنِی وَاَنْتَھٰی بِنِیَّتِی اَحْسَنُ نِیَّات۔

اے بار الٰہا! میرے دین کو کامل دین بنا دے...... جو کمال ہے دین کا...... مجھے وہاں تک پہنچا دے...... میرے ایمان کو کامل کر دے...... جو بھی آخری کمال ہو سکتا ہے ایمان کا...... بار الٰہا! میرے ایمان کو وہ کمال عطا کر دے...... ایمان کیا چیز...... ایمان کی تعریف کیا ہے......ایمان کے لئے کہا جاتا ہے مختلف تعریفوں میں کہ ایمان کے مختلف درجے ہیں۔ پہلا درجہ...... دوسرا درجہ...... تیسرا درجہ...... چوتھا درجہ......ایمان کے جتنے بھی محاسن ہیں اخلاق ان کا سرچشمہ ہے۔ یعنی ایمان کے جتنے بھی محاسن ہیں وہ سب نکلیں گے اگر ایمان صحیح ہے تو وہیں سے اخلاق نکلے گا اگر ایمان درست نہیں ہے تو انسان کے اخلاقیات برباد ہو جائیں گے۔ تین شعبوں پر مشتمل ہے ایمان!

پہلا اعتقاد...... یعنی عقیدہ پہلی چیز ہے۔ اعتقاد دوسری چیز ہے۔ قول تیسری چیز ہے۔ عمل ان تیز چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔

ایمان اعتقاد کی تعریف کیا ہے......؟ اعتقاد یعنی عقیدے کا اعلان سے تعلق نہیں۔ بیشک اعلان نہ کریں، اعتقاد ہے۔ تصدیق بالقلب یعنی دل سے کسی چیز کی تصدیق کر لینا بیشک اعلان نہ ہو یہ سب سے بڑی منزل ہے۔

عقیدے کی سب سے بڑی منزل کیا ہے؟ اعتقاد دل کے ساتھ...... تصدیق بالقلب دل کے ساتھ...... تصدیق سب سے بڑی منزل ہے یعنی زبان کا بھروسہ نہیں...... زبان کبھی بدل بھی سکتی ہے...... زبان سے کبھی کچھ کہا جائے گا...... کبھی کچھ کہا جائے گا...... پہلی منزل کیا ہے......؟ دل میں پہلے یقین کرو، جب دل میں یقین ہو تو پھر اللہ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی زبان سے اعلان کرے یا نہ کرے۔ جانتا ہے کہ فرعون کے گھر میں میرا یقین رکھنے والا مومن موجود ہے۔ آسیہ نے اعلان کیا مومن آل فرعون نے اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ خود مادر موسیٰ نے اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ کہا اعلان پہ نہ جانا اللہ جانتا ہے کہ ان کے دل میں یقین ہے سب سے پہلا مرحلہ کیا ہے؟ سب سے پہلا مرحلہ تصدیق بالقلب...... ایمان کا پہلا مرحلہ ہے اعتقاد...... اعتقاد کا تعلق کس کے ساتھ ہے دل کے ساتھ...... عقیدے کے اعلان کا تعلق کس کے ساتھ دل کے ساتھ...... اب کوئی اعلان کرے نہ کرے بات وہیں پر آ جائیگی، کس کو ضرورت پڑے گی قول کی...... ایمان کا سب سے ہلکا درجہ تو بتایا گیا...... پہلا درجہ وہ یہ ہے کہ زبان سے اقرار کر لو یعنی اقرار بِاللِّسَانِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کہہ دو...... وہ تمہاری کفر کی نجاست دور ہو گئی...... تم مسلمان ہو گئے...... یعنی تمہارے ہاتھ کا پانی پیا جا سکتا ہے...... اگر ناصبی نہیں تمہارے ہاتھ کا کھانا

بھی کھایا جا سکتا ہے...... کیونکہ تم نے کلمہ پڑھ لیا یہ ادنیٰ ترین ہے لوگوں نے کیا کیا جو ادنی درجہ تھا ایمان کا اس کو تو وہاں لے گئے جس نے صرف زبان سے، اقرار کیا خود کہتا تھا رسول بھی ان کے لئے کہتا تھا کہ ان کے دل میں اسلام کا گذر بھی نہیں رسول بھی جانتا ہے عالم اسلام بھی جانتا تھا ان لوگوں کیلئے جنہوں نے زبان سے اقرار کیا ان کو اتنا مقام دے دیا تھا لیکن جسے اللہ نے یہ کہہ کر اعلان کر دیا تھا، تمہاری زبان نہیں چاہیے، ہمیں دل کا یقین چاہیے ...... مومن آل فرعون سامنے ہے...... مادر موسیٰ سامنے ہے...... جناب آسیہ، زن فرعون سامنے ہے...... تو جہاں یقین ہوتا ہے ان میں سے کسی نے بھی کلمہ نہیں پڑھا۔

فتح مکہ کے وقت عباس ابن عبدالمطلب سے کلمہ پڑھوایا رسول نے......؟ نہیں پڑھوایا۔ تاریخیں اٹھا کر دیکھئے وہ جو آپ کہتے ہیں ابو طالب نے کلمہ نہیں پڑھا میں چیلنج کرتا ہوں کہ تاریخ بتا دے کہ عباس ابن عبدالمطلب نے کب پڑھا...... زبانی دعویٰ نہیں چلے گا کہ فتح مکہ کے وقت پڑھا؟ سب نے جب کلمہ پڑھا ان کے وقت بھی موجود ہیں۔ بلکہ عباس ابن عبدالمطلب ہی تو لے کر آئے تھے ابوسفیان کو کلمہ پڑھوانے، پہلے یہ بتاؤ کہ عباس ابن عبدالمطلب نے کب پڑھا کلمہ۔ اس لیے کہ یہ ایمان کے ساتھ کفر کی صف میں موجود رہے۔ رسول کے حکم پر مکے میں موجود رہے۔ رسول کو ضرورت ہے جناب عباس کے کردار کی، رسول کو ضرورت پیش آئے گی جناب عباس کی، لہٰذا یہ وہاں رہے، اعلان کر دیا کہ کلمہ اس شخص سے پڑھواؤں گا جو پہلے کافر ہو گا...... جو پہلے ہی مومن ہو اسے کلمہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

عباس ابن عبدالمطلب نے کب پڑھا کلمہ......؟ کس جگہ پڑھا......؟ کوئی تاریخ نہیں بتائے گی۔ کہ فلاں جگہ...... فلاں مقام...... باقی لوگوں کا دن اور مقام بھی

ہے۔ واقعات بھی ہیں وہ سچے ہوں یا جھوٹے ہوں، لیکن وقت، دن اور واقعہ بتا رہا ہے کہ کس نے کب کلمہ پڑھا تھا۔ تو پہلا درجہ ایمان کا کیا ہے؟

تم نے زبان سے کہہ دیا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو گئے چلو مسلمان ہو گئے۔ یہ پہلا درجہ ہے۔ دل سے مان لیا...... عقل کے ساتھ...... تیسرا درجہ ایمان کا کیا ہے......؟ پہلا اعتقاد...... دوسرا قول...... تیسرا عمل......

تیسرا مرحلہ یہ ہے عقیدے کا کہ انسان خود بخود عمل کی طرف راغب ہو جائے گا۔ یہ تیسرا درجہ ہے...... یہ درجہ بندی کس نے کی...... ہم نے نہیں کی...... امام جعفر صادقؑ کہ آپ اپنے ایک شاگرد کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں ایمان کے اگر درجے نہ ہوتے تو فضیلتوں کی بناء پر بلندی اور پستی نہ ہوتی۔

رسولوں میں رسالت کے مقام کی بناء پر بلندی۔ تِلْكَ الرُّسُلَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یعنی رسولوں میں بھی ہم نے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے بالکل اسی طرح ایمان کے درجے میں ادنیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ مومن بن جاؤ...... جنت میں چلے جاؤ...... کس نے روکا آگے درجہ بڑھانے کیلئے۔ بہانہ کہ یہ ادنیٰ ترین درجہ ہے۔

امام فرماتے ہیں! اسی طرح فضیلت بڑھتی اور گھٹتی ہے۔ جس طرح انسان اپنی منزلوں کو طے کرتا چلا جاتا ہے۔ تیسرے درجے کا ایمان یہ ہے، کہا کہ جس پر اکثر مومن ہمارے عمل کریں گے، زبان سے اقرار کریں گے، دل میں یقین رکھیں گے عمل سے بھی اظہار کریں گے۔

تیسرا درجہ ہے کہا عموماً مومن اسی طرح ہوں گے زبان سے اقرار...... دل میں ہماری محبت...... عمل انجام دیں گے لیکن محرمات سے نہیں بچیں گے۔ اب معذرت کے ساتھ یہ مجبوری ہے کہ میرا موضوع ایسے چل رہا ہے امام کی دعا ہے تو میں تشریح کر

رہا ہوں اور وہی تشریح...... یقین رکھئے اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہیں، تجزیہ ضرور کرتا ہوں لیکن تشریح وہی ہے جو خود فقہاء نے کی، جو علماء نے کی، کسی عام آدمی نے نہیں کی۔ وہی تشریح کہا کہ عام مومن محرمات سے نہیں بچتا، نماز بھی پڑھے گا، روزہ بھی رکھ لے گا، دل میں بھی مولا کی محبت اور زبان پر بھی۔ یہ تیسرے درجے کا مومن پہلے والے کی بات نہیں کر رہا جو خالی زبان لئے گھومتا ہے۔ یہ تیسرے درجے کی بات کر رہا ہوں۔ لیکن حرام...... خیانت...... رشوت...... ظلم اور غضب سے نہیں بچے گا۔ کہیں سے نہیں بچے گا۔

چوتھا درجہ ایمان کا یہ ہوتا ہے کہ جس میں کم لوگ ہوتے ہیں۔ مومن اپنے آپ کو تمام محرمات سے بچا لیتا ہے، سیڑھیاں بڑھتی چلی گئی ایمان کی، اکمل ایمان کی بات کر رہیں ہیں، امام ارشاد فرما رہیں ہیں پروردگار! مجھے اکمل ایمان دے دے، یعنی جو بلند ترین درجہ ہے۔ ابھی چوتھے درجے پہ آیا ہے انسان، چوتھا درجہ کیا ایمان کا......؟ اکمل ایمان نہیں ہے محرمات سے بچا لیا، عمل بھی کر رہا ہے محرمات سے بھی بچا رہا ہے، اب تشریح کیجئے کہ پانچواں درجہ بھی ہے ایمان کا۔ مولا وہ پانچواں درجہ کیا ہے؟ کہا پانچواں درجہ یہ ہے کہ زبان پہ اقرا، دل میں ہماری محبت، اعضا و جوارح سے عمل کر رہا ہے، محرمات سے بچا رہا ہے اور پانچواں درجہ یہ ہے کہ مستحبات بھی ادا کر رہا ہے اور مکروہات سے بھی اپنے آپ کو بچا رہا ہے۔

یہ پانچواں درجہ ہے۔ اس پانچویں تک پہنچ جائے انسان ایک مقام پا لیا۔ مومنین کی صف میں مکروہات سے بھی بچا رہا ہے۔ بڑا مشکل ہے مکروہات سے بچنا مستحبات کو بجا لا رہا ہے...... بڑا مشکل ہے مستحبات کو بجا لانا...... تو وہ پانچویں منزل پر پہنچ گیا۔ پہلی منزل...... دوسری منزل...... تیسری منزل تو میں کیوں رکوں پہلی منزل پہ

آگے بھی بڑھنا چاہیے...... ایمان کا تقاضا کیا ہوا کہ سفر جاری رکھوں...... آگے بڑھتا چلا جاؤں...... پھر اکمل ایمان کہاں ہے۔

چھٹا درجہ بھی ہے ایمان کا۔ یہ ہے کہ بعض مباح کاموں سے بھی دور ہو جاتا ہے انسان مشتبہات کی بناء پر۔ شبہ ہے کہ پتہ نہیں اس کی چیز حلال کی ہے یا حرام کی؟ حالانکہ تحقیق کرنا مجھے ضروری نہیں۔ لیکن بات یہاں تک کہ حکم تھا کہ مسلمان کی مارکیٹ سے گوشت خرید و بس بات ختم۔ لیکن مباح میں کہاں تک گیا کہ آیا یہ ذبیحہ کہلایا ہے...... یہ ذبیحہ صحیح تھا کہ نہیں تھا...... جس کے ہاں مہمان بن کے جا رہا ہوں خود اس کے یہاں حلال کا ہے یا حرام کا ہے......؟ مباح کی منزل کہا یہ وہ چھٹا درجہ ہے ایمان کا جہاں ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔ یہ اکمل ایمان مجھے دے دے پروردگار! میں مشتبہات میں بھی نہ پڑوں لیکن یہ بھی یاد رکھنا کہ چوتھے امام نے یہ بھی بتا دیا کہ قرآن کی اس آیت پر کہ جو مباحات سے بھی اپنے آپ کو بچاتے تھے کہ اللہ نے انہیں حکم دیا کہ اتنی احتیاط نہیں اتنا مباح سے نہ بچو۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس حکم پر سوائے میرے جد علی ابن ابی طالب کے کسی نے عمل نہیں کیا۔ کہا کہ کوئی اپنے آپ کو مشتبہات سے ایسے نہیں بچاتا تھا جیسے میرا بابا علی نے اپنے آپ کو بچایا تھا۔ جس نے مباح چیزوں کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا۔ مباح کا اچھا کھانا...... مباح کا اچھا پہننا...... مومنین کی خاطر مولائے کائنات نے کیا کیا تھا۔ اچھا کھانا...... اچھا پہننا...... کوئی کر سکتا تھا...... کوئی کر سکتا ہے...... کوئی کر سکے گا......؟ اس لیے بتا رہیں ہیں کہ اس مقابلہ نہ کرنا، یہ ایمان کی منزل ہے...... یہ اکمل ایمان کی منزل ہے...... وہ امیر المومنین کی منزل ہے...... یہ دعا کرو کہ اکمل ایمان تجھے مل جائے۔ لیکن اس کے بعد بھی تم امیر المومنین تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور یہی تو چاہا تھا مولا کے صحابی نے کہ میں علی جیسا بن جاؤں۔ بال بچوں کی یاد سے غافل ہو گیا...... کھانے

کمانے سے غافل ہو گیا...... مزدوری کرنا چھوڑ دی...... اس کا بھائی روتا پیٹتا آیا مولا یہ ہو گیا...... اتنا تقویٰ ہو گیا...... کہ میرے بھائی کو تقویٰ ہو گیا۔ جیسے کوئی مرض ہو گیا ہو۔ کیا ہو گیا کہا بس صرف روزہ، نماز...... روزہ، نماز...... بچے بھوکے مر رہے ہیں کوئی فکر ہی نہیں۔ کہا مجھے لے کے چل...... عاصم نام ہے اس صحابی کا...... مولا پہنچے دیکھا...... زرد پڑا ہوا ہے...... ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو گیا فاقے کر کر کے...... روزے رکھ رکھ کے اور کہتا ہے میرا مولا نمک کھاتا ہے میں بھی کھاؤں گا...... میرا مولا ایک غذا کھاتا ہے میں ایک غذا کھاؤں گا...... پانی سامنے رکھ کر پوچھا کیا مسئلہ ہے......؟ مولا آپ بھی تو ایسا کرتے ہیں، کہا مجھ پر مقائصہ کرے گا اپنا۔ میں کبھی ان تمام عبادتوں کے باوجود اپنے بچوں سے غافل نہیں ہوا، تو میری طرح سے عبادت کرے گا، میں نان نفقے سے غافل نہیں ہوا۔ ایسا نہیں ہوا کہ کوئی بچوں کی ذمہ داری مجھ پر ہو اور میں نے پوری نہ کی ہو ایسا نہیں ہوا......تو میرا مقابلہ کرے گا یہ سب تیری عبادتیں ضائع ہیں، اگر تو نے اپنے بال بچوں کے حقوق ادا نہیں کیے اگر تو نے اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کیے، اٹھ چل اپنا کام کر، مزدوری کر...... اپنے واجبات ادا کر...... مستحبات بجا لا...... مکروہات سے پرہیز کر...... علی بننے کی کوشش نہ کر صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

یہ پانچویں منزل تک پہنچ گیا تو بڑی بات ہے۔ یہ مت سمجھنا کہ ہر فرد علی بن جائے گا۔ علی وہ ہے جس کی فضیلت آنے والے اس کے بیٹے بیان کرتے چلے گئے کہا یہ چھٹی منزل ہے۔ امام اس کی دعا کر رہا ہے اپنے لئے نہیں کر رہا، سکھا رہا ہے کہ یہ دعا کرو اس چھٹی منزل کی دعا کرو کہ چوتھا پانچواں درجہ تو ملے، وہاں کی دعا کرو ہماری پہلے مرحلے میں گاڑی اسٹیشن پہ پہنچ کے رُک جاتی ہے، ہم سمجھتے ہیں آخری اسٹیشن آگیا ختم...... اس سے آگے گاڑی نہیں جاتی جسے پہلا اسٹیشن قرار دیا ہے ایمان کا امام نے۔

ہم آخری اسٹیشن سمجھ کے کھڑے ہو جاتے ہیں، آگے بڑھنے کو تیار نہیں۔
ارے وہ پہلی منزل ہے، امام کہتا ہے دعا کرو اکمل ایمان کی، تا کہ تم شریک ہو جاؤ اماموں کی صف میں...... منادی ندا دے گا محشر کے دن اَیْنَ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ کہ زین العابدین کہاں ہے۔ اہل محشر حیران ہوں گے کہ کون ہے زین العابدین، کسے پکارا جا رہا ہے۔ کون ہے زین العابدین یہ الفاظ ہیں روایت کے، کہ اہل بیت، انبیاء اور رسولوں کی صف سے ایک جوان جھومتا ہوا نکلے گا۔ یہ محشر کی منظر کشی کی ہے کہ جھومتا ہوا نکلے گا اور پھر منادی ندا دے گا کہ جس نے زین العابدین کو نہ دیکھا ہو وہ علی اور حسین کے اس بیٹے کو دیکھ لے۔ یہ ہے زین العابدین...... کیوں تھا زین العابدین......؟ کس منزل پر تھا ایمان کی......؟ امیر المومنین کا فرزند ہے۔ چونکہ اجازت نہیں ہے پھر لوگ زبان پکڑ لیتے ہیں بہر حال امام ہے اپنے زمانے کا۔ کیوں......؟ زین العابدین کا لقب کیسے ملا وہ جو میں نے پہلی مجلس میں کہا تھا کہ معصوم کے جتنے القاب ہیں غیبی ہوا کرتے ہیں۔

اللہ کی طرف سے آتے ہیں ہاں کچھ القاب انسانوں نے بھی دیے جیسے اشرف الناس۔ لیکن زین العابدین...... سید ساجدین یہ وہ القابات ہیں کہ جو اللہ کی طرف سے ان کو ودیعت ہوئے۔ اتنی عبادت...... اتنی عبادت...... جیسے شیطان ہر جگہ کچھ دیر کے لئے اجازت لے کر آتا تھا۔ نماز کے دوران اژدھے کی صورت میں آیا تھا مشہور روایت نماز میں امام کے پیر کو کھانا شروع کیا زخم بن گیا۔ امام نے اطمینان سے نماز پوری کی...... علی کا بیٹا ہے...... نام بھی علی ہے...... اگر کسی کو یقین نہیں آتا اس روایت پہ تو جنگ احد کا وہ باب اٹھا کر پڑھ لے کہ تیر پیوست ہو گیا تھا علی کے پیر میں پورا گڑ چکا تھا...... نکلتا نہیں تھا...... تو رسول نے ایک ہی بات کہی تھی کہ جب علی نماز پڑھ رہا ہو تو کھینچ لینا کیوں نماز کے عالم میں علی کسی اور دربار میں ہوتا ہے ابھی میں بتا

دوں گا کہ علی کی عبادت کیسی تھی تو اس علی کا بیٹا یہ علی بھی بتا رہا ہے کہ ہم سب عبادت کے میدان میں علی ہیں...... ہم سب محمد ہیں...... ہم سب میدان جنگ میں بھی علی ہیں...... میدان جنگ میں بھی محمد ہیں۔ صلوٰت پڑھیے محمد و آل محمد پر۔

چھٹی منزل تک تو انسان بھی کوشش کر سکتا ہے۔ یہ منزل کہاں کی ہے۔ اس چھٹی منزل سے آگے جہاں انسان کو روک دیا گیا کہ تم اس سے آگے جا بھی نہیں سکتے اور کوشش بھی نہ کرنا ورنہ بہک جاؤ گے۔ امام کی منزل کیا ہے جب نماز پڑھ چکے، تو پھر اس اژدھے کو دیکھا اور پھر اس کو درا مارا اور ظاہر ہے کہ امام کے کہنے اور ہمارے کہنے میں فرق ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم کہا اور وہ بھاگا شیطان۔ ہاتف غیبی کی ندا آئی اس وقت اَنْتَ زَيْنَ الْعَابِدِيْن کہ تم زین العابدین ہو یہ وہ نسب ہے کہ جس کو ابن شہاب زہری نے نقل کیا۔ اس واقعے کو بھی نقل کیا عبادت کے سلسلے میں کہ روئے زمین پر ایسا عبادت گذار بھی نہ تھا جیسا حسین کا بیٹا زین العابدین تھا۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

اب انسان اس پانچویں چوتھی منزل پر پہنچ جائے تو فائدہ کیا ہے۔ یہ جو امام دعا مکارم الاخلاق میں سب سے پہلی کہ پروردگار میرے ایمان کو کامل کر دے۔ کامل ایمان کا فائدہ کیا ہے، قوانین بنائے جاتے ہیں، ان قوانین کے ذریعے سے لوگوں کو روکا جاتا ہے لیکن سڑک پر روک سکتا ہے قانون گھر میں نہیں روک سکتا۔ گھر میں آپ جو چاہے کیجئے، گھر میں کون پکڑنے جا رہا ہے یہی یہاں کا قانون ہے۔ پتہ چل جائے تو چھاپہ مارا جاتا ہے ورنہ گھر میں گھسنے کی اجازت نہیں ہے، جو گھس جاتا تھا وہ غلط گھستا تھا۔

اگر کوئی گھر میں ایسے ہی داخل ہو جائے رات کو کیا ہو رہا ہے تو یہ تو خود اپنی جگہ ایک جرم ہے۔ پہلے تو خبر چھپے گی لہٰذا لوگ گھر میں بے خوف و خطر جو چاہے کریں

سوائے اس کے کہ کوئی جرم ہو رہا ہے کہ جو معاشرے کیلئے خطرناک ہے تو وہاں دنیا کے ہر قانون نے اسلام کے قانون نے بھی اجازت دی ہے، وہاں جا کے ان کو پکڑا بھی جاتا ہے...... ختم کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے...... ان باتوں کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ویسے کسی کے گھر میں گھس جانا جرم ہے۔ کبھی کوئی بھی گھس جائے چاہے کتنے بڑے منصب پر ہو اگر وہ ان سے کہے گا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو تو پہلے یہ کہیں گے تم کیوں کودے گھر میں پہلے یہ بتاؤ۔ تم کو اللہ اور اس کے رسولؐ نے اجازت دی ہے؟ تو شرمندہ ہو گیا...... اچھا کسی کو بتانا نہیں واپس جا رہا ہوں۔ کہا ہو یا نہ ہو بہرحال موقع یہی تھا صلوٰت بھیجیے محمد و آل پر نہیں جا سکتا، لیکن ایمان کی خوبی کیا ہے کہا جہاں ایمان کی یہ پانچویں چھٹی منزل آ جائے تو پھر گھر میں بھی کسی پہرے کی ضرورت نہیں ہے یہ صفات ہوتی ہیں با ایمان آدمی کی اپنے گھر میں بھی اپنے آپ کو ایک قانون کا پابند سمجھتا ہے۔

کسی پہرے دار کی ضرورت نہیں...... کیوں اپنے نفس پر خود پہرہ دے رہا ہوتا ہے کسی چوکیدار کی ضرورت نہیں...... کیوں کہ خود جانتا ہے کہ کوئی نہ دیکھے میرا اللہ دیکھ رہا ہے اور مومنین کے گھروں میں تو اس کی بھی ضرورت نہیں، خود ہی اپنے گھروں میں عزا خانے سجا لیتے ہیں...... تصویریں لگا لیتے ہیں...... کہیں نادعلی لکھی ہوئی کہیں کوئی روضے کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ یہی کچھ ہے ناں؟ تو پھر کیسے انسان کرے گا کہ اگر تھوڑی سی توجہ کر لے کہ میں اپنے امام کا پابند ہوں کے نہیں...... تو ایمان کی یہ خوبی کیا ہے کہ جب پانچویں چوتھی منزل پر بھی پہنچ جائے تو تنہائی میں بھی ان قوانین کا پابند ہوتا ہے۔ جو اس کا امام اس کو بتا کر گیا ہے۔ دوسری چیز...... بار الٰہا! یقین دے دے مجھے...... ایسا یقین دے دے جو فاضل یقین ہو...... وہ یقین مجھے عطا کر دے وجعل یقنی افضل

اللیقینی مجھے عطا کر دے وہ جو افضل یقین ہو۔ یقین کسے کہتے ہیں؟ یقین کی آسان سی تعریف یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں کسی بھی مخالف کا ہونا محال ہو۔ یعنی ہو ہی نہیں سکتا، ایسا اس کو کہتے ہیں یقین چاہے آپ نے دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو یقین کیا ہے کسی واقعہ کے بارے میں کسی شخصیت کے بارے میں کسی چیز کے بارے میں اس نتیجے تک پہنچ جانا کہ اب اس کے مخالف کا امکان نہیں یعنی اس نظریے کی مخالفت صحیح نہیں۔ کہ ''اللہ ایک ہے'' یقین کب حاصل ہوگا کہ جب انسان اس نتیجے پر پہنچ جائے کہ اللہ کے شریک کا احتمال نہیں۔ جہاں شریک کا احتمال ہو یقین کی منزل ختم ہوگئی۔ اب اس کے درجے جو آپ سنتے چلے آرہے ہیں۔ پہلا درجہ کیا ہے انسان کو علم الیقین ہو جائے پس معلوم ہو گیا۔ دیکھا نہیں علم الیقین ہو گیا...... علم الیقین کیا ہوتا ہے وہ جو مثال دیتے ہیں دھواں اٹھا ہوا دیکھ لیا آگ لگ گئی کہیں آگ لگ گئی ہے یہ ''علم الیقین'' یقین ہو گیا۔ اب کوئی لاکھ کہے بھائی یہ آگ کا دھواں نہیں ہے۔ آگ کا دھواں ہے مجھے پتہ ہے یہ آگ کا دھواں ہے۔ فاصلوں کا یقین ......ملکوں کا یقین...... واقعات پر یقین...... دیکھے نہیں سنے ہیں کہ فلاں شہر میں یہ واقعہ ہو گیا'' علم الیقین'' معلوم ہو گیا کہ ہو گیا ہے، دیکھا نہیں۔

یہ یقین کی پہلی منزل ہے۔ ''علم الیقین'' یعنی یقین ہے کہ ایسا ہوا ہے اور اَلْیَقِیْنُ اِیْمَانٌ کُلُّهٗ اور یہی رسول کی حدیث بھی ہے کہ سارے کا سارا ایمان یقین میں آ گیا ہے۔ یقین جتنا مضبوط ہے ایمان اتنا ہی مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔ یقین کی دوسری منزل کیا ہے وہ ہے'' عین الیقین'' آنکھ سے دیکھا۔ اب یہ اس سے آگے کی منزل ہو گئی۔ اب عین الیقین کی منزل پہ میں ذکر کرنا چاہتا تھا مولائے متقیان علی ابن ابیطالب سے کسی نے سوال کیا هل رَأَيْتَ رَبَّكَ يَا اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْن۔ آپ نے اللہ کو دیکھا......

آپ نے رب کو دیکھا ہے...... اب علی کیا کہیں...... کیا جواب دیں...... یہ بھی تو مسئلہ ہوتا ہے۔ ایک سوال میں کتنی حکمتیں دہ جانتا ہے تو مولا کائنات ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس رب کی عبادت نہیں کرتا جس کو دیکھا ہی نہ ہو۔ یہ کتنی بڑی بات ہے یہ کہہ دینا کہ میں اس رب کی عبادت کرتا ہوں جس کو دیکھا ہے یہ دیکھا کیسا دیکھنا ہے یہ دیکھنا کیسا ہے لَنْ تَرَانِی یَا مُوسٰی۔ موسیٰ تم دیکھ نہیں سکتے، اللہ دیکھنے کی کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ جسم و جسمانیات ہو تو دیکھا جائے گا۔ اگر ان آنکھوں سے دیکھوں گا تو جس طرف اللہ ہے دوسری سمت میں نہیں۔ تو یہ سمجھ لو کہ اللہ کو دیکھ تو سکتے ہو، اللہ کو دیکھا جا ہی نہیں سکتا...... عقلاً محال ہے...... کیوں محال ہے......؟ جس سمت میں دیکھو گے دوسری سمت خالی ہو گئی۔ اللہ اسی لیے لامکان ہے...... لامحدود ہے...... تو کیسے دیکھا جائے گا۔

موسیٰ کو یہی تو کہا کہ کیسے دیکھو گے۔ ان کی دو آنکھیں ہیں کہاں سے دیکھو گے۔ ہاں اگر یہ پہاڑ یہ اپنی جگہ پر رہ جائے تو شاید تم دیکھ سکو۔ بجلی چمکی تھی سب مر گئے جناب موسیٰ بیہوش ہو گئے، ہوش میں آ کے پھر گڑگڑانا شروع کر دیا۔ بارالہا! ان کو تو زندہ کر دے۔ تا کہ گواہی تو دیں جا کر نہیں دیکھ سکتے...... اور مولا علی فرما رہے ہیں میں اس رب کی عبادت ہی نہیں کرتا جس کو دیکھا نہ ہو! اس یقین کی منزل پر قائم ہے علی کہ یہ جملہ کہتا نظر آتا ہے سارے حجابات ہٹا دو میرے سامنے سے پھر بھی میرے یقین میں اضافہ نہیں ہونے والا۔ یعنی اپنے یقین کی بات کر رہا ہے کہ جب اللہ کی عبادت کرو تو ایسے عبادت کرو جیسے تم اللہ کے سامنے کھڑے ہو...... یہی تو ہم کہہ رہے ہیں کہ اے علی یہ عبادت صرف تو کر سکتا تھا اور کوئی نہیں۔ جیسے کہ میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں جتنے حجابات ہیں ہٹا دو...... اللہ کو بغیر دیکھے میں نے عبادت نہیں کی کہا کیوں میں نے اللہ کو ان دو آنکھوں سے نہیں دیکھا۔

اب سنئے تشریح مولا کے جملے کی آپ کو لطف آئے گا۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔ سنو سارے حجابات ہٹا دو میں نے اللہ کو دیکھے بغیر اس کی عبادت ہی نہیں کی۔ مولا کہاں دیکھا اللہ کو آپ نے ان دو آنکھوں سے...... تو اللہ ایک ہی طرف نظر آئے گا۔ اگر آسمان میں دیکھا ہے تو پھر زمین میں نہیں ہوگا...... دائیں دیکھا ہے تو بائیں نہیں ہو گا...... بائیں دیکھا ہے تو دائیں نہیں ہوگا...... سامنے دیکھا ہے تو پشت پر نہیں ہوگا...... کہاں دیکھا......؟ اس کی تشریح کی عرفاء نے کہ عالم محضر خدا ہے کائنات کی ہر شئے میں۔ اللہ کا جلوہ پوشیدہ ہے جو علی جانتا ہے کہ کائنات کی جتنی اشیاء ہیں ہر شئے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میرا کوئی خالق ہے...... ہر شئے میں اللہ ہے...... تمہارے وجود میں اللہ ہے...... پہاڑوں میں اللہ ہے...... سبزے میں اللہ ہے...... کوئی شئے ایسی نہیں جو اللہ کی وحدانیت اور اس کے وجود کا اعلان نہ کرے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ تسبیح کرتی ہے آسمانوں اور زمینوں میں جو بھی چیز ہے اللہ کی تین جگہ آیت ہے یہ مضارع کے ساتھ۔

تین جگہ ماضی کے صیغوں کے ساتھ یہ آیت ہے۔ ہر شئے تسبیح کر رہی ہے اللہ کی...... آپ نے سنی پہاڑوں کی تسبیح...... درختوں کی تسبیح...... زمین کی تسبیح...... دریاؤں کی تسبیح...... جانوروں کی تسبیح...... لیکن قرآن نے کہا ان میں: شَيْءٍ اِنِّي يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنَ تَسْتَفَّحُونَ تَزْكِه کوئی شئے ایسی نہیں جو رب کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ مگر تم سمجھ نہیں سکتے ہو، جب ہم سمجھ ہی نہیں سکتے تو ہم کو بتانے کا کیا فائدہ۔ لو اور مسئلہ گڑبڑ ہو گیا کہ پروردگار جب سمجھ ہی نہیں سکتے تو اس کا دعویٰ کیوں کیا ہم نے۔ تو مان لیا مسلمان ہیں...... عیسائی...... ہندو...... وہ سب کیا کہیں گے لو بھائی آپ تو کہہ رہے تھے ہر شئے تسبیح کرتی ہے وہاں پر یہ جواب دے دیا تم سمجھ ہی نہیں سکتے...... نہیں یہ نہیں کہا جا رہا

بلکہ شوق دلایا جا رہا ہے یہ کہہ کر کہ چاہو تو سمجھ سکتے ہو، یعنی تفکر سے کام لو تو تمہیں سمجھ میں آئے گا، ہر شئے یہ نہیں تھی کچھ سورے کیسے شروع ہوئے سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ یعنی جو گذر چکا ہے وہ بھی تسبیح کر چکا...... جو موجود ہے وہ بھی تسبیح کر رہا ہے...... جو آئے گا وہ بھی تسبیح کرتا رہے گا۔ یعنی تم غور کرو گے تو بات سمجھ میں آ جائے گی غور نہیں کرو گے تو بات سمجھ میں نہیں آئے گی...... تسبیح ہے کیا......؟ تسبیح کسے کہتے ہیں...... تسبیح کا معنی ہے پاکی بیان کرنا...... بے عیب ہونے کو بے نقص ہونے کو ہی معنی ہیں۔ بے عیب ہونے کو بیان کرنا اگر نہیں سمجھ میں آتا تو سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت سُبْحَانَ الَّذِىْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى پاک ہے وہ ذات یعنی بے نقص ہے وہ ذات سبحان بھی تسبیح ہے اسی سے نکلی ہے، مادہ سب کا ایک ہے۔

سب کا مادہ ایک یعنی تسبیح پڑھنا بے عیبی بیان کرنا اَللّٰهُ اَكْبَرُ...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ......سُبْحَانَ اللّٰهِ یعنی پاک ہے وہ ذات...... بے نقص ہے وہ ذات...... بے عیب ہے وہ ذات...... تو اب کیا ہوا زبان سے کہو یا نہ کہو...... کسی تصویری نمائش میں تصویر کو دیکھا...... تعریف شروع کر دی۔ مصور پیچھے کھڑا مسکرا رہا ہے۔ آپ مصور کا نام نہیں لیجئے صرف تصویر کی تعریف کرتے جائیں ایک بار بھی نہ نام لیں مصور کا، تو مصور آپ سے ناراض نہیں ہوگا خوش ہوگا کیوں یہی کہے گا جتنی بھی تعریف کو لو تصویر کی تصویر کا حسین ہونا بتا رہا ہے کہ بغیر مصور کے وجود میں نہیں آ سکتی تھی۔

تعریف زبان سے بیان کرنے کی چیز نہیں زبان سے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہو یا نہ کہو تمہارا بے نقص وجود بتا رہا ہے کہ بے نقص ہے وہ ذات جس نے اس کائنات کو خلق کیا ہے۔ جس نے تمہیں خلق کیا ہے۔ پہاڑوں کا وجود اس کی تسبیح ہے......

دریاؤں کا وجود اس کی تسبیح ہے...... تمہارا وجود اسی وجود کیلئے...... مولائے کائنات ارشاد فرماتے ہیں۔ کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ تو ایک چھوٹا سا کیڑا ہے معمولی سا نہیں۔ تجھے یہ معلوم ہی نہیں کہ تجھ میں پوری کائنات چھپی ہوئی ہے۔ فرمارہے ہیں مولائے کائنات ہم نے قرآن کی آیت پڑھی یقین کرلیا نَحْنُ اِلَیْکُمْ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد یَا اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد میں ان انسانوں کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہوں یا میں تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہوں۔ ہم نے یقین کرلیا کیونکہ قرآن کی آیت ہے۔ علی نے ایسے یقین تھوڑی ہی کیا...... علی نے محسوس کیا کہ میری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ میرا خالق یعنی کائنات کی ہر شئے میں جہاں علی جاتا ہے اللہ کا ہی جلوہ ہے...... اللہ کی ہی تسبیح ہے...... اس لئے علی اعلان کہہ رہا ہے کہ میری اور تمہاری عبادت میں یہ فرق ہے کہ میں یقین کی اس منزل پر عبادت کرتا ہوں کہ مجھے ہر طرف اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے۔ بات واضح ہوگئی؟ میں بڑی مشکل سے لایا ہوں اسے آسان کرکے اور میں آپ کو بتادوں مولا کے اس جملے کی حقیقت عرفاء اسی پر یہ جو صاحب سلوک کی منزلیں ہیں اسی پر طے کرتے ہیں۔

یہی وہ منزل ہے جو منصور نے نعرہ لگایا تھا اَنَا الْحَق "میں حق" کیوں؟ وہ یہ نہیں کہہ رہا تھا کہ میں خدا ہوں۔ وہ پہنچا تھا ایک منزل تک برداشت نہیں ہوا اس سے۔ وہ کہنا یہ چاہتا تھا کہ مجھ میں ہے "خدا" خدا کہاں ہے......؟ یہ منزلوں کی بات ہے۔ اُس منزل کو برداشت نہ کرسکا تو پکار اُٹھا "اَنَا الْحَق"۔ مولا کی منزل کیا ہے......؟ منصور کی طرح تھوڑا ہوگا علی۔ منصور کی منزل اور ہے...... علی کی منزل کچھ اور ہے...... تمام عرفا کی منزل اور ہے...... حسین کی منزل اور ہے...... زین العابدین کی منزل اور ہے......

مولائے کائنات کے اُس جملے کی یہی حقیقت ہے۔ میں نے اُس خدا کی

عبادت ہی نہیں کی جس کو دیکھا نہیں۔ مجھے ہر شے میں اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے (صلوٰۃ) یہ ہے افضل الیقین۔ پروردگار مجھے عین الیقین عطا کر دے۔ دعا سیکھا رہا ہے امام، اپنے چاہنے والوں کو۔ یہ دعا کیا کرو۔ بار الہا! ''مجھے وہ یقین عطا کر''یقین کی یہ منزل ہے...... حق الیقین یہ ہوتا ہے......! انسان اُس آگ کو چھونے کی کوششیں کرتا ہے۔ آگ کی لپیٹوں کو تو آگ اُس کو جلا رہی ہے۔ پھر نظر آتا ہے آگ ہے۔ میری نظر کا دھوکہ نہیں ہے۔ بعض اوقات نظریں بھی تو دھوکہ دیتی ہیں۔ شعلہ نظر آ رہا ہے۔ ممکن ہے نہ ہو۔ یقین کیا ہے......؟ حق الیقین یہ ہے کہ انسان آگ کی منزل میں کود کے دیکھتا ہے۔ یہ ہماری حق الیقین کی منزل ہے۔ کہ آگ کو دور سے دیکھ لو محسوس کر لو پتہ چل جائے گا۔ انبیاء کا حق الیقین کیا ہوتا ہے کہ آگ میں کود جایا کرتے ہیں......؟ یہ ہمارا حق الیقین ہے آگ میں کودنا نہیں بلکہ محسوس کرنا۔ تا کہ تمہیں حق الیقین حاصل ہو جائے۔ انبیاء...... اولیاء...... اوصیاء کے یقین کی منزل اس سے آگے کی منزل ہے۔ یہ وہ منزل ہے کہ ابراہیم ہر بات کو اللہ پر چھوڑ دیتا ہے کہ میرا اللہ بہتر جانتا ہے کہ مجھے بچانا سہی ہے یا مجھے جلانا......؟ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

یعنی بچ سکتے تھے ابراہیم......؟ اور کوئی ایسی بات نہ ہوتی اگر دعا کر بیٹھتے پروردگار بچالے۔ اللہ سے ہی تو دعا کر رہے ہیں۔ لیکن نہیں جانتے ہیں کہ حکمت الٰہی جو ہے اسی پر میں راضی برضا ہوں......؟ اگر مشیت ہے کہ جل جاؤں تو میں جل جاؤں۔ اللہ کے لئے گھر سے نکلا ہوں اور اللہ چاہے گا مجھے بچالے گا۔ تو وہ یقین کی منزل کون سی ہے......؟ انبیاء کے یقین کی منزل وہ ہوا کرتی ہے جہاں وہ اپنی مرضیاں اللہ کے سپرد کر دیا کرتے ہیں۔ اور یہ ابراہیم کے یقین کی منزل ہے...... علی کے یقین کی منزل کچھ اور ہے۔ صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

بعض لوگ یہاں پر آ کے کہہ دیتے ہیں کہ جناب آپ آئمہ کو انبیاء سے آگے بڑھا دیتے ہیں۔ بات یہ نہیں ہے۔ لیجئے اب قرآن کی بات بھی کر دوں۔ وہ تحریفات قرآن کی بات کرتے ہیں۔ میرے عزیز! پھر یہی جواب دوں گا کہ جامعہ میں تحریف قرآن پہ پورا عشرہ پڑھ چکا ہوں۔ ہم سے زیادہ وہاں پہ روایات موجود ہیں۔ ان روایات ان کتابوں کے حوالے بھی دے چکا ہوں، پھر بھی آپ کی تسلی نہیں ہوتی تو کسی بھی بک ڈپو پر جا کر تحریفات قرآن پر طالب کرپالوی شہید صاحب کی لکھی ہوئی کتاب کے علاوہ اور بھی علماء کی کتابیں ہیں دیکھ لیجئے گا۔ ان میں آپ کو ان کے ہاں تحریفات قرآن کی روایات مل جائیں گی۔ اگر بات ہے روایت کی اور بات ہے حقیقی قرآن کی تو بھائی آپ اپنے گھر میں کون سا قرآن رکھے ہوئے ہیں..... میں اپنے گھر میں کون سا قرآن رکھے ہوئے ہوں..... بھائی یہ وہی بات ہے کہ میں نہ مانوں ''علیؑ'' ہے۔

یہ ان کے علماء جانتے ہیں کہ یہ روایات دونوں جگہ موجود ہیں۔ لیکن میڈیا کے ذریعے پروپیگنڈہ کرنا ایسا ہے کہ جیسے ان کا قرآن کوئی اور..... ہمارا قرآن کوئی اور...... ہم انہیں آیات سے استدلال کرتے ہیں۔ جو تم سناتے ہو..... جو تم پڑھتے ہو..... اگر ہم علیؑ کو رسول کے بعد تمام انبیاء پر علیؑ کی ولایت کے قائل ہیں۔ تو اس کی دلیلیں قرآن میں ہیں..... قرآن سے باہر نہیں۔ کیونکہ یہ منزل وہ ہے جہاں ابراہیم نے تمنا کی تھی کہ میری اولاد کو یہ امامت دے دو۔

یہ امامت رسالت کے بعد ملتی ہے۔ اس پہ بہت سنتے رہتے ہیں۔ آپ اور میں بھی پڑھ چکا ہوں۔ صرف اشارہ کرتے ہوئے گذر جاؤں گا، کہ یہ امامت، رسالت کے بعد ملی..... خلیل ہونے کے بعد ملی..... ذبیح ہونے کے بعد ملی..... ان سب کے بعد یہ امامت ملی..... کیوں.....؟ اس امامت کے ساتھ امتحانات ہیں۔ ابراہیم اس یقین کی

منزل پر ہے۔ لیکن پھر بھی آنکھوں پر پٹی باندھی، خود آگ میں جاتے وقت پٹی نہیں باندھی تھی...... بیٹے کا معاملہ آیا تو پٹی باندھی آنکھوں پر...... تو بس یہ فرق یاد رکھنا کہ آئمہ کے یقین کی منزل یہ ہوا کرتی ہے...... علی کے یقین کی منزل یہ ہے...... حسین کے یقین کی منزل یہ ہے...... نہ حسین نے آنکھوں پہ پٹی باندھی...... نہ اکبر نے پٹی باندھی...... اور نہ ہی سید سجاد نے آنکھوں پہ پٹی باندھی...... ایک اشارہ کرنا چاہ رہا ہوں۔ ایوبؑ کا صبر ختم ہوگیا......؟ پروردگار اس سے زیادہ میں امتحان نہیں دے سکتا۔ میری زوجہ کو بازار میں جانا پڑ گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں نہ چاہتے ہوئے بھی خود بخود ایسی منزل پر آ گیا لیکن فضائل میں ابھی تک دو تین نکات باقی تھے۔ چلو دیکھئے اب کیا ہوتا ہے اب اس نقطے کو بھی تو تمام کرنا ہے اس بات کو بھی مکمل کرنا ہے ناں لہٰذا ایوب کا صبر اس جگہ پہنچ کر رُک گیا۔ اسی لیے انبیاء اور آئمہ کے یقین کی منزل کچھ اور ہوتی ہے وہاں سے بھی ایک منزل آگے بڑھ جاتی ہے۔ کوئی ایک جگہ بتا دیں جہاں زین العابدین نے دعا کی ہو کہ پروردگار امتحان کو ختم کر دے۔ اس وقت برادران عزیز! ہم تمہیں سمجھانا چاہ رہے ہیں کہ انبیاء نے دعا کی امتحان کے ختم ہونے کی...... ایوب نے دعا کی...... یوسف نے دعا کی...... یونس نے مچھلی کے پیٹ میں دعا کی...... آدم نے دعا کی...... نوح نے دعا کی...... سب نبیوں نے دعائیں کی ہیں۔

"دعا" یا "بدعا" ہر ایک نبی نے دعا کی ہے، یا بدعا کی ہے...... عذاب مانگا ہے...... ان لوگوں کے لیے جو انہیں اذیتیں دیتے تھے۔

دعا کی ہے۔ اس مشکل کو مجھ پر سے ختم کر دے۔ لیکن بتاؤ پورے واقعہ کربلا میں کہیں حسینؑ نے دعا مانگی ہو کہ بار الٰہا! امتحان کو ختم کر دے۔ بتاؤ دعا مانگی کہیں زین العابدینؑ نے کہ پروردگار امتحان کو ختم کر دے۔

فرق یاد رکھنا ہے کہ یہ وہ امامت ہے کہ جو امتحانات کے آگے سر نہیں جھکاتی۔ بلکہ امامؑ کہتا ہوا نظر آئے گا کہ اگر اور بھی ہے تو بتا۔ یہ امامت کی وہ منزل ہے کہ مشیت کہتی ہے کہ بس امام نہیں کہتا...... بس امام کی قربانی پہ نہیں کہہ رہا۔ کسی امام نے کہا، کسی امتحان میں کہ بس۔ لیکن عزیزو! مجبوری ہے میری کہ تیسرا نقطہ بیان کیے بغیر آگے نہیں بڑھوں گا۔ پروردگار میری نیت کو بہترین نیتوں میں سے قرار دے۔ یہ دعا ہے مکارم اخلاق کی۔ کیونکہ مصائب کا ماحول بن گیا ہے۔ اب مجھے وہیں پر جانا ہے۔ پروردگار میری نیت کو بہترین نیت قرار دے۔ کیوں؟ نیت کا علم اور عمل کے درمیان واسطہ ہے۔ علم وعمل کا کیوں......؟ جب تک علم نہ ہو انسان کسی کام کے کرنے کا قصد ہی نہیں کرتا۔ جب تک قصد اور نیت نہ ہو اس وقت تک عمل نہیں ہوتا۔ اسی لیے نیت کے بھی درجے قرار دیے گئے۔ ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِاالنِیَّات'' جیسی نیت ہوگی ویسا عمل ہوگا۔ تو جتنا علم زیادہ ہوگا، نیت اتنی ہی محکم ہوگی۔ بہترین نیت مجھے دے۔ تو امام یہ بتا رہا ہے کہ ہر عمل کا دار و مدار نیت پر ہوا کرتا ہے۔ اور عمل کے بغیر علم بیکار ہو جایا کرتا ہے۔ اگر عمل ہی نہ ہو تو پھر علم کس کام کا۔ آپ علماء کے لیے کیا الفاظ استعمال کرتے ہیں؟ علمائے بے عمل...... علمائے سوء کے پاس علم تو ہے لیکن اچھا عمل نہیں کرتے۔ ان کے پاس علم ہے عمل نہیں کرتے۔ آپ کے علم ہو، عمل نہ کریں تو جتنا علم ہو اتنا عمل کریں گے۔ تو علم عمل کے بغیر بالکل قابل قبول نہیں۔ اسی لئے کہا ''نیت'' علم اور عمل کے درمیان کا واسطہ ہے۔ جتنا تمہارا علم ہوگا اتنی نیت محکم ہوتی چلی جائے گی۔ جتنی نیت اچھی ہوگی اتنا ہی تمہارا عمل اچھا ہوتا چلا جائے گا۔ صلوٰت بھیجئے محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

لہٰذا اپنی نیتوں کو سلامت رکھو عمل کے بغیر عقیدے کا اظہار نہیں ہوتا۔ عقیدہ چھپا ہوا ہے دل کے اندر۔ یہ کیسے ظاہر ہوگا......؟ جب عمل سامنے آئے گا لاکھ دنیا ابو

طالب کو کچھ کہے۔ ابو طالب کے عمل نے اپنے عقیدے کا اظہار کیا۔ رسالت کا دفاع کر کے اور سب سے پہلی لغت لکھی ہے رسول کی شان میں۔ کیونکہ میں اس بات کو واپس اس لیے لایا ہوں کہ تھوڑا سا ذکر انصاف سے ہو۔ ستائیس کو شہادت بیان ہو گئی امام حسن کی اور آج اٹھائیس کی رات رسول خدا کے نام نہ کریں تو پھر انصاف تو نہ ہوا۔ کیوں کہ ایک ہی روز ہے دونوں کی شہادت کا۔ بس فرق اتنا ہوا کہ حسنؑ اور رسولؐ میں کہ رسولؐ کے لیے حالات کچھ اور تھے۔ حسنؑ کے لیے حالات کچھ اور تھے۔ حسنؑ کی مصیبت کچھ اور تھی۔ لہٰذا رسول نے بھی یہی کہا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِاالنِیَّات۔ جیسی نیت ہو گی ویسا عمل ہو گا۔ یہ حدیث پیغمبر ہے۔ حدیث پیغمبر سے ہی آج شروع کیا تھا بات کو میں نے اور حدیث پیغمبر پہ ہی بات کو ختم کر رہا ہوں۔ تو عزیزو! ہر امام...... ہر رسول...... ہر نبی ایک منزل تک جاتا رہا۔ یہ رسول کیا کرتا رہا......؟ اس رسول نے اپنی امت کے لیے بددعا نہیں کی۔ اللہ سزا دے گا جنھوں نے رسول پر ظلم کیا۔ رسول نے بددعا نہیں دی۔ صورت حال کیا ہے کہ رسول کہتا ہے کہ تمام انبیاء کے مصائب ایک طرف میری مصیبتیں ایک طرف اس کے باوجود پتھروں میں دب گیا رسول۔ لیکن دعا کیا کرتا ہے بار الٰہا! یہ جاہل ہیں...... یہ نادان ہیں...... ان کا مواخذہ نہ کرنا۔ ان پر عذاب نہ بھیجنا۔ فرق ہو گیا دیگر انبیاء اور رسول میں بددعا نہیں کی۔

عذاب کی بددعا نہیں کی رسولؐ نے...... بددعا نہیں کی اپنی امت کے لیے۔ مصیبتیں اتنی آتی چلی گئیں اور کتنا دکھ تھا رسول کو مکہ کا کہ خدا کو وعدہ کرنا پڑا کہ میرا حبیب مغموم نہ ہو۔ ہم واپس لائیں گے آپ کو آپ کے شہر میں فاتح کی حیثیت سے واپس لائیں گے۔ ظالم سہی لوگ لیکن رسول کا شہر تو ہے......لوگوں نے اذیتیں دی ہیں......لوگوں نے مصیبتوں میں مبتلا کیا ہے...... لوگوں نے کوڑا پھینکا ہے...... لوگوں

نے ساحر کہا ہے...... لوگوں نے بُرا بھلا کہا ہے...... لوگوں نے کنکر مارے ہیں...... لوگوں نے پتھر مارے ہیں...... لوگوں نے اڑھائی سال تک شعب ابی طالب میں محصور کیا ہے...... لوگوں نے بائیکاٹ کیا ہے...... لیکن اس کے باوجود رسول کا شہر...... رسول جانتا ہے کہ اپنے شہر...... اپنے گھر کو چھوڑنا کتنی بڑی مصیبت ہوا کرتی ہے۔ آسان ہے ہجرت کرنا اپنے آباؤ اجداد کی زمین سے...... تو اللہ بھی جانتا ہے کہ رسول کی کیا حالت ہے ہجرت کے وقت۔ اے رسول غمگین نہ ہو۔ ہمارا وعدہ ہے کہ ہم آپ کو آپ کے شہر واپس پلٹائیں گے۔ آٹھ سال اپنے شہر سے دور رہا رسول۔ اپنوں سے لڑنا چاہیے جیسے بھی ہو۔ لیکن اللہ کے حکم کی خاطر اپنوں سے لڑ رہا ہے۔ کتنا فرق ہے دیگر رسولوں میں اور اس رسول میں۔

حضرت نوح نے بھی اپنے بیٹے کے لئے معافی طلب کر لی تھی۔ بارالہا! میرا بیٹا ہے۔ خبردار تمہارا بیٹا نہیں ہے ”یعنی تیرا اہل نہیں ہے“ کیونکہ عمل میں تمہارے ساتھ نہیں ہے۔ لیکن رسول ابولہب کو لعنت کر رہا ہے، حالانکہ چچا ہے۔ خون ہے، مگر لعنت کر رہا ہے...... اپنے قبیلوں سے جنگ کر رہا ہے...... اپنے خونی رشتہ داروں سے جنگ کر رہا ہے...... کتنی مصیبتیں ہیں رسول پر۔ لیکن اللہ کی خاطر ان تمام مصائب کو جھیل رہا ہے۔ اللہ کی خاطر خدیجہ جیسی زوجہ نے ساری دولت قربان کر دی۔ مجھے کہنے دیجئے کہ وہی الفاظ جو فاطمہ کے سرہانے علی نے، فاطمہ کے جنازے پر کہے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ رسول نے بھی خدیجہ کے جنازے پر یہی کہا ہوگا۔ کہ میرے پاس آپ کو سوائے مصیبتوں ......زحمتوں ......مصائب کے...... کچھ بھی آپ کو نہ مل سکا۔ اے ملیکۃ العرب۔ یہ ملیکۃ العرب لقب تھا جناب خدیجۃ الکبریٰ کا۔ اتنی اذیتیں اٹھانے کے بعد وہ جو، زن یہودیہ نے زہر دیا تھا رسول کو۔ یہ روایت بھی دونوں جگہ ایک طرح کی نہیں

ہے۔ اس زہر نے اثر دکھانا شروع کیا تھا آخر وقت تک۔ رسول کے امتحان کی منزل کیا
ہے۔ رسول چاہتا ہے کہ ان کے مسائل کو حل کر کے چلا جائے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں
ضرورت نہیں ہے۔ ہم مسئلے کو خود حل کر لیں گے۔ جب رسول کے ورثے کی ضرورت
نہیں تھی...... جب رسول کی نصیحت کی ضرورت نہیں تھی......تو بعد والوں کو یہ حق کس نے
دیا تھا کہ خلیفہ بنا کر جائیں۔ معاذ اللہ معاذ اللہ جب رسول کو یہ حق نہیں تھا کہ وہ اپنے
بعد کسی کو نامزد کرتا۔ یا جس کام کو رسول نے ضروری نہ جانا...... یا چھوڑ دیا تھا...... کہ
مسلمان خود کر لیں گے تو بعد والوں نے یہ بدعت کیسے انجام دی۔ کہ اپنے بعد کسی کو
نامزد کریں۔ اتنا ہنگامہ کیوں؟ اتنا رونا دھونا ہوا کہ ازواج رسول کو شور کرنا پڑا کہ خدا کے
لیے اس حالت میں تو رسول کو اذیت نہ دو۔ چلے جاؤ۔ اتنا جھگڑا ہو رہا تھا کہ رسول کو
ڈانٹنا پڑا کہ دور ہو جاؤ میرے پاس سے۔ ایسا ہوتا ہے کہ ہنگامے کی فضا پیدا کر دو، آواز
خود بخود دب جائے گی۔ بات سمجھ میں آئے گی نہیں۔ سہارا دیکر فاطمہ زہرا کے گھر پہ لایا
گیا۔ مجھے میری بیٹی کے پاس لے چلو۔ کچھ بھی روایتیں ہوں، حقیقت یہی ہے کہ فاطمہ
کی گود میں سر رکھا علی کو بلایا...... بوسے دیے ہیں علی کو...... سینے سے لگایا ہے علی
کو...... مسکرا کر دیکھا ہے علی کو...... ابھی پاک روح نے پرواز نہیں کیا۔ اس طاہر و مطاہر
روح نے ابھی پرواز نہیں کیا۔ بس بیٹی روئے چلی جا رہی ہے منہ پہ منہ رکھ کے رو رہی
ہے۔ بابا مجھے کس کے سہارے......؟ آنے والے واقعات کا اندازہ ہے علی کو بھی اور
فاطمہ کو بھی۔ بس رسول یہی وصیتیں کر رہا ہے کہ صبر سے کام لینا...... ہمت سے کام
لینا...... علی تلوار نہیں نکالنی۔ حق جاتا ہے چلا جائے۔ وصیتیں کیسی......؟ لوگوں نے دیکھا
تھا فاطمہ کو کہ روتے روتے اچانک مسکرائی تھی...... بعد میں پوچھا تھا مسکرانے کا سبب کہ
روتو میں اس لئے رہی تھی کہ بابا مجھ سے جدا ہو رہا ہے...... مسکرائی میں اس لئے تھی کہ

بابا نے جو مجھے روتے ہوئے دیکھا تھا تو یہ جملہ کہا تھا۔ میری بچی پریشان نہ ہو سب سے پہلے تو میرے پاس آئے گی۔ یعنی رسول آنے والی مصیبتوں کا اعلان کر کے جا رہا ہے۔ کہ کیسی کیسی مصیبتیں آنے والی ہیں۔ دستک ہوئی دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا۔ منع کیا فاطمہ نے کہ ابھی بیٹی کے پاس ہے رسولؐ۔ جو بھی ہے واپس چلا جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر دستک ہوئی...... پھر بیٹی نے یہی جواب دیا کہ ابھی رسول، بیٹی کے پاس ہے۔ جو بھی ہو چلے جاؤ۔ تیسری بار ذرا غضبناک ہو کر شہزادی نے جواب دیا۔ اور رسول نے آنکھیں کھول کر پوچھا بیٹی جانتی ہو کون ہے دروازے پر۔ یہ وہ ہے جسے کہیں بھی اجازت لے کر جانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن بیٹی جب تک تو اجازت نہیں دے گی یہ تیری چوکھٹ پار نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ کے وعدے کو پورا کرنے آیا ہے...... یہ مجھے لے جانے کیلئے آیا ہے۔ یہ عزرائیل...... یہ ملک الموت ہے، اجازت دے تا کہ یہ اپنی ذمہ داری کو پورا کرے۔ یہ ہے فاطمہ کے دروازے کا مقام...... یہ ہے فاطمہ کا دروازہ...... کتنا احترام کیا امت نے اس دروازے کا...... کتنا احترام دیا اس دروازے کو...... کہ جہاں ملک الموت اجازت کے بغیر داخل نہ ہو...... اس دروازے کو ان بدبختوں نے آگ لگائی۔ بس یہی وہ پہلی جرأت تھی۔ یاد رکھنا۔ اگر یہ جرأت نہ دیتے آنے والے مسلمانوں کو...... تو کبھی آنے والے مسلمان مسجد نبوی کو گھوڑوں کا اصطبل نہ بناتے۔ اگر فاطمہ کا دروازہ نہ جلایا ہوتا...... تو حجاج بن یوسف کعبہ پر آگ نہ برساتا اور جب ان لوگوں نے دیکھا کہ رسول کی بیٹی کے دروازے کو انہوں نے جلا دیا۔ مسجد نبوی سے زیادہ حرمت ہے، فاطمہ کے دروازے کی...... کعبے سے زیادہ حرمت والا ہے، فاطمہ کا دروازہ...... اتنی جرأت اسی لیے تو ہوئی...... اسی لیے تو ہم کہتے ہیں کہ واقعہ کربلا کی بنیاد وہاں پر رکھ دی گئی...... دروازہ جلا دیا گیا اور جلتے ہوئے دروازے کو اس طرح سے

دھکیلا گیا تھا کہ فاطمہ کے پہلو پر دہ دروازہ لگا..... کتنے زخم ہیں فاطمہ کے..... محسن کی شہادت سے سلسلہ شروع ہوا ہے..... یہ سلسلہ آج تک ختم نہیں ہوا..... جب علی اصغر کا لاشہ لے کر آیا تھا حسینؑ خیمے میں..... تو بچی دوڑی دوڑی آئی تھی ..... بابا اصغر کو پانی پلانے لائیں ہیں آپ..... حسینؑ نے عبا کے دامن کو ہٹا دیا اصغر سے..... تو بچی نے حسرت سے دیکھ کر کہا تھا..... بابا کیا اس عمر کے بچے بھی شہید کیے جاتے ہیں..... اس عمر کے بچوں کو بھی قتل کیا جاتا ہے..... میں دست بستہ شہزادی سکینہ کی بارگاہ میں یہی جملہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اولاد فاطمہ سے اتنی دشمنی ہے کہ محسن کو رحم مادر میں شہید کر دیا گیا کہاں کہاں فاطمہ اپنے جگر کے ٹکڑے سمیٹ رہی ہے..... کبھی بابا کا صدمہ..... کبھی محسن کا صدمہ..... کبھی علی کے سر پر ضربت کی خبر پہنچ رہی ہے..... کبھی حسن کے جگر کے ٹکڑے اٹھانے کے لیے آنا پڑ رہا ہے..... کبھی فاطمہ کو خبر مل رہی ہے کہ اس کے بچے، اس کی بچیاں، مدینہ چھوڑ کر جا رہی ہیں۔ حسین آیا ماں کی قبر سے لپٹا..... وداع ہو رہا ہے..... آخری بار اے ماں مجھ پر یہ دنیا تنگ کر دی گئی..... اب دوبارہ میں تیری قبر کی زیارت کے لئے نہیں آسکوں گا..... حسین تو وداع ہو گیا فاطمہ سے..... لیکن فاطمہ نے کہاں جانے دیا..... جہاں جہاں زینب اور حسین جاتے تھے، ماں پیچھے پیچھے چلی جاتی تھی..... شب عاشور زینب نے فضہ کے ذریعے سے حسین کو بلایا تھا..... ماں جائے، پشت خیمہ سے..... کسی بی بی کے رونے کی آواز آتی ہے..... کوئی بی بی ایسے روتی ہے جیسے اس کا جوان ذبح کر دیا گیا..... حسینؑ نے گلے میں بانہیں ڈال کر کہا تھا..... بہن پہچانا نہیں..... یہ کوئی اور نہیں ہماری ماں زہراؑ ہے۔

شب عاشور ہی حسین سب کو ان کا مقام شہادت دکھا رہا تھا..... جب اپنا مقام شہادت دکھانے کی باری آئی..... سب کو واپس کر دیا تھا..... کیوں.....؟ اسی لیے

کہ کوئی دیکھے نہ دیکھے حسین نے دیکھ لیا تھا کہ میری ماں زہرا بیٹھی ہے...... کسی کو نظر نہ آیا
لیکن حسین نے تو دیکھ لیا...... کہ میری ماں بیٹھی اس جگہ کو صاف کر رہی ہے جہاں میں
ذبح کیا جاؤں گا...... ارے لوگوں نے تو یہی دیکھا کہ اتنے تیر بدن میں تھے کہ حسین
جب گرا تو...... تیروں پر معلق تھا۔ ارے حسین سے پوچھو ایک اور بھی ہستی ہے جو زمین
پر لگنے نہیں دیتی حسین کو...... اور وہ اس کی ماں زہرا ہے...... جو زمین پر گرنے نہیں دیتی
اپنے بیٹے کو...... جہاں جہاں گئے حسین...... جہاں جہاں گئی زینب...... ماں پیچھے پیچھے
گئی ہے...... سکینہ بچھڑ گئی تھی قافلے سے...... روک دیا گیا تھا قافلہ۔ بیبیاں ناقوں سے
اتریں تھیں...... ہاتھ کھولے گئے تھے۔ اجازت دی گئی تھی کہ صحرا میں بچی کو تلاش
کرو...... واپس چلی تھیں بیبیاں آوازیں دیتی جاتیں تھیں زینب کو...... کچھ دور کسی بچی
کے رونے کی آواز آئی...... زینب آواز کی سمت آگے بڑھی...... تو کیا منظر دیکھا کہ کوئی بی
بی سکینہ کو گود میں لیے بیٹھی ہے...... جیسے ہی قریب پہنچی...... زینب نے آواز دی سکینہ
کو...... سکینہ نے اس بی بی کی گود کو چھوڑا...... دوڑ کر زینب کی گود میں آئی...... زینب نے
سینے سے لگا کر تسلی دی...... تسلی دینے کے بعد اس بی بی کا شکریہ ادا کرتی ہے...... اے بی
بی آپ کا بہت شکریہ...... آپ نے بڑا احسان کیا کہ اس یتیم بچی کو اپنی آغوش میں پناہ
دی...... بس اتنا سننا تھا اس بی بی نے...... چہرے سے نقاب ہٹا کر کہا...... زینب کس کا
شکریہ ادا کرتی ہے...... ارے میں کوئی اور نہیں...... میں تیری ماں زہراؑ ہوں...... برسوں
کی بچھڑی ہوئی زینبؑ کو ماں کا سینہ ملا...... ماں کی گود میں سر رکھ کے بچوں کی طرح بلک
بلک کر رونا شروع کر دیا...... زینب نے...... ارے اب آئی ہو ماں...... جب پورا گھر
اجاڑ دیا گیا...... عباسؑ کے شانے کٹ گئے...... قاسم کا لاشہ پامال ہو گیا...... علی اکبر کے
سینے میں برچھی لگ چکی...... عون و محمد سو چکے...... تیرا حسین...... جسے تو نے چکیاں پیس

پیس کر پالا تھا...... اُسے پسِ گردن سے کربلا میں ذبح کر دیا گیا...... مجھے یقین ہے کہ ماں نے ہی کہہ دیا ہوگا...... ارے زینب کسے بتاتی ہے، تو نے مدینہ چھوڑا تھا میں نے مزار چھوڑ دیا تھا...... جہاں جہاں تو گئی...... تیری ماں تیرے ساتھ ساتھ گئی...... ارے مجھے کیا بتاتی ہے...... جب میرا حسین ذبح کیا جا رہا تھا...... میری ہی گود میں تھا۔

اَلاَ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

# مجلس دھم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ الۡحٰمِدُوۡنَ السّٰٓئِحُوۡنَ الرّٰکِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّاہُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَالۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰہِ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (التوبۃ ۱۱۲)

صلوات بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

جلدی جلدی مختصر سوالات پڑھتا جاؤں آپ کے سامنے۔ کچھ پڑھنے والے ہیں، کچھ پڑھنے والے نہیں ہیں۔

جناب رقیہ کا دربار لاہور میں ہے یا نہیں......؟ تو ایسے ہی یہ سلسلہ سوال آپ نیچے سے دے رہے ہیں۔ بہر حال میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ دو روایتیں ہیں۔ لیکن دونوں حسابؔ سے ہیں۔ اولادعلی ہیں۔ ٹھیک ہے۔ ایک میں بارہویں پشت میں، ایک میں مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی بلافعل صاحب زادیاں۔ میں اس معاملے میں تحقیق کرتا ہوں۔ مگر مجھے ابھی تک موقع نہیں ملا ہے۔ میں خود بھی زیارت کرتا ہوں اور یہی سمجھ کر زیارت کرتا ہوں کہ ہیں علی کی بیٹیاں۔

لہٰذا آپ اطمینان سے زیارت کیا کریں۔ کیونکہ ہیں علی کی بیٹیاں، سیدانیاں ہیں۔ یہ دیکھئے کہ علی کی بیٹیاں، چاہے وہ رقیہ ہوں۔ جو میدانِ کربلا میں تھیں یا بارہویں

پشت سے ہیں علی کی بیٹیاں ۔ یہ تو ہم زیارت کرتے ہیں اور یہ سوچ کر زیارت کرتے ہیں کہ اولادِ علی ہے۔ لہٰذا پروردگارِ عالم اس کا اجر و ثواب ہم کو دے گا صلوٰۃ پڑھیے۔

یہ سوال ہے۔ تضاد کوئی بھی نہیں ہوتا امام کے افعال میں ۔ یہ یقین رکھیے گا کوئی فعل بھی، یعنی امام حسینؑ کے فعل اور امام حسنؑ نے فعل میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ کیا حسنؑ میں بڑا حلم اور بردباری تھی اور امام حسین بڑے شجاع اور جنگجو تھے۔ تو معاذ اللہ اس کا مطلب کیا ہوا؟ اس کا مطب یہ ہوا کہ امام حسین میں حلم اور بردباری نہیں تھی......؟ اور امام حسنؑ میں شجاعت اور جلال نہ تھا......؟ اس لیے اس کا یہ مطلب ہو گیا ۔ ہر امام اپنے زمانے کے حساب سے فعل کو انجام دیتا ہے۔ اگر امام حسنؑ کا غیظ جلال اور غضب دیکھنا ہے تو میں نے عرض کیا تھا صفین میں...... جمل میں دیکھ لیجئے۔ نہروان میں دیکھ لیجئے...... آپ کو پتہ چل جائے گا کہ امام حسنؑ کس طرح سے جنگ کرتے تھے۔ کہ مولا کائنات کو بار بار روکنا پڑتا تھا۔ اور اگر حلم اور بردباری دیکھنی ہے امام حسین علیہ السلام کی......تو صلح حسنؑ کے وقت دیکھئے کہ اگر مزاج کی بات ہوتی تو امام حسین تلوار نکالتے۔ لیکن حلم اور بردباری کا تقاضہ کیا ہے کہ جو حسنؑ کرتے چلے جا رہے ہیں...... کرتے چلے جا رہے ہیں...... اور وہ جو میں نے اشارہ کیا تھا مناظرے کی طرف...... ایسا مناظرہ تو امام حسینؑ کا نہیں ملتا...... جو مناظرہ امام حسنؑ نے کیا تھا۔ تو بس جہاں جیسی ضرورت تھی وہاں ویسا امام بن جاتا تھا۔ مشیت الٰہی کے تحت...... صلوٰت بھیج دیجئے محمد و آل محمد پر۔

اسی چیز کو ہمیں بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ کب کس دور میں کیسے پیغام کو پہنچانا ہے۔ کہیں نرم انداز میں...... کہیں گرم انداز میں...... کہیں جوش کے ساتھ...... کہیں شجاعت کے ساتھ...... کہیں ولولے کے ساتھ...... کہیں بردباری کے ساتھ...... کہیں دعا

کے ذریعے...... کہیں خطاب کے ذریعے...... جو صلاحیت ہے اس کو استعمال کرنا ہے۔ پیغام حسینی کو عام کرنے کے لیے۔

یہ آخری سوال رہ گیا کہ حسد اور رشک کے بارے میں آپ نے گفتگو کی تھی۔ کہ رشک صرف دو ہی صورتوں میں جائز ہے۔ اول اس سے کیا جائے جس کے پاس قرآن کا علم ہو۔ اور لوگوں کو اس کی دعوت دیتا ہو۔ دوم جو اپنے مال سے ضرورت مند لوگوں کی مدد کرتا ہو۔ بات یہ نہیں، یہ کلیہ ہے کہ اچھی چیزوں میں رشک ہوتا ہے۔ بری چیز میں رشک تھوڑی ہی ہوگا۔ یہ اتنا اچھا گلوکار ہے۔ کاش! میں بھی ہو جاتا۔ یہ اتنا بڑا فنکار ہے۔ کاش میں بھی ہو جاتا۔

یہ اتنا بڑا دھوکے باز ہے۔ کاش! میں بھی ہو جاتا۔ تو یہ رشک نہیں ہوا۔

رشک تو ہوتا ہے اچھی چیزوں میں۔ حسد کرتا ہے کہ یہ چیز صلب کر دی جائے۔ برائی میں حسد کبھی بھی نہیں کرے گا۔ کہ یہ اتنا بڑا بے ایمان کیوں ہے۔ حاسد کبھی نہیں چاہے گا کہ اس سے بے ایمانی کی صفت ختم ہو جائے۔ دوستی ہو گئی ناں۔

حاسد اچھی چیزوں کے چھیننے میں حسد کرے گا۔ اور رشک بھی اچھی چیزوں کے لئے ہوتا ہے۔ بری چیزوں کے لیے رشک کہاں سے کرے گا۔ رشک کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی اچھی صفات، صرف قرآن کی تعلیم اور لوگوں کی امداد مراد نہیں ہے۔ کسی کی علمی صفت...... کسی کی خطابت...... کوئی اچھا شاعر ہے...... بہت بڑا مداح خواں ہے...... انسان رشک کرتا ہے کہ کاش! میں بھی ایسے ہی بن جاؤں۔ کاش میں بھی اتنا بڑا مداح خواں بن جاؤں۔ اگر فرزدق نہ سہی اس حد تک پہنچ جاؤں۔ ابوالاسود دوئلی نہ سہی، وہاں تک پہنچ جاؤں، جیسے اس دور میں کتنے بڑے بڑے لوگ گذر گئے۔ جیسے کہ استاد قمر جلالوی گذر گئے، یہ غزل کی غزل ہو گئی، یہ اپنا کام دکھا کے چلے جاتے تھے۔ پتہ نہیں

آپ نے پوری طرح پڑھا ہے کہ نہیں، کہیں بھی اپنا کام دکھانے سے چوکتے نہیں تھے۔

کہ مروہ پروانوں کو پہلو سے ہٹا دے کوئی
شمع معصوم ہے بدنام ہوئی جاتی ہے

پڑھنے والا تو اسے غزل سمجھ کے ہی پڑھتا تھا۔ انہیں کیا پتہ کہ قمر کیا کہہ کر چلا گیا۔ تو ایسے بھی شاعر ہوتے ہیں۔ غزل کی غزل ہوگئی۔ اپنا ہاتھ بھی دکھا دیا، یعنی زبان کی ذوالفقار...... قلم کی ذوالفقار...... جو بھی ذوالفقار...... ذوالفقار ہو یعنی کہ بات ایسی ہو...... کہ تلملا بھی جائے اور کچھ کہہ بھی نہ سکے۔ اعتراض بھی نہ کر سکے۔ بات اس خوبصورت انداز میں کر کے چلا جائے۔ صلوٰت بھیج دیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اپنی شاعری کو کمال کے درجے پر پہنچا کر چلا جاتا ہے۔ جیسے میر انیس...... حالانکہ میر انیس دوسرا نہیں آسکتا۔ کوشش ہوتی ہے کہ انسان وہاں تک پہنچ جائے۔ جس میدان میں اچھی سے اچھی چیز ہے، اس پر رشک کیا جا سکتا ہے۔ صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

کیونکہ آج اس عشرے کی آخری مجلس ہے اور بہت تھوڑا وقت آپ کا لوں گا۔ اور نتیجہ نکال کر آپ کو دے دوں گا۔ لیکن میں پھر حسب دستور...... حسب سنت...... حسب حکم...... شریعت اخلاقی...... کے تحت آپ کا شکریہ ضرور ادا کروں گا کہ اتنے خشک موضوع کو اتنی ہی دل جمعی سے سنا۔ یہ میں حقیقت بتا رہا ہوں کہ آج مجالس کے بعد تو مجھے بھی یہ گمان ہوتا تھا کہ دوسرے دن سے لوگ غائب ہونا شروع ہو جائیں گے۔ لیکن بہرحال میرے پاس تو وہ زبان نہیں...... جس سے میں آپ کا شکریہ ادا کروں۔ میں نے بہت بڑا بیڑا اٹھایا تھا...... اور میں حق ادا نہیں کر سکا۔ یہ میری کوتاہی ہے...... یہ مت سمجھئے گا کہ سید سجادؑ کے فضائل میں کوئی کمی ہے۔ وہاں کمی نہیں، اگر میں حق ادا نہیں کر سکا

تو یہ میری کمی ہے...... تو یہ میری جہالت ہے...... وہاں تو فضائل کا سمندر ہی سمندر ہے......تو ذکر کرتے چلے جاؤ ذکر کرنے والے کی جتنی صلاحیت ہو گی، اتنا ذکر کرتا چلا جائے گا۔ یعنی میری صلاحیتوں میں تو کمی ہو سکتی ہے۔ ورنہ اس ذکر میں کوئی کمی نہیں صلوٰت بھیج دیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ کے دل سے سنا پھر زندگی ہے کے نہیں۔ نہیں معلوم دوبارہ کب ملاقات ہوتی ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ آپ دعا کیا کریں۔ جو یہاں کے بانی عزا ہیں۔ کہ وہ بھی مجھے پڑھانے کا رسک لے لیتے ہیں۔ اور نئے تجربات کرنے کا۔ بہت کم جگہیں ایسی ہیں جہاں پہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ پڑھا کیا جا رہا ہے۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کتنے لوگ آ رہے ہیں۔ کتنے نہیں آ رہے۔ یعنی اصل چیز کیفیت دیکھئے......کمیت نہ دیکھئے۔

تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے آئندہ کیلئے بھی حوصلہ دیا۔ انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ ایسے ہی سیرت معصومین کے موضوعات کو لیا جائے۔ اور آپ کی سماعتوں کے نذر کیا جائے۔ بات وہیں سے شروع کریں گے، جہاں پہ کل ختم کی تھی۔ وہ دعا جو ہم نے نیت تک پہنچائی تھی۔ کہ "نیت" کیا چیز ہے۔ "نیت" پر دار و مدار ہے۔ اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَّات وہ جو مولا ارشاد فرماتے ہیں! مجھے احسن نیات دے۔ دے بار الٰہا وَانْتَهِی نِیَّتِی بِاَحْسَنِ نِیَّات یعنی نیت کا درجہ بھی بتا دیا۔ نیتوں کے مختلف درجے جو ہیں ان میں جو بہترین نیت ہے اس نیت سے میں عبادت کروں۔ کل میں نے ایمان کے درجے بتائے تھے۔

امامؑ کا ایک ایک جملہ سمندر ہے۔ یہ جملہ دیکھیں خود جملہ بتا رہا ہے وَانْتَهِی نِیَّتِی بِاَحْسَنِ نِیَّات میری نیت کو اس انتہا تک پہنچا دے۔ گویا معلوم ہوا کہ نیت کے

بھی درجے ہیں۔ ایک وہ ہے جو احسن نیات ہے۔ وہ احسن نیات کیا ہے.....؟ ان نیتوں کے بھی درجے ہیں۔ جیسے ایمان کے درجے۔

آخری درجہ وہ تھا۔ جس پر ہم نہیں پہنچ سکتے۔ آخری درجہ وہ ہوتا ہے کہ امام اظہار کرے کہ ایمان کا درجہ یہ ہے..... مومن کا حق یہ ہے کہ اگر وہ اس دیوار کو حکم دے تو دیوار اپنی جگہ چھوڑ دے۔ مومن کا حق یہ ہے کہ اگر وہ اس دیوار کو حکم دے تو دیوار اپنی جگہ چھوڑ دے۔ درخت کو حکم دے تو یہ درخت اپنی جگہ چھوڑ دے۔ تو جگہ چھوڑ دی تھی ناں درخت نے۔ تو یہ تھے ایمان کے درجے..... وہاں تک پہنچنے والے نیت کے درجے کیا ہیں.....؟ آپ کو معصوم کے کلام کی تشریح میں نیت کے درجے بتاتا ہوں۔ صلوٰت بھیجئے آلِ محمد پر

کیونکہ نیت پر ہے دار و مدار اعمال کا، کوئی بھی عمل کریں، آپ نماز پڑھیں..... روزہ رکھیں..... حج کریں..... یہ الفاظ والی نیت نہیں کہ نماز پڑھنا تین رکعت مغرب کی واجب قربۃً الی اللہ۔ نہیں بلکہ دل میں قصد بھی کافی ہے۔ وضو کر رہا ہوں کس لیے کر رہا ہوں نماز کے لیے..... مصلے پر جا رہا ہوں کیوں جا رہا ہوں نماز کے لیے..... معلوم ہے یہی ''نیت'' ہے۔ یہی قصد ہے کہ انسان چند لمحے کیلئے اپنی توجہ کر لے کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ یہ ''نیت'' ہے۔ ضروری نہیں کہ زبان سے کہے۔ یہ تو بچوں کو سکھانے کے لیے کہا جاتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی کہنے میں معاملہ غلط ہو جاتا ہے۔ جب انسان کہہ بیٹھتا ہے کہ تین رکعت نماز مغرب کی پڑھتا ہوں واجب قربۃً اِلَّا اللہ اب یہ اِلَّا اللہ اور اِلَی اللہ میں کتنا فرق ہو گیا.....؟ اس کا مطلب نماز پڑھتا ہوں..... تیری ہی نہیں پڑھتا باقی کسی کی بھی پڑھوں اِلَّا اللہ یعنی اللہ کے سوا۔

بچوں کو بتا رہا ہوں بڑے بھی بعض اوقات اِلَّا اللہ ہی پڑھ جاتے ہیں۔ اِلَّا

اللّٰہ کا مطلب ہے لَا اِلٰہَ کوئی اللہ نہیں اِلَّا اللّٰہ ۔سوائے اللہ کے تو نماز پڑھتا ہوں اِلَّا اللّٰہ سوائے اللہ کے یعنی اللہ کو چھوڑ کے کسی کی بھی پڑھ رہا ہوں۔تو اِلَّا اللّٰہ نہیں قُرۡبَۃً اِلَّا اللّٰہ سنت یا مستحب قُرۡبَۃً اِلَّا اللّٰہ یعنی اللہ کے لیے اللہ کی طرف یعنی اِلَّا اور اِلٰی کا یہ فرق ہے۔صلوٰت بھیجئے محمد و آل محمد پر۔

دیکھئے ظاہر تو چھوٹا سا مسئلہ ہے۔لیکن کہاں بتایا جائے مسجد میں چھ جماعتی کھڑے ہونے ہیں۔ وہ جماعتی ہی نکلتا ہے منہ سے تو چھ جماعت والوں کو بندہ کیا بتائے آپ کو پتہ چلا؟ اتنے سارے لوگوں کو کہ بھائی اِلَّا اللّٰہ نہیں کہنا نماز پڑھتے وقت بلکہ بھائی اِلَی اللّٰہ کہنا ہے۔تو پہلا درجہ کیا ہے نیت کا......؟ پہلے درجہ یہ ہے کہ بس ریاء سے پاک ہو۔عبادت،ریا کاری کے لیے نہ ہو۔ پہلا درجہ نیت کا یہ ہے کہ قُرۡبَۃً اِلَّا اللّٰہ کے لیے پڑھتا ہوں۔اللہ کے لیے کہنے کا کیا مطلب......؟ ریا کاری نہ ہو...... ریا کاری نہ ہونے کا کیا مطلب...... کہ کسی کو دکھانے کے لیے نہیں پڑھ رہا۔ بیشک توجہ نہیں ہے...... خشوع و خضوع نہیں ہے۔جلدی میں پڑھ رہا ہوں۔دیر سے پڑھ رہا ہوں،لیکن کسی کو دکھانے کیلئے نہیں پڑھ رہا۔ بلکہ اللہ کا واجب ہے۔ یہ ادنیٰ ترین نیت ہے۔ادنیٰ ترین کیا ہے......؟ بس ریا کاری سے پاک۔ریا کاری کسے کہتے ہیں؟ یہ ہے کہ گھر میں نماز پڑھے تو مختصر...... مسجد میں پڑھی تو لمبی لمبی...... گھر میں پڑھے تو نوافل کے بغیر...... مسجد میں جائے تو نوافل بھی پڑھے...... کیوں کہ کم سے کم لوگ تو مجھے دیکھیں لمبی لمبی نمازیں پڑھتے۔گھر میں جا کے پڑھے بہت مختصر سی،لیکن نیت خراب کر دی اس لیے لمبی لمبی نمازیں پڑھ رہا ہے تا کہ لوگوں میں مشہور ہو جائے کہ بڑا عبادت گذار ہے۔لمبی اور چھوٹی ہونے کا مسئلہ نہیں ہے،مسئلہ یہ ہے کہ عبادت کو ریا کاری سے پاک ہونا چاہیے۔ یعنی چاہے گھر پڑھے یا باہر...... اللہ کے لئے پڑھ رہا ہوں۔کسی کے لیے نہیں پڑھ رہا۔

اسی لیے کہا گیا ہے کہ نوافل بہتر ہے گھر میں پڑھو۔ مستحب عبادت کے لیے کہا گیا ہے کہ چھپا کے۔ اب کوئی واجب کو چھپا کے پڑھے...... مستحب دکھا کے پڑھے...... بیشک مستحب نماز مسجد میں پڑھ سکتا ہے۔ لیکن ایک بات عرض کر رہا ہوں کہ ریا کاری سے پاک ہو یا ویسے نماز پڑھتا ہی نہیں، لیکن اب لوگوں کو دکھانے کیلئے ایسی جگہ پھنس گیا کہ جہاں نماز پڑھنی پڑ گئی، جہاں لوگ اکٹھے ہوں تو نماز پڑھ رہا ہے۔ ویسے نماز شب نہیں پڑھ رہا۔ کہیں جا رہا ہے تو نماز شب پڑھ رہا ہے یا پڑھتا ہے۔ لیکن لوگوں کو کیسے بتائے کہ میں تہجد پڑھتا ہوں۔ یہ بڑی مشکل ہے۔ کوئی ایسی بات اشاروں ہی اشاروں میں کر دینی کہ سننے والا سمجھ جائے، کہ میں تہجد گذار ہوں۔ بس آپ سمجھتے ہیں ناں اس مسئلے کو......؟ کہ اشاروں میں کیسے بتایا جاتا ہے......؟ یا مسئلہ آ کے پوچھ لیا جاتا ہے کہ رات کو میں تہجد پڑھ رہا تھا تو...... لائٹ چلی گئی...... میں نماز شب کے لئے اٹھا تو لائٹ گئی ہوئی تھی...... جناب میں کل نماز شب کے لیے اٹھا تو پانی گرم نہیں تھا...... یعنی کسی نہ کسی بہانے سے یہ نہیں کہنا کہ میں نماز شب پڑھتا ہوں لیکن بتا رہا ہے دوسرے کام کے بہانے سے کہ اس کو کسی طرح سے معلوم ہو جائے کہ میں رات کو جاگ کے عبادت کرتا ہوں۔

ریا کاری کیا ہوئی......؟ وہ پہلا درجہ نیت کا۔ پہلا درجہ اب یاد رکھئے گا۔ پہلا درجہ یہ ہے، کہ ریا کاری سے پاک ہو...... دکھاوے سے پاک ہو...... عبادت اللہ اور بندے کا معاملہ ہے...... عبادت کا صلہ نہ لوگ تمہیں دیں گے، اگر لوگوں کے لیے کرو گے تو یاد رکھو! لوگ تمہیں کوئی صلہ دینے والے نہیں۔ تو ٹکریں مارنے کا فائدہ......؟ نہ تمہارے روزے کا صلہ دیں گے...... نہ یہ حج کا صلہ دیں گے...... عبادت کا تعلق کس کے ساتھ ہے...... بندگی کا تعلق کس کے ساتھ ہے...... اللہ کے ساتھ!!! تو کہا میرے

ساتھ ریا کاری نہیں چلے گی۔ میرے لئے نماز پڑھ رہے ہو یا لوگوں کے لیے۔ کہہ رہے ہیں قَرْیَۃً اِلَّا اللّٰہ باقی سب کا خیال ہے۔ پہلا درجہ امام فرماتے ہیں نیت کا کہ ریا کاری سے پاک ہو۔

نیت کا دوسرا درجہ کیا ہے؟ نیت کیا ہے؟ جہنم کا خوف یا جنت کی لالچ...... بالکل ٹھیک ہے کیونکہ اللہ کی ترغیب بھی یہی ہے۔ قرآن مجید میں درجہ بندی ہے......لوگوں کو ڈرایا بھی گیا ہے...... بشارت بھی دی گئی ہے...... خوشخبری بھی سنائی گئی ہے......لہٰذا یہ دونوں مرحلے بھی بتا دیے۔ چلو نیت بھی ٹھیک ہے یہ دوسرا درجہ ہے۔

یعنی اس سے اوپر آ گیا اب میں بناوٹ کے لیے نہیں خوفزدہ ہوں کہ پروردگار سزا دے گا۔ اگر میں نے واجب کو ادا نہیں کیا۔ وہ بھی کتنے اچھے لوگ ہیں جو ڈرتے ہیں کہ اللہ سزا نہیں دے گا...... وہ کتنے دلیر لوگ ہیں جو ڈرتے بھی نہیں ہیں اللہ سے...... وہ کتنے اچھے لوگ ہیں کہ جنہیں یہ تو خواہش ہے کہ پروردگار ہمیں آخرت میں نعمتوں سے نوازے گا۔ کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جنہیں ان اخروی نعمتوں کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ تو اسی لیے معصوم نے مذمت بھی نہیں کی؟ کہا یہ بھی درجہ ہے۔ اچھی بات ہے۔ اگر یہ اچھی بات نہ ہوتی تو اللہ قرآن میں نعمتوں کا ذکر کیوں کرتا۔ جنت کے باغات کا ذکر کیوں کرتا...... ڈراتا کیوں......؟ جہنم کا حال کیوں بیان کرتا......؟ اسی لیے کہ یہ بھی ایک درجہ ہے۔ یہ درجہ بندی کی گئی ہے۔

تیسرا درجہ جنت اور جہنم کا خوف، اپنی جگہ واجب ہے۔ یعنی اللہ کو پہچاننے کے بعد اس کے حکم کے تحت عبادت کو انجام دے رہا ہے۔ کہا یہ تیسرا درجہ ہے۔ مجھے آگاہ کرنا ہے۔ اللہ کا حکم ہے نیت۔

چوتھا درجہ کیا ہے......؟ چوتھا درجہ یہ ہے کہ میں عبادت کروں گا برائیوں سے

محفوظ ہو جاؤں گا۔ معصیت سے بچ جاؤں گا۔ کیوں اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَر۔ کہ نماز وہ عبادت ہے جو انسان کو فحش اور منکرات سے بچا دیتی ہے۔ جب پانچ وقت انسان کو نماز کا خیال رہے گا...... طہارت سے رہنا پڑے گا...... پاک صاف رہنا پڑے گا...... کتنی برائیوں سے انسان بچتا ہے۔ صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

پانچواں درجہ۔ اب پانچویں درجے پہ معصوم فرماتا ہے کہ یہ وہ منزل ہے نیت کی کہ جہاں نہ جنت کی لالچ...... نہ جہنم کا خوف...... بلکہ عبادت کرنے والا معرفت کی منزل پر پہنچتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے پروردگار! میں تیری عبادت جنت کے لالچ سے نہیں کرتا...... جہنم کے خوف سے تیری عبادت نہیں کرتا...... بلکہ میں نے تجھے اس قابل پایا ہے تو تیری عبادت کرتا ہوں۔ یہ نیت کی وہ آخری منزل صلوٰت بھیجئے محمد وآل محمد پر۔

یہ نیت کے درجے ہیں۔ احسن نیت مجھے دے دے۔ جو میرے جد علی ابن ابیطالب کی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس درجے کو عام انسان تو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ ہم لوگ تو نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن امام درجہ بتا رہا ہے کہ ہماری اور آپ لوگوں کی نیت میں فرق یہ ہوتا ہے۔ تم اس چوتھے درجے کو حاصل کرلو...... واجب سمجھ کے...... اللہ کا حکم سمجھ کے...... محرمات سے بچنے کیلئے...... چوتھے درجے کی نیت ہو...... اس نیت میں پہنچ کے پھر انسان کی عبادت میں توجہ پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگ صرف اس لیے عبادت نہیں کرتے توجہ نہیں رہتی عبادت کی طرف۔ فائدہ کیا ہے؟ ایسے ٹکریں مارنے کا۔ نہیں نہیں...... ٹکریں مارنے کا مسئلہ نہیں ہے، مسئلہ واجب کو ادا کرنے کا ہوتا ہے۔ اس لیے ہر معصوم کی تاکید ہے دیکھو واجبات ضرور انجام دینا، کیوں اگر کمی رہ جائے گی...... توجہ نہیں ہوگی...... خشوع وخضوع نہیں ہوگا...... عبادت تو کرو گے۔ واجب تم نے ادا کیا آخر ہماری

شفاعت کس کے لیے ہے۔ بے نمازی ہونا اور بات، جب کوئی حکم ہی انجام نہیں دو گے، جب کوئی عبادت ہی نہیں کرو گے، امتحان کی پوری کتاب سادہ بھیج دو گے تو سفارش کرنے والا سفارش کیسے کرے گا۔ وہ رپورٹ پاس کرنے والا رپورٹ پاس کیسے کرے گا۔ ارے پندرہ بیس نمبر تو لو کہ رپورٹ بنانے والا کچھ نمبر دے کے تمہیں پاس تو کرے۔ اگر کاپی بالکل صاف ہی دے دی تو پھر حق ہے کسی کو سفارش کا۔ بھائی تو نے کچھ لکھا ہی نہیں پورے امتحان کی کاپی سادہ دے دی ہمارا ہے ہی نہیں۔ ہمارا ہوتا تو ہمارا کوئی ایک حکم تو یاد ہوتا...... بھائی یہ سارے احکام معصوم کے ہیں۔

کوئی تو جواب لکھ کے بھیجتا۔ کوئی تو بات لکھتا اس نے تو ہماری بات ہی نہیں کی۔ ہمارا کوئی حکم بھی یاد ہی نہیں کیا۔ ہمارے کسی حکم پر عمل ہی نہیں کیا۔ لہٰذا شفاعت کہاں ہوگی......؟ شفاعت وہاں ہوگی جہاں عمل ناقص ہوگا۔ جہاں عمل ہی نہیں وہاں شفاعت کا کیا جواز ہے۔ عمل کس چیز کا اظہار کرتا ہے......عقیدے کا اعلان کرتا ہے۔ کل آپ کے سامنے میں نے عرض کیا تھا کہ علم بغیر عمل کے سب بیکار ہے۔ آپ کو پتہ ہو گیا کہ حق کیا ہے...... باطل کیا ہے...... سچ کیا ہے...... جھوٹ کیا ہے...... عمل ہی نہیں ہے تو فائدہ......؟ آپ خود کہتے ہیں اگر کوئی عالم کرے کچھ......اور کہے کچھ...... تو آپ کیا کہیں گے......؟ عالم بے عمل۔

کل میں نے یہیں چھوڑا تھا بات کو۔ تو پھر آپ خود ہی اس بات پہ کیوں قائل ہیں۔ اسلام کا سب کے لئے ایک ہی قانون ہے یا الگ الگ۔ ایک ہی قانون ہے ناں کسی کی گرفت زیادہ...... کسی کی گرفت کم۔ لیکن عزیزو! بات تو یہی ہے کہ عمل کے بغیر علم کا اظہار ہوتا؟ اہل بیت کی محبت کا اظہار......علی کی محبت کا اظہار......اس لیے ہر معصوم تاکید کر رہا ہے کہ ہماری محبت کا سب سے بڑا ذریعہ تمہارا عمل ہے...... جب جس

زمانے میں تم عمل انجام دو گے لوگ سمجھ جائیں گے کہ اہل بیت کی تعلیمات کیا تھیں۔

صلوٰت بھیج دیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

اس لیے امام ارشاد فرماتے ہیں۔ جو بہترین نیت ہے اور اس نیت کے بعد عمل کی دعا کر رہا ہے۔ بارالٰہا! میرے عمل کو سب سے بہتر عمل قرار دے دے۔ کیوں جب نیت صحیح ہو گی...... عمل صحیح ہو گا...... اب عمل کون سا......؟ عمل جتنے بھی آج ہیں۔ لیکن آج میں احسان عمل کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ اب یہ میرے عقیدے کی بات ہے میں کیا کروں۔

میں تقیہ نہیں کروں گا۔ جہاں آپ کو ستانے میں کوئی کسر نہیں رکھتا وہاں یہ سنانے میں بھی کسر نہیں چھوڑوں گا۔ بے فکر ہو جایئے۔ اطمینان سے سنیئے گا...... عقیدے کی بات کو بھی آپ سن لیجئے گا کہ...... احسن عمل کیا ہے۔ وہ عمل جو میرے اعمال کو بچا رکھے گا...... نماز کا حکم دے دیا...... معصوم نے روزے کا حکم دے دیا...... معصوم نے حج کا حکم دیا...... خمس کا حکم دیا...... ہر حکم میں تاکید...... لیکن ہر دو جملے کے بعد محمد وآل محمد کو وسیلہ بنانا...... ان کے وسیلے سے...... ان کے صدقے...... ان کے واسطے سے...... ان کو رحمت بنا...... ان کو نعمت بنا...... یہ ذکر بتا رہا ہے کہ ہر عمل محتاج ہے...... اہل بیت سے محبت کے اظہار کا...... جتنی دعائیں پڑھ لیں...... اب میں ختم کر رہا ہوں۔ اسی دعائے مکارم اخلاق کو...... آپ دیکھ لیجئے گا۔ ہر جملے کے بعد...... جب جملہ مکمل ہوتا ہے...... درود ان کو واسطہ بنا...... ان پر رحمت بھیج...... ان کو وسیلہ بنا...... معصوم بتا رہا ہے کہ موئی عبادت کمال تک پہنچ سکتی ہی نہیں جب تک ہمارا ذکر اس میں شامل نہ کر دیا جائے۔ بالکل الٹا برعکس فلسفہ شرک کا فلسفہ یہ ہے کہ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ لیکن جب حقیقت میں دیکھیں گے تو کوئی عبادت مکمل ہی نہیں...... جب تک ان میں اہل بیت کو شامل نہ

کیا جائے۔ تو یاد رکھنا کہ احسن العمل کیا ہے۔ جتنے بھی عمل ہے۔ جن کو انسان سرانجام دیتا ہے۔ انجام صالح انجام دیتا ہے۔ ہر عمل...... عمل صالح اسی صورت میں بنے گا۔ جب محبت اہل بیت کے ساتھ انجام دیا جائے گا۔ غریبوں کی مدد...... اعمال صالح...... یتیموں کی سرپرستی...... عمل صالح ہے...... قیدیوں کی مدد...... عمل صالح ہے...... اسکول بنانا...... عمل صالح ہے...... مدرسہ بنانا...... عمل صالح ہے...... مجلس کرنا...... عمل صالح ہے...... امام بارگاہ بنانا...... عمل صالح ہے...... لیکن کب عمل صالح ہے؟ جب اس میں محبت اہل بیت شامل ہو۔

مثلاً غریبوں، یتیموں کی مدد...... امام بارگاہ آدمی کس لیے بناتا ہے؟ بھائی محبت اہل بیت ہوگی تو بنائے گا۔ مجلس انسان کس لیے کرتا ہے؟ محبت اہل بیت ہوگی تو کرے گا۔ نہیں عزیزو اس دھوکے میں مت رہنا...... وہ جو میں نے کہا ان تمام مطالب کو جمع کرتے چلے جاؤ۔ اِنَّمَا الْاَ اعمَالُ بِاالنِیَّات جیسی نیت ہوگی۔ اور نیتوں کے حال سے اللہ واقف ہے۔ امام بارگاہ بنا رہا ہوں، لیکن ضروری نہیں کہ محبت اہل بیت میں بنا رہا ہوں۔ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ میرے مقاصد کچھ اور ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ نہیں ہوسکتا ہے۔ کہ بنا امام بارگاہ ہی رہا ہوں اور مقصد کچھ اور ہو۔ ان مقاصد کو آپ اپنے معاشرے میں اچھی طرح دیکھ اور سمجھ بھی سکتے ہیں۔ اگر سمجھنا چاہیں کہ جانتے ہیں اس طرح سے بہت آسان ہے۔ لوگوں میں مجلس ہوتی ہے حسینؑ کی ہے۔ گمان مت کرنا کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نام مجلس حسینؑ کا ہوتا ہے۔ مگر اسی مجلس حسینؑ کے ذریعے سے مقصد حسینؑ کو روندا جاتا ہے۔ پھر یہ حسینؑ کی مجلس ہوئی؟ جس مجلس میں جو حسینؑ کے نام پہ ہی فرش بچھایا جائے اور حسینؑ کے ہی راستے سے ہٹانے کی کوشش کی جائے۔ حسین ہی کی شریعت کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ تو میری

بات آ گئی کہ ہر مجلس، مجلس حسینؑ نہیں ہوتی۔ نام ضرور مجلس حسینؑ ہوتا ہے۔ مجلس حسین وہی مجلس ہوتی ہے۔ جہاں سے حسینؑ کا پیغام دیا جاتا ہے۔ جہاں سے حسینؑ کے دشمنوں کا پیغام دیا جائے۔ جہاں پہ دوسرے مقاصد بیان کیے جائیں وہ مجلس حسین نہیں ہوتی ۔تو بات کیا ہوئی کہ عمل، عمل صالح کب بنے گا؟ مجلس، مجلس حسینؑ کب بنے گی؟ امام بارگاہ تب حسینؑ کا امام بارگاہ ہوگا۔ جب حسینؑ کے مقاصد کو عام کرنے کے لیے، گمراہیاں پھیلانے کے لیے نہیں۔ اگر گمراہی پھیلائی جائیں...... چاہے وہ مسجد ضرار ہو۔ چاہے وہ خانہ کعبہ ہو۔ باطل ہے۔ چاہے وہ مسجد نبوی کے ممبر پر بیٹھ کر گمراہی پھیلانے والا شیخ حرم ہو۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مسجد نبوی سے متبرک کوئی مقام نہیں۔ مسجد حرام سے مبارک گھر کوئی نہیں ہے۔ لیکن اگر گمراہی پھیلائی جائے...... تو وہ ممبر بھی قابل مذمت ہے۔ چاہے وہ مسجد حرام کا ہو...... چاہے وہ مسجد نبوی کا ہو...... اس کو بات کو یاد رکھنا کہ عمل صالح مشروط ہے۔ حقیقی محبت اہل بیت کے ساتھ...... اگر محبت اہل بیتؑ ساتھ ہے۔ تو مختصر سا عمل قیامت کے دن اتنا بڑا ہو جائے گا کہ قیامت کے دن انسان خود اپنے اعمال کو دیکھ کر حیرت سے کہے گا کہ پروردگار میں نے تو یہ عمل کیا ہی نہیں...... میں تو ایک بار مسجد نہیں گیا...... یہ چار سوحج میرے کیسے ہو گئے...... میں تو ایک بار عمرے پہ نہیں گیا...... یہ چار ہزار عمرے کیسے آ گئے...... میں تو ایک بار کربلا نہیں گیا...... یہ ہزاروں زیارتیں میرے حساب میں لکھی ہوئی ہیں...... پروردگار میں ایک بار نجف نہیں گیا...... یہ ہزار بار سفر لکھا ہے...... میں نے تو کبھی بارڈر پار نہیں کیا...... میں تو اتنا غریب آدمی تھا...... اتنی ساری مشہد کی زیارتیں...... تو جواب یہی دیا جائے گا۔ ان ہزاروں سفر کرنے والوں سے تو بہتر تھا۔ تیرا ایک، ایک عمل حج اکبر کے برابر تھا۔ محبت اہل بیت کا یہ کمال ہے...... محبت حسینؑ کا یہ اعجاز

ہے...... یہ ہے آنسو کی کرامت...... یہ ہے وہ آنسو جو عقیدت سے خلوص سے انسان کی آنکھ سے بہتا ہے...... آپ ستر حج کیسی بات کر رہے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں سینکڑوں حج کے برابر ہو جاتی ہے یہ عبادت...... مگر کیا ہے اس طرح سے آنسو بہا دیا جائے عقیدت میں یہ چھوٹا سا عمل...... معمولی سا عمل...... وہاں جا کے دیکھئے گا۔ پروردگار میں نے نہیں کیا...... نہیں تجھے کیا معلوم...... یہ سب تیرے حساب میں چلا گیا۔ کربلا سے محشور کیا جا رہا ہے۔ پروردگار مجھے تو فلاں جگہ دفن کیا گیا تھا...... میں یہاں سے کہاں...... کہا نہیں تمہاری مٹی یہیں کی تھی...... کہیں بھی دفن کر دو...... کربلا میں خاک پہنچے گی۔ میں دریا رہوں آخر مجھ کو ملنا ہے سمندر میں۔ تو بات یہ ہے۔ کون سا عمل، عمل صالح بنے گا۔ جہاں خالص محبت ہو گی۔ ان سے خالص محبت اور میں محبت بھی نہیں کہتا حسینؑ کی شان میں ہمیشہ یہ جملہ کہتا ہوں کہ حسینؑ سے عشق کرو...... محبت نہ کرو...... عشق کرو...... عشق میں کیا ہوتا ہے؟ عشق میں یہ ہوتا ہے کہ انسان خود اپنا نہیں رہتا...... کسی کا ہو جاتا ہے۔

عشق یہ ہوتا ہے۔ انسان کھو جاتا ہے۔ اگرچہ بہت سارے لوگ اس کو قابل مذمت سمجھتے ہیں۔ اہل عرفاء اس عشق کو کیا منزل دیتے ہیں۔ وہ تو کہتے ہی یہی ہیں۔ اس لیے تو گمراہ ہو جاتا ہے انسان کہ عشق کے مفہوم کو سمجھ نہیں پاتا۔ اگر عشق کے مفہوم کو سمجھ لے ڈوب جاتا ہے۔ جس سے عشق کرتا ہے۔ جب اس کی ذات میں ڈوب جاتا ہے۔ پھر اس کے سوا اسے کچھ نظر نہیں آتا...... ہر چیز قربان کرتا ہے...... اس طرح سے خوشی محسوس کرتا ہے۔ عشق میں قربانی سے انسان خوشی محسوس کرتا ہے۔ تو یاد رکھو حسینؑ کا عشق کیسا......؟ عشق ہے اسی پہ پہچان لیتا کہ جب قربانی دینے کی بات آئے۔ قربانی دیتے ہوئے خوشی ہوتی ہے۔ تو یہ ہے حسین سے عشق۔

یہ عشق تو کربلا ساری کی ساری اور کچھ بھی نہیں ہے۔ کربلا میں اس لیے جو وہاں پہ قربانی دی گئی...... کہیں دی گئی؟ لیکن قربانی کیسے دی ہے۔ راوی کہتے ہیں۔ جتنی شدت مصیبتوں کی بڑھتی جاتی تھی...... اتنی ہی انصار حسینؑ کے چہروں پر رونق ہوتی جاتی تھی۔ راویوں کے الفاظ ہیں...... گلنار ہوتے جاتے تھے...... چہرے خوشی سے سرخ ہوتے جاتے تھے...... کیوں؟ عشق میں قربانی دے رہا ہے...... عشق کے راستے میں قربانی دے رہا ہے...... تو انسان کتنا خوش ہوتا ہے۔ جس سے عشق کرتا ہو اس پر اپنا آپ لوٹا دیتا ہے۔ اپنے بچوں کو لٹا دیتا ہے...... اپنا مال و دولت لٹا دیتا ہے...... اپنی جان لٹا دیتا ہے...... یہ ہے عشق حقیقی کی منزل۔

عشق حقیقی کی منزل...... حسین کی منزل ہے۔ تو کوشش کیا ہو ہماری کہ ہم حسین سے عشق کریں۔ یہاں پہ مجلس ختم ہو رہی ہے۔ یہ خلاصہ کر رہا ہوں۔ پیغام کا کہ آٹھ دس دن سے حسینؑ مہمان ہے آپ کا...... ویسے تو سارا سال ہی ہم اپنے دلوں میں حسین کو باس کے رکھتے ہیں۔ لیکن یہ جو مخصوص ایام عزا ہیں۔ آٹھ دس دنوں میں ختم ہو جائیں گے۔ بس عزیزو! کوشش کیا ہونی چاہیے کہ آٹھ ربیع الاول گذر جائے...... لیکن حسین ہمیں چھوڑ کے نہ جائے...... ہم اپنے دل میں بسا کے رکھیں...... یعنی ایک منزل تو آگے بڑھیں...... ایک قدم تو آگے بڑھیں...... اتنا دو مہینے کی عزاداری کا کچھ تو ثمر ہو...... دو مہینے تعزیریں سنیں...... دو مہینے مجلسیں سنیں...... کچھ تو اس کا ثمر ہونے چاہیے۔ کیا ہونا چاہیے کہ محرم کے بعد حسینؑ مہمان رہنا چاہیے۔ دو چار باتیں تو یاد رہ جائیں...... دو چار فقرے تو یاد رہ جائیں...... شاید کچھ مسائل کے حل کی طرف بڑھ جائیں...... محبت تو پیدا کریں...... عشق کو پیدا کریں...... رسمی دنیا سے باہر نکل آؤ۔

یہ چوتھا امام چاہتا تھا۔ بس خلاصہ کر رہا ہوں اپنی گفتگو کا۔ پینتیس سال تک

امام روتا بھی رہا...... رلاتا بھی رہا...... اس رلانے رونے کا فائدہ کیا ہوا...... کہ سادات سمیت جتنے بھی محبان اہل بیت تھے وہ پیغام لے کر ساری دنیا میں پھیل گئے۔ وہ کراچی میں عبداللہ شاہ غازی کا مزار ہو...... لاہور میں بی بی پاکدامناں کا مزار ہو...... یہ سب اس تبلیغ کا حصہ ہیں...... اس پیغام کا حصہ ہیں...... سید سجاد کے جس دور میں امام کو اجازت نہیں تبلیغ کرنے کی...... نہ رشد و ہدایت کرنے کی...... امام پھیلاتا چلا جاتا ہے۔ اپنے چچا زاد بھائی کو حکم دیتا ہے...... یعنی محمد حنفیہ کے بیٹے کو...... جاؤ خراسان کی طرف قم کی سرزمین میں...... جاؤ ہماری دعوت کو عام کرو...... جہاں جہاں تک یہ نہیں پہنچ پاتے تھے...... بنو امیہ...... وہاں ،وہاں امام اپنے نمائندوں کو بھیجتا تھا۔ اور جہاں امام کا نمائندہ جاتا تھا۔ وہاں تسبیح کا باب منظر شہود پر آجاتا تھا۔ وہ سندھ کی سرزمین ہو۔ پنجاب کی سرزمین ہو۔ یہ ہماری کوتاہیاں ہیں کہ ہم اولیا اللہ کی تعلیمات کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ ہم نے ان کے ناموں کو کھانے کمانے کا ذریعہ بنا لیا۔ ورنہ کس طرح سے، انہوں نے دین کی تبلیغ کی...... کتنی قربانیاں...... کہ محمد بن قاسم کو بھیجنا پڑا تھا...... کہ حجاج بن یوسف قتل عام کر گیا...... سادات کا...... یہ اور بات کہ محمد بن قاسم نے یہاں آنے کے بعد سادات کے قتل سے ہاتھ اٹھا لیا۔ جب ان کا کردار دیکھا تو شرمندہ ہو گیا۔ کہ مجھے کچھ کہہ کے بھیجا گیا تھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ یہ اور بات یاد رکھنا۔ یہ ساری حقیقت ہے۔ اس نے ضرور مارا۔ لیکن جب سادات کے دلوں پر حکومت دیکھی تو خود شرمندہ ہو گیا۔ یہی سبب خود اس کے قتل کا بن گیا۔ یہی تو عجیب مزے کا کھیل...... عجیب صورت حال ہے...... کہ محمد بن قاسم کو ہیرو تو بنا کر پیش کرتے ہو...... یہ بھی بتا دو کہ انجام کیا ہوا۔ یہ عجیب بات ہے۔ ابوذر یہ بھی تو کہتے ہو کہ سچا آدمی تھا۔ یہ بھی تو بتا دو کہ ابوذر کا انجام کیا ہوا۔ بھائی بچوں کو سبق پڑھاتے ہو کہ یہ فاتح باب

الاسلام ہے...... فاتح سندھ ہے...... ارے یہ بھی تو بتاؤ کہ ہوا کیا...... یہ بھی تو بتاؤ کہ اس بیچارے کو کس طرح سے زنجیروں سے جکڑ کر لایا گیا۔ زندان میں ڈالا گیا۔ اور اسی زندان میں وہ گل سڑ کر مر گیا۔ انہی بادشاہوں نے جنہوں نے بھیجا تھا سندھ فتح کرنے کے لیے۔ یہ کوئی نہیں بتاتا کہ اس بیچارے کے ساتھ ہوا کیا۔ اسی لیے ہوا کہ وہ یہاں پر آ کر کچھ حد تک سادات پر مہربان ہو گیا تھا۔ میں اس کا وفاع نہیں کر رہا ہوں۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ یہ حشر ہوا، اس کا آخر میں۔ یہ بھی بتاتے ہیں لوگ...... نہ فاتح ہے اور کتنے سپہ سالار ایسے ہیں کہ جن کی بڑی تعریفیں کرتے ہیں۔ جن کو سیف اللہ قرار دیتے ہیں۔ یہ نہیں بتاتے کہ ان کا انجام کیا ہوا۔ بھائی حضرت خالد بن ولید، سیف اللہ، عجیب بات ہے۔ سب سے آخر میں اسلام لایا۔ سیف اللہ قرار پایا۔ شاید اس لئے سیف اللہ کہ سارا عرصہ مسلمانوں سے لڑتے رہے۔ جنگ احد میں بھی وہی تھے۔ جو درے پر آئے تھے۔ چلو خیر آپ نے جو لقب دے دیا...... آپ نے یہ لقب دے دیا کسی سے، ادھر سے ادھر لے کر۔ لیکن ظاہر ہے کہ جو اسد اللہ ہے۔ وہ اسد اللہ ہی رہے گا۔

لقب دے دیا۔ بھائی آخر یہ تو بتاؤ کہ ہوا کیا۔ کس دور میں انہیں جلا وطن کر دیا گیا۔ کس دور میں ان کی نوکری ختم کر دی گئی۔ ان کی چھٹی کر دی گئی۔ بس سیف اللہ بھائی...... لوگوں کو پوری تاریخ کیوں نہیں بتاتے کہ ان کا انجام کیا ہوا۔ بیچ میں پہنچا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آخر کی بات چھوڑ دو۔ ارے بھائی آخر کی باتیں کیوں چھوڑ دو؟ آپ چھوڑ دیں گے...... ہم تو جھوٹے کو آخر تک پہنچا کے چھوڑتے ہیں...... آپ چھوڑ دیجئے ہم تو گھر تک پہنچا کے چھوڑ آئیں گے...... جب اتنی فضیلتیں دیں تو آخر میں ان بیچاروں کے ساتھ یہ سب ظلم کیوں کیا گیا۔ ان کا منصب بھی چھینا گیا۔ انہیں دربدر بھی

کیا گیا۔ انہیں خوار بھی کیا گیا۔ تو یہ منصب حسینؑ کو خود دیتے ہیں۔

یہ ہوتا ہے فاتح سندھ۔ جو جناب محمد ابن قاسم ان کا حشر کیا ہوا؟ یہ بھی تو بتاؤ۔ لوگوں کو...... تو بات یہ ہے کہ آپ کے کبھی وہ ہیرو ہیں اور کبھی وہی ویلن ہیں۔ ہاں یہی ہوتا ہے۔ انہیں کو ہیرو قرار دیتے ہیں۔ انہیں کو ویلن بنا کے انجام سے دو چار کر دیتے ہیں۔ سب کے ساتھ یہی کیا جا...... چاہے وہ اموی ہو...... چاہے عباسی ہو...... چاہے وہ ابومسلم خراسانی ہو یا ابوسلمٰی ہو...... سب کے ساتھ یہی حشر ہو...... اچاہے وہ ہو ہارون رشید کے دور میں...... جن کے ہاتھ میں تھا اقتدار اور یہ آل براوسۂ نے خود اقتدار کے نشے میں مست ہو کر ساتویں امام کو شہید بھی کرایا۔ لیکن ان کے ساتھ خود کیا ہوا۔ اس بادشاہ نے جس نے انہیں اقتدار کا قلمدان دیا تھا۔ بدترین انجام سے دو چار کر دیا۔ لیکن جن اماموں کو زندانوں میں تاریخ نے جکڑ دیا گیا۔ وہ آج بھی مرجع خاص و عام ہیں۔ تم جزوں کو کتنا ویران کر دو...... یہ پروانے جانتے ہیں۔ اپنے شمعوں کو پہچانتے ہیں۔ ہر سال لاکھوں کی تعداد میں چاہے مدینے جائیں...... جنت البقیع...... جنت المعلیٰ...... تم دیواریں جتنی بلند کر دو پروانے اعلان کرتے ہیں کہ شمع جہاں بھی ہو، ہم قربانی کیلئے پہنچ جائیں گے۔

صرف کربلا کی بات نہیں...... صرف نجف کی بات نہیں...... صرف شہد کی بات نہیں...... میں تو مدینے اور مکے کی بات کر رہا ہوں۔ یہ امام جس کا ذکر کرتے رہے...... کہاں ہیں۔ جنت البقیع میں ہے۔ چار معصوم دفن ہیں۔ چار نشاں ہی تو ہیں۔ تم نے اپنے نفس امارہ کی تسکین کی...... کہ تم نے قبروں کو ڈھا دیا۔ یہی تو اللہ دکھانا چاہتا تھا کہ مسئلہ قبروں کے ہونے کا نہیں ہے۔ مسئلہ منبر پر گنبد ہونے کا نہیں ہے۔ کربلا ہم اس لیے نہیں جاتے کہ بڑا خوبصورت سونے کا مزار ہے۔ سونے کا روزہ ہے۔ نجف

اس لیے نہیں جاتے کہ بہت سونا چڑھا ہوا ہے۔ بہت بڑی زمین ہے۔ بہت حسین جگہ ہے۔ مشہد اس لیے نہیں جاتے کہ سب سے بڑا حرم ہے۔ آٹھویں معصوم کا...... ارے نہ ہو حرم مدینے میں...... مکے میں جنت المعلیٰ ہو...... لاکھوں لوگ پروانہ وار کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ اہل بیت کی محبت کو گنبد اور میناروں میں مت ڈھونڈو۔ جو تم یہ سمجھتے ہو کہ گنبد اور مینار ڈھا کے اہل بیت کی محبت کو ہمارے دلوں سے نکال دو گے۔ تو اس کا امکان نہیں ہے۔ یہ تو حجازی جگہیں ہیں۔ چوتھا امام یہیں سو رہا ہے۔ اسی بقیع میں زہر دینے والے نے زہر دیا چوتھے امام کو...... یعنی ولید کے زمانے میں...... ولید کے حکم سے...... اور ہشام جو اس وقت کا ولی عہد تھا...... اس کی رضا مندی سے...... امام کو زہر دیا گیا...... لیکن عزیزو! انسانوں کے گریے کا یہ عالم تھا۔ کہ مورخ لکھتے ہیں کہ چشم فلک نے مدینے میں ایسا گریہ نہیں دیکھا۔ ختم کر رہا ہوں اسی امام کے ذکر پہ لا کے...... چشم فلک نے مدینے میں اس سے پہلے ایسا گریہ نہیں دیکھا تھا۔ یاد رکھئے رسولؐ پر بھی اتنا گریہ نہیں تھا...... کیوں رسول پر تو گریہ کرنے والے چند افراد تھے...... باقی تو بندر بانٹ کر رہے تھے...... اسی لیے تو آج تک کہتے ہیں کہ رونا نہیں چاہیے کہ جنہوں کے رسول کے لاشے پر آنسو نہ بہائے۔ لہٰذا کیا کہ چشم فلک نے اس سے پہلے اتنا بڑا گریہ نہیں دیکھا تھا۔ کیوں؟ امام کی عبادت...... امام کی دعائیں...... امام کا تقدس...... امام کا رعب و جلال...... امام کی لوگوں میں محبت...... امام کی غریب پروری...... امام کی مظلوم پروری...... لہٰذا یہ تمام چیزیں جمع ہو کر ہزاروں افراد گلیوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ یعنی آج کے حساب سے نکالا جائے تو لاکھوں کا مجمع...... یعنی مدینے کی ہر گلی کوچہ آدمیوں سے پُر ہے۔ اطراف کے علاقوں سے لوگ آ گئے ہیں کہ فرزند رسولؐ دنیا میں نہیں رہے...... یہ انسانوں کی محبت کا عالم تھا......

حیوانوں کی محبت کا عالم کیا تھا...... جیسے حسینؑ کے ذوالجناح نے...... حسینؑ کے قتل کے بعد...... حسینؑ کی شہادت کے بعد...... نہیں پتہ چلا کہ کہاں گیا نہیں معلوم...... اپنے آپ کو غرق کر دیا اس نے...... پس یہی عالم ہے حیوانوں کی محبت کا...... کہ اونٹنی جو امام کی اونٹنی ہے...... لاکھ اس کو تیرا امام سے ہٹایا...... ہٹتی نہیں تھی اور عجیب انداز میں بین کرتی تھی...... گریہ کرتی تھی...... روایتوں میں لکھا ہے تین دن سر پٹکتی رہی اونٹنی...... پورے مدینے نے گواہی دی۔ اس واقعے کی...... تین دن روتی رہی وہ اونٹنی...... وہ ناقہ...... آخر اس نے دم توڑ دیا...... یہ حیوانوں کی محبت کا عالم تھا۔ کہ امام کے بعد اس کی دنیا اوتار ہو گئی تھی۔ اسے زندگی میں کوئی مزا نہ تھا...... مظلومیت کے ساتھ امام چلا گیا۔ زہر سے شہید کر دیا گیا...... لیکن اتنا ہوا کہ ہزاروں لوگوں نے امام کے جنازے کو کاندھا دیا...... کوئی محمد باقر کو سنبھالتا ہو گا...... کوئی زید کو سنبھالتا ہو گا...... کوئی حسین اصغر کو سنبھالتا ہو گا...... اتنا ہجوم اور گھر میں بیبیوں کو سہارا دینے والے عورتیں خواتین ہوں گی...... لیکن عزیز یہی تو دکھ تھا سید سجاد کو...... کہ سب کے جنازے اٹھیں گے...... سب کے تابوت اٹھیں گے...... نہ اٹھا تو میرے حسینؑ کا......

سید سجاد کو منہال سے کہتے ہیں۔ منہال میں تجھ سے بیان نہیں کر سکتا وہ منظر جب میری پہلی بار نظر پڑی تھی بابا کے سر پر...... جب وہ نوک نیزہ پر بلند تھا...... منہال کوئی میرے دکھ کا اندازہ نہیں کر سکتا...... زنجبار کے غلاموں کی طرح اس دور میں سب سے سستے غلام ادنیٰ اور پست غلام زنجبار کے حبشی شمار ہوتے تھے...... میں تجھے کیا بتاؤں...... منہال زنجبار کے غلاموں کی طرح ہمیں بازاروں میں لایا گیا تھا...... کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی تھی...... ہمیں ذلیل کرنے میں...... میں تجھے کیسے بتاؤں منہال کہ کس طرح سے ان مراحل کو میں نے طے کیا ہے...... یہ دکھ تھا سید سجاد کو...... کہ سب کے

جنازے اٹھائے گے......بس میرے بابا کا جنازہ نہ اٹھ سکا...... مجھے میرا بیٹا کفن دے گا آزادی سے تجہیز و تکفین سب کام انجام دے گا۔لیکن سید سجاد کو آزادی نہ تھی......اگر آیا بھی دفنانے تو زندان ہی سے آیا......زنجیروں میں جکڑا ہوا۔اپنی امامت کے اعجاز سے آیا تھا......یہی غم تھا سید سجاد کو کہ ہزاروں لاکھوں کے ہجوم...... ہر امام کے جنازے پر تھے...... پہلے امام سے لے کر گیارہویں امام تک چلے جاؤ۔

عزیز و علی کے جنازے میں بھی ہزاروں لوگ تھے۔ یہ اور بات کہ کوفے کی حدود ختم ہوتے ہی بیٹوں نے منع کر دیا تھا کہ سب واپس چلے جاؤ۔آگے ہم جنازہ لے کر جائیں گے۔یہی ہوا تھا ہر امام کے جنازہ پر......حتیٰ گیارھویں امام کے جنازہ پر خود خلیفہ موجود تھا۔

عباسی خلیفہ موجود تھا۔ پس سید سجاد کو اسی بات کا دکھ ہے...... کہ بس میرا بابا حسین ایسا تھا......حسرت رہی سید سجاد کو کاش میرے بابا کا تابوت اٹھا ہوتا اور میں بھی کاندھا دے دیتا...... کوئی پوچھے تو سہی سید سجاد سے...... زندان میں سب روتے ہیں...... بیبیاں بھی روتی ہیں...... بچے بھی روتے ہیں...... اپنے اپنے عزیزوں کو یاد کرکے روتے ہیں......سید سجاد کیسے روئے......اگر سید سجاد روئے تو ان بیبیوں بچوں کو سنبھالنے والا کون ہوگا......تو بس سید سجاد نے رونے کیلئے دعا کا وسیلہ......دعا کا راستہ اختیار کیا......آنسوؤں کی جھڑی باندھ دیتا تھا اور اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کیا کرتا تھا۔تمام مرحلوں کو طے کرتا چلا گیا سید سجاد......زندان کا غم نہیں ہے سید سجاد کو......شام اور کوفے کے بازاروں کا غم تھا......زندان کی فکر نہیں ہے......بس سید سجاد کو یہ فکر ہے کہ کسی طرح کربلا پہنچ کر اپنے بابا کا ماتم کر لے......اس لیے پینتیس سال امام اپنے بابا کو روتا رہا...... ماتم کرتا رہا...... یہاں کوئی دکھانا مقصود نہیں ہے بلکہ جگر کے داغ دکھانے

مقصود ہیں کہ کتنے میرے جگر کے ٹکڑے خاک وخوں میں غلطاں کیے گئے...... قید بھی کیسی...... اب قید اور رہائی سب برابر ہے سید سجاد کے لئے...... بابا کی شہادت کے بعد...... ماؤں بہنوں کی بازاروں میں پردہ دری کے بعد...... اب سب آسان...... کوئی فرق نہیں رہا سید سجاد کے لئے...... اسی لئے جب بلایا گیا اور یہ حکم دیا گیا تھا۔ آیا تھا زندان میں پیغام لیکر...... یزید نے دربار میں طلب کیا ہے...... پھوپھی آگے بڑھی تھی اور سید سجاد سے لپٹ گئی...... نہیں بیٹا تجھے اکیلا نہیں جانے دوں گی...... سید سجاد نے تسلی دی آئے پھوپھی اماں ابھی یہ مجھ پر غالب نہیں آ سکتا...... یہ مجھے قتل نہیں کر سکتا...... اطمینان رکھیے...... میں جلدی واپس آؤں گا...... سید سجاد گئے...... پہلی بار جتنے تھے دربار میں سب کھڑے ہو گئے...... احترام نہیں ہے...... پشیمانی نہیں ہے...... بلکہ جاسوس خبروں پہ خبریں دے رہے ہیں کہ سید سجاد اور بی بی کے خطبوں نے الٹا کر دیا ہے معاملوں کو...... پورا عالم اسلام تیرے خلاف اور اہل بیت کا حامی ہو چکا ہے۔ گھروں میں عورتیں بات کرتی ہیں...... بچے بات کرتے ہیں...... بازاروں میں آچکی ہے بات...... مسجدوں میں تبصرے ہوتے ہیں...... سب یہی کہتے ہیں کہ حسینؑ کو قتل کر دیا تھا...... تو آل رسول کو قید میں کیوں رکھا ہے...... رسول کی بیٹیوں کو قید کیوں کیا گیا ہے...... رسول زادیوں کو قید میں ظلم و ستم کا سامنا کیوں ہے...... لہٰذا جتنی جلد ہو سکتا ہے...... انہیں رہا کر دے...... یہ جتنی دیر تک قید میں ہیں اتنی دیر تک تیرے خلاف پروپیگنڈہ پھیلتا چلا جائے گا...... گھبرا گیا یزید...... بلایا سید سجاد کو...... حکم دیتا ہے کہ ہتھکڑیاں کاٹ دی جائیں...... گلے کا طوق بھی جدا کر دیا گیا...... بس یہی کہوں گا جانے کیسا قیدی تھا وہ...... جانے کیسی رسی تھی...... اس میں کتنا بدنصیب تھا وہ آہن جس کے نصیب سید سجاد کی ہتھکڑیاں اور پاؤں کی بیڑیاں ہونا تھا...... جس کے نصیب میں

زین العابدین کے گلے کا طوق بنتا تھا...... کتنے عرصے کے بعد یہ طوق الگ ہوا...... مجھے یقین ہے کہ طوق پہنانے میں اتنی اذیت نہ ہوئی ہوگی...... جتنی تکلیف سید ساجد کو طوق کی جدائی کے بعد ہوئی ہوگی...... زخموں کے منہ کھل گئے ......ایک سال کی قید ہے نامعلوم کتنے عرصے کی قید ہے...... ہاتھ پیروں گلے کے زخم کھل گئے سید سجاد کے...... اس ظلم کو بھی سہہ گیا...... اس درد کو سہ گیا...... اپنے پاس بٹھایا سید سجاد کو اور کہتا ہے جو ہوا اس پر پشیمان ہوں۔

آپ کو آزادی کا مژدہ سناتا ہوں۔ آپ آزاد ہیں۔ جیسے چاہیے ویسا کروں گا۔ اگر چاہتے ہیں تو شام میں رہے...... چاہتے ہیں تو مدینے جانے کا بندوبست کرتا ہوں...... سید سجاد امام ہے لیکن اپنے سپہ سالار کے بغیر فیصلہ کیسے کرے گا...... رسول علی رکھتا تھا...... حسن حسین رکھتا تھا...... حسین عباس رکھتا تھا...... سجاد بھی سپہ سالار کی صورت میں زینب رکھتے تھے...... لہٰذا امام ہے فوراً کہا میں کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا...... پہلے اپنی پھوپھی سے مشورہ کروں گا...... واپس بھیجا گیا اور بی بی بے چینی سے انتظار کر رہی ہے بھتیجے کا...... اب جو آتے دیکھا تو حیرت زدہ ہوگئی زینب...... گلے میں طوق بھی نہیں...... ہاتھوں میں ہتھکڑیاں بھی نہیں...... پیروں میں بیڑیاں بھی نہیں...... زنجیروں سے آزاد زندان میں داخل ہوا سید سجاد...... بالکل سادہ سے الفاظ میں مطلب کو نقل کر دیا...... غیر جذباتی انداز میں...... بغیر کسی احساس کے...... پھوپھی اماں یزید نے ہم کو آزاد کر دیا...... ہم قید سے آزاد ہو گئے...... وہ کہتا ہے...... چاہو تو مدینے میں رہو...... چاہو یہاں رہو...... چاہو تو مدینے چلے جاؤ...... اب آپ کیا سمجھتے ہیں کہ رہائی کی خبر سن کے بیبیاں کتنی خوش ہوگئی ہوں گی...... برسوں کے بچھڑے ہوئے اب ہم مدینے جائیں گے...... اپنوں عزیزوں سے ملیں گے...... لیکن نہیں عزیزو! جیسے رہائی کی خبر سنی...... ہر بی

بی اپنی گود دیکھتی ہے...... اپنا آنگن دیکھتی ہے...... مدینے کا نام سنتے ہی کیا کیا یاد آ گیا......سب سے پہلے تو زینب گھبرائی...... کہ نانا کے مزار پر جا کے کیا کہوں گی، حسین ساتھ گیا تھا کہاں چھوڑ آئی...... ماں کے مزار پہ جا کر کیا کہوں گی...... حسین ساتھ گیا تھا کہاں چھوڑ آئی...... ہر بی بی سوچ رہی ہے...... حیران ہے...... پریشان ہے...... ام لیلیٰ پریشان ہے اکبر کے دوست پوچھیں گے......کیا بتاؤں علی اکبر کہاں ہے...... ام رباب حیران ہے۔

اگر کسی بچی نے پوچھ لیا میرا بھائی کہاں ہے۔ اگر کسی بچی نے پوچھ لیا...... میری بہن سکینہ کہاں ہے۔ تو کیا جواب دوں گی...... ہر بی بی مدینے کا نام سن کر حیران ہے...... پریشان ہے......زینب نے سب سے پہلے یہ بات کہی کہ مدینے جانا بعد کی بات ہے...... اس سے کہو کہ پہلے گھر ہمیں دے...... جب سے میرا بھائی شہید ہوا ہے میں اپنے بھائی کو رو نہیں سکی...... ایک گھر دے ہمیں...... اس گھر میں ہم ماتم کرنا چاہتے ہیں...... حسینؑ کا...... گھر دیا گیا...... سجایا گیا...... بتایا گیا جب زینب نے اس گھر کا معائنہ کیا...... کہا یہ سب سجاوٹ ختم کر دو...... سیاہ پرچم لہرا دو...... یہ زینب وعدہ پورا کر رہی ہے...... عباس سے کیا ہوا...... کہ میرے تیرا علم ٹھنڈا ہوا تھا...... کربلا میں پہلا عزا خانہ بنے گا...... دمشق پہلا علم...... گلے کا تبرا......پھر قیامت تک ہر عزا خانے کی پہچان بن جائے گا......عباس کا علم...... یہ زینب ہے...... جو عزا خانے کی علامت بنا رہی ہے......علم کو اس پر سیاہ پرچم نصب کر دو...... شام میں اعلان کر دو...... کوئی پابندی نہ ہو جو ہمیں پرسہ دینا چاہتا ہے...... وہ پرسہ دینے کے لیے آزاد ہو...... منادی نے ندا کر دی کہ اہل بیت آزاد کر دیے گئے...... جو ان کے مقتولین کا پرسہ دینا چاہتا ہے وہ دے لے......حکومت کی طرف سے کوئی پابندی نہیں...... اہل

بیتؑ کو قید خانے سے اس گھر میں منتقل کر دیا گیا...... پھر زینب نے کہا ہمارا لوٹا ہوا مال بھی واپس کرو...... ہمارا سارا سامان واپس کیا جائے ......ان روایتوں کے تحت حق میں سروں کی واپسی کی روایت ہے۔ سارے سر بھی واپس کیے گئے...... سامان بھی واپس کیا گیا...... یہی وہ سر ہیں جو کربلا جا کر ملحق کیے گئے جسموں کے ساتھ اس روایت کے تحت بڑھ رہا ہوں۔

لوٹا ہوا مال واپس کیا گیا۔ سر واپس کیے گئے۔ کچھ چادریں بھی دیں اور مجھے یقین ہے ایک جلا ہوا گہوارہ بھی دیا ہوگا...... شاید کسی معصوم شیر خوار کا چھوٹا سا خوں بھرا کرتہ بھی ملا ہو...... کیا کیا ہوگا...... ہاں ایک روایت ضرور پڑھوں گا کہ لوٹا ہوا جو مال واپس ہوا...... اس میں زینب کی ایک چادر کا بھی ذکر ملتا ہے...... بڑی حیرانگی ہوتی ہے...... زینب اور سرخ چادر...... سرخ چادر سے زینب کا کیا واسطہ ......لیکن پھر وہ روایت یاد آ جاتی ہے کہ جب علی اکبر کا لاشہ نہ اٹھتا تھا حسینؑ سے...... تو حسین نے آواز دی تھی...... بچوں آؤ...... مجھ سے علی اکبر کا لاشہ نہیں اٹھتا...... تو بعض روایتیں کہتی ہیں...... کہ بچوں سے بھی پہلے زینب دوڑی تھی...... ہائے میرا بھائی...... ہائے میرا بھائی کہتی ہوئی...... علی اکبر کا لاشہ اٹھا کر لائی تھی زینب...... ارے یہ سرخ چادر نہ تھی...... یہ سفید چادر تھی جو علی اکبر کے خون سے سرخ ہو گئی تھی...... سارا سامان واپس کیا گیا۔ سرہائے شہداء بھی واپس کیے گئے...... شامی عورتوں کو پرسے کی اجازت دی گئی......

شامی عورتیں اس گھر میں داخل ہوئیں...... دیکھا ہر بی بی اپنے پیارے کا سر سینے سے لگائے ماتم کر رہی ہے...... آگے بڑھی ایک بی بی کے پاس...... پوچھا بی بی یہ کون تھا تیرا...... زینب نے حسینؑ کے سر کو کلیجے سے لگا کر کہا...... میرا ماں جایا...... حسینؑ جسے میری زہرا نے چکیاں پیس پیس کے پالا تھا...... زینب کو پرسہ دیا حسینؑ کا...... آگے

بڑھی ایک اور بی بی سر لیے بیٹھی ہے..... یہ کون تھا تیرا..... ام کلثوم کہتی ہے میرا بھائی عباس..... جب میرے پاس کچھ نہ تھا کربلا میں تو میری طرف سے قربان ہو گیا تھا..... عباس کا پرسہ دیا ام کلثوم کو..... اب آگے بڑھی..... ایک جوان کا سر دیکھا..... ارے یہ وہی سر ہے۔کوفے کے بازار میں جب اس عورت نے سر کو دیکھا تھا تو کہا تھا کاش اس کے قتل ہونے سے پہلے اس کی ماں مرگئی ہو..... سمجھ گئے..... علی اکبر کا..... سر بیبیوں نے دیکھا اپنے سینے پیٹ لیے..... ہائے یہ کڑیل جوان..... بی بی یہ تیرا کون ہے..... ام لیلیٰ کہتی ہے..... میرا علی اکبر جس کے کلیجے میں برچھی اتاری گئی تھی کربلا میں..... علی اکبر کا پرسہ دیا..... اب جو آگے بڑھی..... ایک اور بی بی ایک شکستہ سا سر لیے بیٹھی ہے..... پوچھا بی بی یہ کون ہے تیرا..... میرا قاسم..... جس نے اپنی بیوہ ماں کی لاج رکھ لی تھی..... اپنے چچا سے پہلے اپنے لاشے کو پامال ہونے کے لیے گھوڑوں کی ٹاپوں تلے تلے دے دیا تھا..... قاسم کا ماتم کیا..... آگے بڑھی..... ایک بی بی اور ایک ننھا سا سر لیے بیٹھی ہے..... ہائے اتنے سے بچے کو بھی مارتے رہے..... بھلا اس نے کیا کیا ہو گا..... اسے کیوں قتل کر دیا گیا..... تڑپ کر کہا ام رباب نے خبردار! ایسے نہ کہنا میرے علی اصغر کو..... تمہیں معلوم نہیں کہ میرے علی اصغر نے کربلا میں کیسے جنگ کی تھی..... ارے اس کا چچا عباس..... فاتح فرات تھا..... میرا علی اصغر فاتح کربلا ..... علی اصغر کا ماتم کیا، علی اصغر کا پرسہ دیا..... اب بیبیوں نے کیا دیکھا کہ دو سر اور ہیں..... جن کا کوئی رونے والا نہ تھا..... کوئی ان کا ماتم کرنے والا نہ تھا..... شامی عورتیں جمع ہو کر کہتی ہیں..... ایسا لگتا ہے ان کی ماں اس دنیا میں نہیں..... اگر ہوتی تو ان کا ماتم کرتی..... ہم ان لاوارثوں کا ماتم کرتے ہیں..... بس یہ سننا تھا..... زینب تڑپ کر دوڑی..... دونوں سر اٹھا کر کلیجے سے لگا لیے..... کہتی ہے..... اے شامی

عورتوں ایسا نہ کہو ان دونوں کی دکھیاری ماں زینب زندہ ہے...... لیکن زینب کیا کرے...... زہرا کے لال پر اپنے بچوں کو صدقہ کر چکی۔

اَلاَ لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

۞......۞......۞